www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری

Part 426-450

مصنف

شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

حفظہ اللہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب و سنت (محدث) لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- بسااوقات کسی کتاب کو اس کی مجموعی افادیت کے پیش نظر پبلش کر دیا جاتا ہے جس کے مندرجات سے ادارہ کا کلی اتفاق ضروری نہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۲۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مردوں اور عورتوں کے اختلاط کا کیا حکم ہے؟

جواب: مردوں کا غیر محرم عورتوں سے اختلاط ممنوع اور حرام ہے۔ عورتیں باپردہ بھی ہوں، تب بھی مردوں سے غیر ضروری میل ملاپ نہیں کر سکتیں، بھلا بے پردہ خواتین کا مردوں سے اختلاط کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ تمام فساد کی اصل جڑ مرد وزن کا اختلاط ہے۔ اس سے کئی برائیاں جنم لیتی ہیں، فحاشی اور عریانی نوجوان نسل کی تباہی کی اصل وجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں رک جاتی ہیں، عذاب الٰہی اور عقوبات کا نزول ہوتا ہے۔

ہمارے یہاں نوجوان بچے اور بچیوں کو مخلوط تعلیم دی جاتی ہے، جو کئی نوجوانوں کے فساد کا باعث بنتی ہے، بازار بھی اسی فساد کا شکار رہتے ہیں، کئی سیاسی اور تنظیمی پروگراموں میں مرد وزن کا اختلاط دیکھا گیا ہے، جن میں کتنی ہی بچیوں کی عزت پر ہاتھ ڈالا گیا ہے، کئی سیاست دان اپنے سیاسی مفاد کے لیے دھرنے دیتے ہیں، جن میں مرد وزن کا اختلاط ہوتا ہے، وہ دن رات اکھٹے رہتے ہیں، جن کے فسادات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔

سال بھر کئی دنوں کو سرکاری سطح پر منایا جاتا ہے، کئی تنظیمی پروگرامز ہوتے ہیں، مختلف شہروں اور مقامات پر ایونٹس (**Events**) منعقد کیے جاتے ہیں، گلوکاروں کو بلایا جاتا ہے، میوزک، رقص وسرود کا سامان کیا جاتا ہے، مرد وزن کا اختلاط، بے پردگی، فحاشی، ہلڑ بازی اور بیہودگی کا بازار گرم ہوتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مرد وزن کے اختلاط کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں، یہ کفار کا طریقہ ہے، مسلمانوں کے شایان شان نہیں۔ نبی کریم ﷺ سے محبت رکھنے والا قطعا ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ کفار کی مشابہت ہے۔ مسلمانوں مردوں اور عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ ہر اس مجلس کا بائیکاٹ کریں، جن میں مرد وزن کا اختلاط ہو، بے حیائی اور فحاشی کا سامان ہو۔ اسی میں دین کی حفاظت اور عزت کی سلامتی ہے، معزز لوگوں کو یہی شیوہ ہے۔

اسلام نے عورت کو چادر چار دیواری میں رہنے کا کہا ہے، اگر ضرورت کے لیے باہر نکلنا پڑے، تو اس کے بھی آداب بتائے ہیں کہ باپردہ ہو کر اور زیب وزینت کے بغیر باہر نکلے، اپنی چال ڈھال میں لچک پیدا نہ کرے، نظریں جھکا کر رکھے، الغرض اس طرح نہ نکلے، جس طرح جاہلیت میں عورتیں باہر نکلتی تھیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى﴾(الأحزاب : ٣٣)

''پہلی جاہلیت کی طرح زیب وزینت کے ساتھ گھر سے باہر مت نکلو۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾(النّساء : ١٤٠)

”آپ اس وقت تک ان کے ساتھ بیٹھک نہ کریں جب تک کہ وہ گفتگو کا موضوع بدل نہیں لیتے، ورنہ آپ میں اوران میں کوئی فرق نہ ہوگا۔“

❁ مفسر علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

﴿إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ فَدَلَّ بِهٰذَا عَلٰى وُجُوبِ اجْتِنَابِ أَصْحَابِ الْمَعَاصِي إِذَا ظَهَرَ مِنْهُمْ مُنْكَرٌ، لِأَنَّ مَنْ لَمْ يَجْتَنِبْهُمْ فَقَدْ رَضِيَ فِعْلَهُمْ، وَالرِّضَا بِالْكُفْرِ كُفْرٌ.

”﴿إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ کے الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ اہل بدعت جب بدعت کا پرچار کررہے ہوں، تو ان سے اجتناب واجب ہے، جو ان سے اجتناب نہیں کرتا، وہ ان کی بدعت سے راضی ہے اور کفر پر راضی ہوجانا بھی کفر ہے۔“

(تفسير القرطبي : 418/5)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾(الأنعام : ٦٨)

”یاد آنے پر ظالموں سے کنارہ کشی کر لیجئے۔“

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (٧٧٤ھ) فرماتے ہیں:

أَلَّا يَجْلِسَ مَعَ الْمُكَذِّبِينَ الَّذِينَ يُحَرِّفُونَ آيَاتِ اللّٰهِ وَيَضَعُونَهَا عَلٰى غَيْرِ مَوَاضِعِهَا، فَإِنْ جَلَسَ أَحَدٌ مَّعَهُمْ نَاسِيًا ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى﴾ بَعْدَ التَّذَكُّرِ ﴿مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ .

”آیات قرآنیہ میں تحریف کرنے والوں اور انہیں مطلب برآوری کے لئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

استعمال کرنے والے جھوٹوں کے ساتھ نہ بیٹھئے، اگر بھولے سے بیٹھ جائیں تو یاد آنے پر کنارہ کرلیں۔''

(تفسیر ابن کثیر: 278/3)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا رَيْبَ أَنَّ تَمْكِينَ النِّسَاءِ مِنْ اخْتِلَاطِهِنَّ بِالرِّجَالِ أَصْلُ كُلِّ بَلِيَّةٍ وَشَرٍّ، وَهُوَ مِنْ أَعْظَمِ أَسْبَابِ نُزُولِ الْعُقُوبَاتِ الْعَامَّةِ، كَمَا أَنَّهُ مِنْ أَسْبَابِ فَسَادِ أُمُورِ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ، وَاخْتِلَاطُ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ سَبَبٌ لِكَثْرَةِ الْفَوَاحِشِ وَالزِّنَا، وَهُوَ مِنْ أَسْبَابِ الْمَوْتِ الْعَامِّ، وَالطَّوَاعِينِ الْمُتَّصِلَةِ ...... فَمِنْ أَعْظَمِ أَسْبَابِ الْمَوْتِ الْعَامِّ كَثْرَةُ الزِّنَا، بِسَبَبِ تَمْكِينِ النِّسَاءِ مِنْ اخْتِلَاطِهِنَّ بِالرِّجَالِ، وَالْمَشْيِ بَيْنَهُمْ مُتَبَرِّجَاتٍ مُتَجَمِّلَاتٍ، وَلَوْ عَلِمَ أَوْلِيَاءُ الْأَمْرِ مَا فِي ذٰلِكَ مِنْ فَسَادِ الدُّنْيَا وَالرَّعِيَّةِ قَبْلَ الدِّينِ لَكَانُوا أَشَدَّ شَيْءٍ مَنْعًا لِذٰلِكَ.

''بلاشبہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ اختلاط کی اجازت دینا ہی ہر برائی اور شر کی بنیاد ہے، آفتوں کے نازل ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے، تمام عام اور خاص اُمور کی خرابی کا سبب بھی یہی ہے۔ مرد وزن کا اختلاط ہی فحاشی اور زنا کے بڑھنے کا سبب ہے۔ ہلاکت عامہ اور طاعون کا باعث بھی یہی ہے۔...... عام اموات کا سبب زنا کی کثرت ہے اور اس کی وجہ یہ بنتی ہے کہ عورتوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مردوں سے اختلاط کرنے اور مردوں میں بے پردہ اور زیب وزینت کر کے چلنے پھرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اگر حکام جان لیں کہ اس میں دین کے ساتھ ساتھ دنیا اور رعایا کی کتنی خرابی پنہاں ہے، تو وہ سب سے زیادہ اختلاط سے منع کریں گے۔"

(الطُّرُق الحُکمِیّة، ص 239)

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں، اپنی ذمہ داری سنبھالیں، کفار کو اسلام سے روشناس کرائیں، انہیں دعوت دیں، نہ کہ ان کی برائیوں کا حصہ بن جائیں۔

کفار نے ہمیشہ سے بے حیائی کے ذریعہ مسلمانوں کے عزائم کو ختم کیا ہے۔ پر افسوس کہ مسلمانوں خود فحاشی و عریانی پھیلا رہے ہیں، سوشل میڈیا، ٹیلی ویژن اور موبائل کے ذریعے بے حیائی پر مبنی مواد عام کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زندگی ایک بار دی ہے، اسے اگلی زندگی کے لیے کارآمد بنائیے، اپنے رب کے رضا کے مطابق گزار دیجئے، شیطان کے بہکاوے میں مت آئیے، فتنوں سے دور رہیے، دین بیزاری سے بچیئے، اہل حق سے رابطہ رکھیے، مساجد و مدارس سے جڑ جائیے، یہی حق وصداقت کے قلعے ہیں، اسی میں سکون وسلامتی ہے۔

دنیوی واُخروی کامیابیاں اسلامی تعلیمات میں ہی پنہاں ہیں، اسے غیر مسلموں کے پاس تلاش مت کیجئے۔ ہمارا اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے، کاش کہ ہم سمجھیں!!

سوال: امر بالمعروف اور نہی المنکر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا واجب ہے، معاشرے کی فلاح وصلاح کا واحد راستہ یہی ہے، قوموں کی تہذیب اسی سے ہوتی ہے۔ اسلام کا غلبہ اور بقا اسی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہ نبیوں کا شیوہ ہے، ہر اُمت لیے مشروع رہا ہے۔ ہر دور کے مسلمان بالخصوص علمائے دین اس فریضہ کو انجام دیتے رہے ہیں، جس قوم میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا جائے، اس کی تباہی یقینی ہو جاتی ہے، وہ اعتقادی، عملی اور اخلاقی فتنوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

پہلی قوموں کی ہلاکت و بربادی کے دو بنیادی اسباب تھے: ① وہ نفسانی خواہشات کا اتباع کرنے لگے تھے، ② ان کے مذہبی پیشواؤں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا چھوڑ دیا تھا۔

اگر لوگ خود نیکیاں کریں اور گناہوں سے مجتنب رہیں، مگر دوسروں کو اچھائی کا حکم نہ دیں اور برائیوں سے نہ روکیں، تو وہ صلحا بھی جرم میں شریک ہوں گے، کیونکہ جس طرح معاشرے کا اچھا فرد بننا ضروری ہے، اسی طرح معاشرے کو اچھا کرنے کے لیے دوسروں کو دعوت اور ان کی اصلاح کی کوشش بھی ضروری ہے۔ ایک فرض کی ادائیگی دوسرے فرض سے کفایت نہیں کرتی۔

اُمت کی تباہی اور بگاڑ کے ذمہ دار علمائے سو بھی ہیں، جو لوگوں میں برے اعتقادات اور اعمال کو رواج دیتے ہیں، اسلام کی غلط تعبیریں پیش کر کے اُمت کو گمراہی کی طرف دھکیل رہے ہیں، اسی طرح وہ علمائے حق بھی ذمہ دار ہیں، جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو چھوڑ چکے ہیں یا اس میں سستی اور مداہنت کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے علمائے بنی اسرائیل کے اسی رویے کی مذمت کی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾(المائدة : ٦٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''انہیں علمائے ربانی اور احبار نے جھوٹ کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہ روکا؟ بلاشبہ انہوں نے بہت برا کیا۔''

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

دَلَّتِ الْآيَةُ عَلٰى أَنَّ تَارِكَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ كَمُرْتَكِبِ الْمُنْكَرِ، فَالْآيَةُ تَوْبِيخٌ لِلْعُلَمَاءِ فِي تَرْكِ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ.

''یہ آیت دلیل ہے کہ ناجائز کام سے منع کرنا چھوڑ دینے والا، ناجائز کام کرنے والے کی ہی طرح ہے۔ اس آیت میں ان علما کی مذمت ہے، جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کر دیتے ہیں۔''

(تفسير القرطبي : 236/6)

❁ علامہ ابن نحاس رحمہ اللہ (٨١٤ھ) فرماتے ہیں:

تَاللّٰهِ إِنَّهُمْ لَأَهْلٌ لِكُلِّ تَوْبِيخٍ، وَمَحَلُّ كُلِّ تَهْدِيدٍ، لِأَنَّ عُلَمَاءَ السُّوءِ سَبَبُ كُلِّ فَسَادٍ وَأَوْصَلُ كُلِّ بَلَاءٍ وَفِتْنَةٍ، فَأَنّٰى يَصْلُحُ النَّاسُ وَالْعُلَمَاء فَاسِدُونَ؟ أَمْ كَيْفَ يُنْزَجَرُ النَّاسُ وَالْعُلَمَاءُ مُرْتَكِبُونَ؟ أَمْ كَيْفَ تُعْظَمُ الْمَعْصِيَّةُ فِي قُلُوبِ الْجَاهِلِينَ وَالْعُلَمَاءُ بِأَفْعَالِهِمْ وَأَقْوَالِهِمْ يُهَوِّنُونَهَا؟ أَمْ كَيْفَ يَرْغَبُونَ فِي الطَّاعَةِ وَالْعُلَمَاءُ لَا يَأْتُونَهَا؟ أَمْ كَيْفَ يَقِفُونَ عِنْدَ الْحُدُودِ وَالْعُلَمَاءُ يَتَعَدُّونَهَا؟ أَمْ كَيْفَ يَتْرُكُونَ الْبِدَعَ وَالْعُلَمَاءُ يَرَوْنَهَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فَلَا يُنْكِرُونَهَا؟ أَمْ كَيْفَ يَتَوَرَّعُونَ عَنِ الشُّبْهَاتِ وَهِيَ أَطْيَبُ طَيِّبَاتِ الْعُلَمَاءِ الَّتِي يَأْكُلُونَهَا؟ بَلْ أَنْوَاعُ الْحَرَامِ لَا يَأْبُونَهَا، وَأَبْوَابُ الْوَرْعِ لَا يَأْتُونَهَا.

''اللہ کی قسم! یہ علما ہر مذمت کے اہل ہیں اور ہر ڈانٹ کے مستحق ہیں، کیونکہ علمائے سو ہی ہر فساد کا ذریعہ ہیں، ہر مصیبت اور فتنہ پیدا ہونے کے سب سے بڑے ذمہ دار ہیں۔ بھلا جب علما ہی فسادی ہوں گے، تو عام لوگوں کی اصلاح کیسے ہو سکتی ہیں؟ جب علما ہی گناہوں کا ارتکاب کریں گے، تو عوام کی مذمت کیسے کی جا سکتی ہے؟ جاہلوں کے دلوں میں گناہوں کی ہولنا کی کیسے پیدا ہو گی، جب علما ہی اپنے اقوال وافعال سے اس کی برائی کو کم کر رہے ہوں گے؟ عوام نیکی میں رغبت کیسے رکھ سکتے ہیں، جب علما ہی نیکی پر نہ ہوں؟ عوام اللہ کی قائم کردہ حدود پر کیسے رک سکتے ہیں، جب علما ہی اسے پھلانگتے ہوں؟ لوگ بدعات کو ترک کیسے کر سکتے ہیں، جب علما ہی بدعات کو دیکھ کر منع نہ کریں؟ عوام متشبہ اشیا سے اجتناب کیسے کریں گے، جب علما کی سب سے مرغوب غذا ہی متشابہ اشیا ہوں گی؟ بلکہ وہ تو حرام چیزوں پر بھی انکار نہیں کرتے، نیز ورع وتقویٰ کا بھی خیال نہیں رکھتے۔''

(تنبیہ الغافلین، ص 85)

سوال: مصافحہ کے بعد اپنے ہاتھ کو بوسہ دینا کیسا ہے؟

جواب: مصافحہ کے بعد اپنے ہی ہاتھ کو بوسہ دینا بے اصل ہے۔

❀ علمائے احناف لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَا يَفْعَلُهُ الْجُهَّالُ مِنْ تَقْبِيلِ يَدِ نَفْسِهٖ إِذَا لَقِيَ غَيْرَهٗ، فَهُوَ مَكْرُوهٌ، فَلَا رُخْصَةَ فِيهِ وَأَمَّا تَقْبِيلُ يَدِ صَاحِبِهٖ عِنْدَ اللِّقَاءِ فَمَكْرُوهٌ بِالْإِجْمَاعِ وَكَذَا مَا يَفْعَلُونَهٗ مِنْ تَقْبِيلِ الْأَرْضِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ وَالْعُظَمَاءِ فَحَرَامٌ، وَالْفَاعِلُ وَالرَّاضِي بِهٖ آثِمَانِ لِأَنَّهٗ يُشْبِهُ عِبَادَةَ الْوَثَنِ، وَهَلْ يَكْفُرَانِ؟ عَلٰى وَجْهِ الْعِبَادَةِ وَالتَّعْظِيمِ كَفَرَ، وَإِنْ عَلٰى وَجْهِ التَّحِيَّةِ لَا، وَصَارَ آثِمًا مُرْتَكِبًا لِلْكَبِيرَةِ، وَفِي الْمُلْتَقَطِ: اَلتَّوَاضُعُ لِغَيْرِ اللّٰهِ حَرَامٌ.

”یہ جو جہلا دوسروں سے ملاقات کرتے ہوئے (مصافحہ کے بعد) اپنا ہی ہاتھ چھومتے ہیں، یہ مکروہ ہے، اس کی رخصت نہیں۔ ملاقات کے وقت اپنے ساتھی کا ہاتھ چھومنا بالاجماع مکروہ ہے۔ اسی طرح یہ جو لوگ اپنے علما اور عظما کے سامنے زمین کو بوسہ دیتے ہیں، یہ حرام ہے، ایسا کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گناہ گار ہیں، کیونکہ ایسا کرنا بتوں کی عبادت کے مشابہ ہے، اب یہ دونوں کافر ہوتے ہیں (یا نہیں)؟ (اس میں تفصیل ہے) اگر تعظیم اور عبادت کی نیت سے ایسا کرے، تو کافر ہو جائے گا اور اگر سلام کی نیت سے کرے، تو کبیرہ گناہ کا مرتکب قرار پائے گا۔ ”ملتقط“ میں ہے کہ غیر اللہ کے لیے عجز و انکساری کا اظہار کرنا حرام ہے۔“

(الدر المختار، ص 659، **فتاویٰ عالمگیری**: 369/5، مِنحة السُّلوك للعيني، ص 415، البِناية للعيني: 198/12، تَبيين الحَقائق للزّيلعي: 26/6، البحر الرائق لابن نجيم: 226/8، مَجمع الأنهر لشَيخي زاده: 542/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

(سوال): درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ بَصُرَ بِامْرَأَةٍ لَا تَظُنُّ أَنَّهُ عَرَفَهَا، فَلَمَّا تَوَسَّطَ الطَّرِيقَ وَقَفَ حَتَّى انْتَهَتْ إِلَيْهِ، فَإِذَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهَا : مَا أَخْرَجَكِ مِنْ بَيْتِكِ يَا فَاطِمَةُ؟، قَالَتْ : أَتَيْتُ أَهْلَ هٰذَا الْمَيِّتِ، فَتَرَحَّمْتُ إِلَيْهِمْ، وَعَزَّيْتُهُمْ بِمَيِّتِهِمْ، قَالَ : لَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدٰى؟، قَالَتْ : مَعَاذَ اللّٰهِ، أَنْ أَكُونَ بَلَغْتُهَا وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِي ذٰلِكَ مَا تَذْكُرُ، فَقَالَ لَهَا : لَوْ بَلَغْتِهَا مَعَهُمْ مَا رَأَيْتِ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَرَاهَا جَدُّ أَبِيكِ .

''ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے، اسی اثنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا، وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہچان لیا ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستے کے درمیان میں پہنچے، تو رک گئے، یہاں تک کہ وہ عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی، دیکھا وہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: فاطمہ! گھر سے کیوں نکلی؟ عرض کیا: میں فلاں میت کے گھر والوں کے پاس آئی تھی، میں نے ان کے لیے دعائے رحمت کی اور تعزیت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید پھر آپ ان کے ساتھ مقام کدیٰ (قبرستان) بھی گئی ہوں گی؟ عرض کیا: اللہ کی پناہ! کہ میں کدیٰ (قبرستان)

www.KitaboSunnat.com

میں جاؤں، جبکہ میں نے آپ سے اس بارے میں فرمان سن رکھا ہے۔
آپ ﷺ نے فرمایا: اگر آپ ان کے ساتھ کدیٰ میں چلی جاتی، تو جنت کو دیکھ بھی نہ سکتی تھیں، یہاں تک کہ آپ کے والد کے دادا (عبدالمطلب) جنت دیکھ لیتے۔''

(مسند الإمام أحمد : 168/2، سنن أبي داود : 3123، سنن النّسائي : 1880)

جواب: روایت ضعیف و منکر ہے۔ ربیعہ بن سیف معافری ضعیف ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدَهٗ مَنَاكِيرُ .

''اس کی منکر روایات ہیں۔''

(التّاريخ الكبير : 290/3)

❀ نیز ''منکر الحدیث'' بھی کہا ہے۔

(التّاريخ الأوسط :308/1)

❀ امام نسائی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(سنن النّسائي، تحت الحديث : 1880)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يُخْطِئُ كَثِيرًا .

''بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا۔''

(الثّقات : 301/6)

❀ امام ابن یونس مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي حَدِيثِهٖ مَنَاكِيرُ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

’’اس کی احادیث میں منکر روایات ہیں۔‘‘

(تهذيب التّهذيب لابن حَجَر : 255/3)

❁ حافظ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، عِنْدَهٗ مَنَاكِيرُ .

’’ضعیف الحدیث ہے، اس کی منکر روایات ہیں۔‘‘

(الأحكام الوسطى : 152/2)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے ’’ضعیف‘‘ کہا ہے۔

(خُلاصة الأحكام : 1068/2)

❁ ربیعہ بن سیف کی متابعت شرحبیل بن شریک نے کی ہے۔

(العِلَل المُتَناهية لابن الجوزي : 421/2)

مگر یہ متابعت مفید نہیں، کیونکہ شرحبیل بن شریک تک سند ثابت نہیں۔

① وہب اللہ بن رزق کی توثیق نہیں۔

② محمد بن ہارون ابن حبان ازدی کے حالات زندگی معلوم نہیں۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَثْبُتُ وَفِي الطَّرِيقَيْنِ رَبِيعَةُ وَفِي الطَّرِيقِ الثَّانِي مَجَاهِيلُ .

’’یہ حدیث ثابت نہیں، دونوں سندوں میں ربیعہ (ضعیف) ہے، جبکہ دوسری سند میں مجہول راوی بھی ہیں۔‘‘

(العِلَل المُتناهية : 421/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس روایت کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(خُلاصة الأحكام : 1005/2)

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ امام حاکم رحمہ اللہ کی تحکیم کے بارے میں فرماتے ہیں:

فِيمَا قَالَهُ عِنْدِي نَظَرٌ .

''میرے مطابق امام حاکم رحمہ اللہ کی بات محل نظر ہے۔''

(الإلمام بأحاديث الأحكام : 210/1)

❁ علامہ ابن الوزیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ .

''یہ حدیث منکر (ضعیف) ہے۔''

(العَواصِم والقَواصِم : 71/9)

سوال: بعض روایات میں ہے کہ اولاد کے بالغ ہونے کے بعد جلدی نکاح کر دینا چاہیے، ورنہ اگر اس نے گناہ کا ارتکاب کر لیا، تو اس کا گناہ والد کو ہوگا۔ ایسی روایات کا کیا حکم ہے؟

جواب: بچوں کی جلدی شادی کرانا والد کی ذمہ داری ہے، وہ جتنا جلدی ہو سکے، یہ ذمہ داری ادا کرے، اسی میں عافیت ہے۔

رہی اس سلسلے میں مروی روایات، تو وہ سنداً ضعیف و غیر ثابت ہیں، ان پر تحقیقی بحث ملاحظہ ہو؛

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ : يَا عَلِيُّ، ثَلَاثٌ لَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تُؤَخِّرْهَا؛ الصَّلَاةُ إِذَا آنَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْئًا .

”نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر مت کیجئے؛ ① جب نماز کا وقت ہو جائے، ② جب جنازہ حاضر ہو جائے ③ جب لڑکی کے لیے کفو دستیاب ہو۔“

(مسند الإمام أحمد : 105/1، سنن التّرمذي : 171، 1075، سنن ابن ماجه : 1486)

سند ضعیف ہے۔ عمر بن علی بن ابی طالب کا اپنے والد سے سماع معلوم نہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَمَا أَرٰى إِسْنَادَهٗ بِمُتَّصِلٍ .

”یہ حدیث غریب ہے، میرے مطابق اس کی سند متصل نہیں۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1075)

لبیبہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَدْرَكَ لَهٗ وَلَدٌ وَقَدْ بَلَغَ النِّكَاحَ وَعِنْدَهٗ مَا يُزَوِّجُهٗ فَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَحْدَثَ فَالْإِثْمُ بَيْنَهُمَا .

”جس کا بیٹا ہو اور وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائے، اس کے پاس بچے کے لیے رشتہ بھی ہو، مگر پھر بھی وہ اس کی شادی نہ کرے اور بچہ گناہ کا ارتکاب کر لے، تو یہ گناہ دونوں کے درمیان تقسیم ہو گا۔“

(ذمّ الهوىٰ لابن الجَوْزي، ص 281، تفسير الثّعلبي : 90/7)

سند سخت ضعیف ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

① جبارہ بن مغلس ضعیف ہے۔

② مندل بن علی عنزی ضعیف ہے۔

③ یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبہ ضعیف ہے۔

④ عبدالرحمٰن بن ابی لبیبہ غیر معروف ہے۔

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ : مَنْ بَلَغَتْ لَهُ ابْنَةٌ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَرَكِبَتْ إِثْمًا فَإِثْمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ .

''تورات میں درج ہے: جس کی بیٹی بارہ سال کو پہنچ جائے، مگر وہ اس کی شادی نہ کرے اور بیٹی گناہ کا ارتکاب کر لے، تو اس کا گناہ والد کو ہوگا۔''

(العَيال لابن أبي الدنيا : 113، شُعَب الإيمان للبَيْهقي : 8302)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ابو مجاشع ازدی غیر معروف ہے۔

② ابو مجاشع ازدی کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

③ ابو بکر بن ابی مریم ضعیف و مختلط ہے۔

✿ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' کہا ہے۔

(شُعَب الإيمان، تحت الحديث : 8303)

❀ یہی روایت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(شُعَب الإيمان للبَيهقي : 8303)

مگر امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کے متن کو سخت منکر قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(شُعَب الإيمان، تحت الحديث : 8303)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ شَيْءٍ خَيْرٌ لِامْرَأَةٍ مِنْ زَوْجٍ أَوْ قَبْرٍ .

”کسی عورت کے لیے شوہر یا قبر سے اچھی کوئی شے نہیں۔“

(أحكام النّساء لابن الجوزي :221)

جھوٹی روایت ہے۔

① عمرو بن جمیع بصری ”متروک، کذاب ووضاع“ ہے۔

② ابوعصمہ عصام بن حکم عکبری کی توثیق نہیں۔

③ ابوصالح عبدالوہاب بن ابی عصمہ عکبری کی توثیق نہیں۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

زَوِّجُوا أَوْلَادَكُمْ إِذَا بَلَغُوا، لَا تَحْمِلُوا آثَامَهُمْ .

”اولاد بالغ ہو جائے، تو ان کی شادی کرا دیں اور ان کے گناہوں کا بوجھ مت اٹھائیں۔“

(أحكام النّساء لابن الجَوْزي : 223، مَناقب عمر لابن الجوزي : 647، مسند الفاروق لابن كثير : 508)

سند ضعیف ہے۔زید بن اسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

❁ حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

بَادِرُوا نِسَاءَكُمُ التَّزْوِيجَ، فَإِنَّ التَّسْوِيفَ مَغْلَمَةٌ لَّهُنَّ .

”اپنی بچیوں کی جلدی شادی کریں، کیونکہ شادی میں بلاوجہ تاخیر کرنا انہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شہوت پرست بنادے گا۔“

(أحكام النّساء لابن الجوْزي : 224)

سند ضعیف ہے۔خلید بن دعلج ضعیف ہے۔

❁ حاتم اصم رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَ يُقَالُ : الْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا فِي خَمْسٍ؛ إِطْعَامُ الطَّعَامِ إِذَا حَضَرَ الضَّيْفُ وَتَجْهِيزُ الْمَيِّتِ إِذَا مَاتَ، وَتَزْوِيجُ الْبِكْرِ إِذَا أَدْرَكَتْ، وَقَضَاءُ الدَّيْنِ إِذَا وَجَبَ، وَالتَّوْبَةُ مِنَ الذَّنْبِ إِذَا أَذْنَبَ .

”کہا جاتا ہے کہ جلدی شیطان کی طرف سے ہے،سوائے پانچ چیزوں میں؛ ① جب مہمان آئے،تو کھانا کھلانا۔ ② میت کی تجہیز وتکفین کرنا۔ ③ لڑکی بالغہ ہو جائے،تو اس کی شادی کرنا۔ ④ قرض کی ادائیگی کرنا۔ ⑤ گناہ ہو جائے،تو توبہ کرنا۔“

(حلية الأولياء لأبي نعيم : 78/8)

سند ضعیف ہے۔احمد بن سلیمان کفرشیلانی کی توثیق نہیں۔

سوال: صحیح بخاری کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب:امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب ”صحیح البخاری“ ایک معجزاتی کتاب ہے،علم حدیث میں جو مقام ومرتبہ صحیح بخاری کو حاصل ہوا،کسی دوسری کتاب کے حصے میں نہیں آیا، اسے امت کی جانب سے تلقی بالقبول ملا،امت نے اس کی احادیث کی صحت پراجماع کیا، یہ ایسی مہتم بالشان کتاب ہے کہ جب سے تصنیف کی گئی،تب سے اب تک امت اسے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہاتھوں میں لئے چلے جاتی ہے۔

❁ علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا كِتَابُهُ الْجَامِعُ الصَّحِيحُ فَأَجَلُّ كُتُبِ الْإِسْلَامِ وَأَفْضَلُهَا بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا عِبْرَةَ بِمَنْ يُرَجِّحُ عَلَيْهِ صَحِيحَ مُسْلِمٍ فَإِنَّ مَقَالَتَهُ هٰذِهِ شَاذَّةٌ لَا يُعَوَّلُ عَلَيْهَا .

''امام بخاری رحمہ اللہ کی ''جامع صحیح'' دواوین اسلام میں سب سے جلیل القدر اور کتاب اللہ کے بعد افضل ترین کتاب ہے۔ جنہوں نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دی ہے، ان کا قول معتبر نہیں، اس کی بات شاذ اور نا قابل اعتماد ہے۔''

(طَبَقات الشّافعية الكبرىٰ : 215/2)

❁ علامہ محمد بن یعقوب فیروز آبادی رحمہ اللہ (۸۱۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ صَحِيحَيِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ قَدْ تَلَقَّتْهُمَا الْأُمَّةُ بِالْقُبُولِ، وَالْأُمَّةُ مَعْصُومَةٌ مِنَ الْإِجْمَاعِ عَلٰى ضَلَالٍ وَّبَاطِلٍ .

''صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو اُمت کی تلقی بالقبول حاصل ہے، اُمت اس بات سے معصوم ہے کہ وہ گمراہی اور باطل پر اجماع کر لے۔''

(الرّدّ على الرّافضة، ص 57)

سوال: کیا صحابی کی تعریف میں یہ شرط لگانا درست ہے کہ اس نے بلوغت کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو؟

جواب: صحابی ہونے کے لیے بلوغت کی شرط لگانا درست نہیں۔ وہ چھوٹے بچے بھی صحابی ہیں، جو بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتے رہے، مگر ان کے بالغ ہونے سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پہلے ہی رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے، اہل علم نے انہیں بھی صحابہ میں شمار کیا ہے، جیسے سیدنا حسن وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما کہ وفات النبی ﷺ کے وقت یہ ابھی چھوٹے تھے، حالانکہ ان کا صحابی ہونا متفق علیہ ہے۔

❀ علامہ ابناسی رحمہ اللہ (۸۰۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ أَنَّ الْبُلُوغَ لَيْسَ شَرْطًا فِي حَدِّ الصَّحَابِيِّ وَإِلَّا لَخَرَجَ بِذٰلِكَ مَنْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى عَدِّهِمْ فِي الصَّحَابَةِ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .

”صحیح بات یہی ہے کہ صحابی کی تعریف میں بلوغت شرط نہیں، ورنہ اس سے وہ لوگ صحابہ کی فہرست سے خارج ہو جائیں گے، جن کو صحابہ میں شمار کرنے پر اہل علم کا اجماع ہو چکا ہے، جیسے سیدنا عبد اللہ بن زبیر، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم۔“

(الشّذا الفیّاح : 490/2)

سوال: فجر کی دو رکعتوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: فجر کی دو رکعتیں مسنون مستحب مؤکدہ ہیں۔ نوافل میں سب سے زیادہ اہتمام نبی کریم ﷺ انہیں کا کرتے تھے، انہیں سفر میں بھی ترک نہیں کرتے تھے۔ انہیں واجب قرار دینا درست نہیں۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِّنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''نبی ﷺ نوافل میں سب سے زیادہ اہتمام فجر کی دو سنتوں کا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 1169 ، صحيح مسلم : 94/724)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ صَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا، وَرَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَائَيْنِ، وَلَمْ يَكُنْ يَدَعُهُمَا أَبَدًا .

''نبی کریم ﷺ نے عشا کی نماز پڑھائی، تہجد کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں اور دو رکعت بیٹھ کر ادا کیں، پھر فجر کی دو سنتیں اذان اور اقامت کے درمیان پڑھیں، جو آپ ﷺ کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 1159)

❁ علامہ ابو جعفر نحاس رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَيْهِ أَنَّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ لَيْسَتَا بِفَرْضٍ وَلٰكِنَّهُمَا مَنْدُوبٌ إِلَيْهِمَا لَا يَنْبَغِي تَرْكُهُمَا .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ فجر کی دو رکعتیں فرض نہیں، بلکہ مستحب ہیں، انہیں ترک نہیں کرنا چاہیے۔''

(النّاسخ والمَنسوخ، ص 688)

❁❁❁❁❁❁❁

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۲۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا کسی روایت میں خطا کرنا ثقہ راوی کے لیے باعث جرح ہے؟

جواب: اگر ثقہ راوی کبھی کبھار حدیث میں خطا کر جائے، تو یہ اس کے لیے باعث قدح وجرح نہیں، کئی ائمہ سے بھی خطا ہوئی ہے، مگر ان کی امامت اور جلالت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

ہاں اگر راوی بکثرت خطا کرنے لگے، تو یہ اس کے حافظہ کی خرابی ہے، جو کہ روایت میں قدح کا باعث ہے، اس سے راوی کثیر الخطا قرار پائے گا۔

✿ علامہ ابن وزیر رحمہ اللہ (۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّهٗ لَا يُجَرَّحُ الثِّقَةُ بِالْخَطَأِ فِي الرِّوَايَةِ إِلَّا إِذَا كَثُرَ ذٰلِكَ مِنْهُ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ روایت میں خطا کرنے سے ثقہ راوی کو مجروح قرار نہیں دیا جائے گا، الا یہ کہ وہ بکثرت خطا کرنے لگے۔“

(العَواصِم والقَواصِم : 318/8، الرّوض الباسِم : 444/2)

سوال: کیا دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنا مستحب ہے؟

جواب: دعا کے آداب میں سے ہے کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، اس کے حمد کے عمدہ کلمات کہے جائیں، اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور دعا کی قبولیت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى اسْتِحْبَابِ ابْتِدَاءِ الدُّعَاءِ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ الصَّلَاةُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَذٰلِكَ تُخْتَمُ الدُّعَاءُ بِهِمَا، وَالْآثَارُ فِي هٰذَا الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْرُوفَةٌ.

”تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ دعا کی ابتدا و اختتام باری تعالیٰ کی حمد و ثنا اور رسول اللہ ﷺ پر درود کے ساتھ کرنا مستحب ہے، اس بارے میں کئی مشہور و معروف احادیث ہیں۔“

(الأذكار، ص 99)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، يَقُولُ : دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي.

”دعا قبول ہوتی ہے، جب تک انسان جلدی نہ کرے یعنی یوں نہ کہے: میں نے دعا کی تھی، مگر قبول نہیں ہوئی۔“

(صحيح البخاري: 6340؛ صحيح مسلم: 2735)

❁ سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَّدْعُو فِي صَلَاتِهٖ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : عَجِلَ هٰذَا، ثُمَّ دَعَاهُ، فَقَالَ لَهٗ أَوْ لِغَيْرِهٖ : إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ؛ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لْيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ .

''ایک شخص نماز میں دعا مانگ رہا تھا، اس نے درود نہیں پڑھا، نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: اس نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے۔ پھر آپ نے اسے یا کسی اور کو بلا کر فرمایا: دعا سے پہلے حمد وثنا اور درود پڑھ لیا کریں، اس کے بعد جو چاہیں مانگتے رہیں۔''

(مسند أحمد : 18/6؛ سنن أبي داوٗد : 1481، سنن التّرمذي : 3477؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن خزیمہ (۷۱۰) اور امام ابن حبان (۱۹۶۰) رحمہما اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۲۳۰، ۲۸۶) نے ''امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کب مسلمان ہوئے؟

جواب: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (۷ھ) خیبر والے سال مسلمان ہوئے۔

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَبُو هُرَيْرَةَ وَإِسْلَامُهٗ كَانَ عَامَ خَيْبَرَ هٰذَا مِمَّا لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِيهِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خیبر والے سال اسلام لائے، اس بارے میں علما کا کوئی اختلاف نہیں۔“

(الاستذکار :1/504)

سوال: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن یا رات کی کوئی خاص عبادت ثابت ہے؟

جواب: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں کی فضیلت کے بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں، فضیلت وہی ہوتی ہے، جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو، اسی طرح ان کی راتوں کو عبادت کرنا ثابت نہیں۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَتْ صَلاةٌ لِلَيْلَةِ وَلِيَوْمِ الْعِيدِ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ يَثْبُتُ وَلَا يَصِحُّ، فَلِهٰذَا تَنَكَّبْنَا ذِكْرَهَا.

”عید کی رات اور دن میں خاص نماز بیان کی گئی ہے، مگر اس بارے میں کچھ ثابت نہیں، اس لیے ہم نے اسے ذکر کرنے سے اجتناب کیا ہے۔“

(التّبصرة : 2/107)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا الصَّلَوَاتُ الَّتِي تَذْكُرُهَا الْقُصَّاصُ مِنْ صَلَاةِ لَيْلَةِ الْفِطْرِ، وَلَيْلَةِ النَّحْرِ، وَلَيْلَةِ الرَّغَائِبِ، وَلَيْلَةِ نِصْفِ شَعْبَانَ، فَلَا صِحَّةَ لَهَا.

”عید الفطر کی رات، عید الاضحیٰ کی رات، رغائب کی رات اور نصف شعبان کی رات کی نمازیں، جو قصہ گو حضرات بیان کرتے ہیں، یہ ثابت نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(النِّساءُ وما يتعلق بهِنّ، ص 237)

سوال: ایک آدمی ایک دن نماز عشاء پڑھنا بھول گیا، کچھ دنوں کے بعد اسے یاد آیا کہ میں فلاں دن نماز عشاء پڑھنا بھول گیا تھا، اب وہ کیا کرے؟

جواب: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے، تو جب بھی اسے یاد آئے، اسی وقت نماز پڑھ لے، خواہ کئی دن کے بعد یاد آئے۔ بھول پر مواخذہ نہیں، البتہ اس کی ادائیگی واجب ہے۔ مذکورہ شخص گناہ گار نہیں، اسے چاہیے کہ جب یاد آئے، اسی وقت نماز ادا کرے، یہ بھول شیطان کی طرف سے ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ استغفار بھی کرے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا .

”جو نماز پڑھنا بھول جائے یا سویا رہے، اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب اسے یاد آئے، نماز پڑھ لے۔“

(صحيح البخاري : 597، صحيح مسلم : 684، المنتقى لابن الجارود : 239)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

عَرَّسْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتّٰى آذَتْنَا الشَّمْسُ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لِيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهٖ ثُمَّ يَتَنَحَّ عَنْ هٰذَا الْمَنْزِلِ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى .

”ہم نے رات کے آخری حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑاؤ کیا، سورج کی تپش نے ہی ہمیں بیدار کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص اپنے اونٹ کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نکیل پکڑ کر اس جگہ سے کوچ کر جائے۔ پھر آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور دو رکعت نماز (سنت) ادا کی، پھر اقامت کہی گئی اور فرض نماز ادا کی۔‘‘

(صحیح مسلم: 680، المنتقی لابن الجارود: 240)

سونا یا بھول جانا عذر ہیں، ان کی وجہ سے نماز رہ جائے، تو مواخذہ نہیں، یہ سستی شمار نہیں ہوگی، البتہ ان کی ادائیگی ضروری ہے، جیسا کہ حدیث میں حکم ہے۔

یاد رہے کہ قضائے عمری کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ یہ بدعت ہے، کیونکہ یہ ایجادِ دین ہے، کتاب وسنت میں اس پر کوئی دلیل نہیں، اسلاف اُمت میں اس کا کوئی قائل وفاعل نہیں۔

سوال: زیتون میں عشر ہے؟

جواب: زیتون میں عشر ہے یا نہیں، اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے، ہمارے مطابق زیتون کی پیداوار میں عشر نہیں۔ عشر صرف چار منصوص اشیا میں ہے۔ البتہ اگر زیتون کو فروخت کیا اور اس کی رقم پر سال گزر گیا، تو اب اس رقم پر زکوٰۃ ہے، بشرطیکہ رقم نصاب کو پہنچ جائے۔

سوال: بیوی مال دار ہے، جبکہ اس کا خاوند غریب ہے، کیا بیوی اپنے شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے؟

جواب: اگر بیوی مال دار ہے اور اس کا خاوند غریب ہے، تو وہ اپنے شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے، کیونکہ شوہر کے اخراجات اٹھانا بیوی کی ذمہ داری نہیں، بلکہ بیوی کے بنیادی اخراجات بذمہ شوہر ہیں۔ اس کے برعکس اگر شوہر مال دار ہے اور بیوی غریب ہے، تو وہ اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا، کیونکہ بیوی کے بنیادی اخراجات شوہر کے ذمہ ہیں۔

❁ سیدہ زینب زوجہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ، وَأَيْتَامٍ فِي حَجْرِهَا، قَالَ : فَقَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ : سَلْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَجْزِي عَنِّي أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْكَ وَعَلٰى أَيْتَامٍ فِي حَجْرِي مِنَ الصَّدَقَةِ؟ فَقَالَ : سَلِي أَنْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ، حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِي، فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ، فَقُلْنَا : سَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَجْزِي عَنِّي أَنْ أُنْفِقَ عَلٰى زَوْجِي، وَأَيْتَامٍ لِي فِي حَجْرِي؟ وَقُلْنَا : لَا تُخْبِرْ بِنَا، فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ : مَنْ هُمَا؟ قَالَ : زَيْنَبُ، قَالَ : أَيُّ الزَّيَانِبِ؟ قَالَ : امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ : نَعَمْ، لَهَا أَجْرَانِ، أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ .

’’میں مسجد میں تھی، میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’(اے عورتوں کی جماعت!) صدقہ کریں، خواہ اپنے زیورات سے ہی کریں۔‘‘ زینب رضی اللہ عنہا (اپنے شوہر) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور اپنے زیر کفالت یتیموں پر صدقہ کرتی تھیں، تو زینب رضی اللہ عنہا نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے سوال پوچھ دیں کہ میں آپ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) پر اور اپنے زیر کفالت یتیموں پر صدقہ کرتی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوں، کیا میرا ایسا کرنا درست ہے؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ خود ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں۔ تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئی، میں نے دروازے پر ایک انصاری خاتون کو دیکھا، اس کا بھی وہی مسئلہ تھا، جو میرا مسئلہ تھا، اسی دوران ہمارے پاس سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ گزرے، ہم نے کہا: (اے بلال!) آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال پوچھ دیں کہ کیا ہمارا اپنے شوہر اور زیر کفالت یتیموں پر صدقہ کرنا جائز ہے؟ ہاں، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے بارے میں نہ بتانا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور سوال پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوال پوچھنے والی کون ہیں؟ انہوں نے کہا: زینب، فرمایا: کون سی زینب، عرض کیا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کا جواب دیا: جی ہاں، ان کے لیے دوہرا اجر ہے، ایک قرابت داری کا اجر اور دوسرا صدقہ کرنے کا۔''

(صحيح البخاري : 1466، صحيح مسلم : 1000)

یہ حدیث دلیل ہے کہ بیوی اپنے شوہر پر نفلی صدقہ بھی کر سکتی ہے اور فرض صدقہ بھی۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

اُسْتُدِلَّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَلٰى جَوَازِ دَفْعِ الْمَرْأَةِ زَكَاتَهَا إِلٰى زَوْجِهَا .

''اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ عورت کا اپنے خاوند کو زکوۃ دینا جائز ہے۔''

(فتح الباري : 3/329)

امام بخاری رحمہ اللہ کی تبویب سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو زکوۃ دے سکتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا رشوت دے کر حج پر جانا جائز ہے؟

جواب: ایک شخص حج کا اہل نہیں، مگر کچھ دے لے کر حج کے لیے جاتا ہے، تو ایسا کرنا جائز نہیں، یہ رشوت ہے اور رشوت دینا اور لینا جائز نہیں، اس پر سخت وعید آئی ہے، یہ ناحق مال کھانا ہے، نیز رشوت دینا گناہ پر تعاون ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدۃ : 2)

”نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔“

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ .

”رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔“

(مسند الإمام أحمد : 2/387، سنن التّرمذي : 1336، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۵۸۵) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۰۷٦) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ .

”رشوت دینے والے اور لینے والے (دونوں) پر اللہ کی لعنت ہو۔“

(مسند الإمام أحمد : 2/164-190-194، سنن أبي داوٗد : 3580، سنن التّرمذي :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

1337 ، سنن ابن ماجه : 2313 ، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۵۸۶) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۰۷۷) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (۱۰۲/۴، ۱۰۳) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

البتہ یہ یاد رہے کہ اگر کوئی شخص شرعاً وقانوناً حج پر جانے کے اہل ہے، مگر صاحب اختیار لوگ لیے دیے بغیر حج کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتے، تو اس صورت میں حج کرنے والے کا کچھ دینا رشوت نہیں، اپنا حق لینے کے لیے کچھ دینا رشوت نہیں، البتہ یہ رقم لینے والا سخت گناہ گار ہوگا۔ اس طرح کیا گیا حج شرعاً جائز ہے۔

سوال: جادو کا علاج کرانے کے لیے جادوگر کے پاس جانا کیسا ہے؟

جواب: جادو کا توڑ کرنے کو نشرہ کہتے ہیں۔

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) نے ''نشرہ'' کی دو قسمیں ذکر کی ہیں:

① جادو کا علاج جادو کے ذریعے، یہ شیطانی عمل ہے۔ جادو کا علاج جادو کے ذریعے کرانا جائز نہیں۔ یہ حرام اور کفر ہے۔ کسی جادوگر سے نہ کسی پر جادو کروانا جائز ہے اور نہ جادو کا توڑ کروانا جائز ہے۔

② جادو کا علاج دم، شرعی تعویذ اور جائز ادویہ سے کرنا، اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ یہ سنت سے ثابت ہے۔

بعض علماء نے بوقت مجبوری جادو کا علاج جادو سے کرنے کی بھی اجازت دی ہے، لیکن محققین اور جمہور علماء نے اسے ناجائز قرار دیا ہے، مثلاً شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ ابن القیم، حافظ ابن حجر اور ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہم، کیونکہ جادوگروں، کاہنوں اور نجومیوں کے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانے کی حرمت کے بارے میں واضح دلائل موجود ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

مَنْ أَتٰی عَرَّافًا أَوْ کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ .

”جو شخص عراف، جادوگر یا کاہن کے پاس آیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔“

(مسند الطّيالسي : 381، المعجم الأوسط للطّبراني : 1453، وسندهٗ صحيحٌ)

ایسی بات صحابی اپنے اجتہاد سے نہیں کہہ سکتا، لہٰذا یہ مرفوع حکمی ہے۔

جادوگر کی بات کی تصدیق کرنے والا کافر ہو جاتا ہے، تو خود جادوگر بالاولیٰ کافر ہوگا۔

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلسِّحْرُ اسْمٌ جَامِعٌ لِمَعَانٍ مُخْتَلِفَةٍ فَيُقَالُ لِلسَّاحِرِ صِفِ السِّحْرَ الَّذِي تَسْحَرُ بِهٖ فَإِنْ كَانَ مَا يَسْحَرُ بِهٖ كَلَامَ كُفْرٍ صَرِيحٍ اُسْتُتِيبَ مِنْهُ فَإِنْ تَابَ، وَإِلَّا قُتِلَ، وَأُخِذَ مَالُهٗ فَيْئًا، وَإِنْ كَانَ مَا يَسْحَرُ بِهٖ كَلَامًا لَا يَكُونُ كُفْرًا وَكَانَ غَيْرَ مَعْرُوفٍ، وَلَمْ يَضُرَّ بِهٖ أَحَدًا نُهِيَ عَنْهُ فَإِنْ عَادَ عُزِّرَ، وَإِنْ كَانَ يَعْلَمُ أَنَّهٗ يَضُرُّ بِهٖ أَحَدًا مِنْ غَيْرِ قَتْلٍ فَعَمَدَ أَنْ يَعْمَلَهٗ عُزِّرَ، وَإِنْ كَانَ يَعْمَلُ عَمَلًا إِذَا عَمِلَهٗ قُتِلَ الْمَعْمُولُ بِهٖ وَقَالَ : عَمَدْتُ قَتْلَهٗ قُتِلَ بِهٖ قَوَدًا إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ أَوْلِيَاؤُهٗ أَنْ يَّأْخُذُوا دِيَتَهٗ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جادو ایک جامع لفظ ہے، جو مختلف معانی کو شامل ہے، جادوگر سے کہا جائے گا کہ وہ جس چیز کے ساتھ جادو کرتا ہے، اسے بیان کرے، اگر اس میں صریح کفریہ کلام ہو، تو اسے توبہ کروائی جائے، اگر توبہ کر لے، تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے اور اس کا مال مال فے کے طور پر قبضہ میں لے لیا جائے، لیکن اگر وہ ایسا کلام ہو، جو کفریہ نہ ہو اور غیر معروف ہو، اس سے کسی کو نقصان نہ دیا ہو، تو اسے اس کام سے منع کر دیا جائے، اگر دوبارہ ایسا کرے، تو تعزیری سزا دی جائے اور اگر وہ کوئی ایسا عمل کرنے کا ارادہ کرتا ہے، جس سے جادو زدہ شخص قتل ہو جائے، تو اسے تعزیری سزا دی جائے اور اگر وہ جان بوجھ کر ایسا عمل کرے، جس سے جادو زدہ شخص قتل ہو جائے اور جادوگر خود کہے کہ میں نے اسے قتل کا ارادہ کیا تھا، تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا، ہاں اگر مقتول کے اولیا دیت لینا چاہیں، تو دیت لے لیں۔“

(الأمّ: 1/391-392)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ جادو کا حکم واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”کبھی جادو کفر ہوتا ہے اور کبھی کفر نہیں، بلکہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے، اگر تو اس میں کوئی قول یا فعل ایسا ہو جو کفر کو مستلزم ہے، تو اس صورت میں یہ جادو کفر ہوگا، ورنہ نہیں، رہا اس کا سیکھنا اور سکھانا، تو یہ حرام ہے، اگر یہ کفر کو متضمن ہو، تو کفر ہے، ورنہ نہیں، جب اس میں کوئی کفریہ کلام نہ ہو، تو اس کے مرتکب کو تعزیری سزا دے کر توبہ کروائی جائے گی۔“

(شرح مسلم: ١٧٦/١٤)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوا کہ جادو کا علاج جادو سے کرنا کسی صورت جائز نہیں، بلکہ حرام اور توحید الوہیت کے منافی عمل ہے۔

❀ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانُوا يَكْرَهُونَ التَّمَائِمَ وَالرُّقَى وَالنُّشَرَ .

”وہ لوگ (شرکیہ) تعویذ، دم اور علاج کو پسند نہیں کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 375/7، وسندهٗ صحيحٌ)

قرآن وسنت سے ثابت دم اور دعاؤں سے علاج تو سنت ہے، امام موصوف کی مراد شرکیہ دم، تعویذ اور علاج ہے۔

❀ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے قتادہ رحمہ اللہ نے ”نشرہ“ کے بارے سوال کیا، تو آپ نے اسے کرنے کا حکم دیا، انہوں نے پوچھا، کیا میں آپکی یہ بات آگے نقل کروں، انہوں نے کہا، ہاں۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 386/7، وسندهٗ صحيحٌ)

یاد رہے کہ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی اس بات کو حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی بیان کی گئی ”نشرہ“ کی دوسری قسم پر محمول کریں گے، کیونکہ تمام تابعین احادیث مبارکہ کی روشنی میں جادوگروں اور کاہنوں کے پاس جانا حرام سمجھتے تھے۔

اکثر لوگوں کو یہ وہم ہوتا ہے کہ اس پر جادو کا اثر ہے، ان میں اکثر تو لوگوں کا توہم اور کمزور ایمانی ہوتی ہے۔ زندگی کے معمولات میں تبدیلی کو جادو کا اثر قرار دے دیتے ہیں۔

بہر کیف جادو کا توڑ کروانے کے لیے جادوگروں کے پاس جانا حرام اور ناجائز ہے، اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بلاشبہ جادو برحق ہے اور اس کی حقیقت ہے، یہ اثر انداز ہوتا ہے، لیکن ہر معاملہ کو جادو سے ہی تعبیر کر دینا درست نہیں، اس میں بڑا کردار عاملوں کا ہے، جو ہر بات کو جادو سے جوڑ دیتے ہیں اور لوگوں کے اعتقاد کو کمزور کر دیتے ہیں۔

اگر واقعتاً جادو ہو جائے، تو اس کا علاج قرآن کریم اور مسنون اذکار سے کیا جائے، کسی عامل کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ کسی صحیح العقیدہ عالم دین سے مشاورت کی جا سکتی ہے۔

جس پر جادو ہو جائے، اسے چاہیے کہ اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کرے، صوم وصلاۃ کی پابندی کرے، پاک صاف رہے، نیکی میں رغبت کرے، گناہوں سے مجتنب رہے، قرآن کریم بالخصوص سورت بقرہ کی بکثرت تلاوت کرے، صبح وشام کے اذکار کو معمول بنائے، آیت الکرسی، معوذات اور سورت فاتحہ کا ورد جاری رکھے، صدقہ وخیرات کرے، تاکہ اسے قرب الٰہی حاصل ہو، اللہ تعالیٰ سے اپنی شفایابی کی دعا کرے، نیز کسی نیک صالح انسان سے دعا کرائے، جسم میں جادو کے اثرات کے حوالہ سے ماہر معالج سے علاج بھی کرائے۔

ان تمام اُمور پر پابندی کرے، یہی جادو کا مؤثر اور یقینی توڑ ہے۔ مال وجان اور عزت کا تحفظ اسی میں ہے۔

سوال: متعہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: نکاح متعہ بالا جماع حرام ہے، شروع اسلام میں اس کی اجازت تھی، بعد میں قیامت تک کے لیے منسوخ ہو گیا۔ اس پر متواتر احادیث ہیں، سلف وخلف میں اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق واجماع ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لغوی امام، ابو منصور ازہری رحمہ اللہ (۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّهَا حَرَامٌ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ نکاح متعہ حرام ہے۔''

(تهذيب اللُّغة : 2/175)

علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ (۹۷۸ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ النِّكَاحُ إِلٰى أَجَلٍ مُّعَيَّنٍ، مِنَ التَّمَتُّعِ بِالشَّيْءِ ...... وَأُبِيحَ بِهِ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ حُرِّمَ، وَهُوَ جَائِزٌ عِنْدَ الشِّيعَةِ ...... وَنِكَاحُ الْمُتْعَةِ كَانَتْ حَلَالًا قَبْلَ خَيْبَرَ فَحُرِّمَتْ فِيهِ ...... ثُمَّ حُرِّمَتْ بَعْدَ ثَلَاثَةٍ بَعْدَ الْفَتْحِ تَحْرِيمًا مُّؤَبَّدًا، لَا يُخَالِفُ فِيهِ إِلَّا الرَّوَافِضُ.

''نکاح متعہ سے مراد کسی شے کے عوض ایک متعین مدت تک نکاح کرنا۔...... شروعِ اسلام میں یہ نکاح جائز تھا، پھر حرام کر دیا گیا۔ نکاح متعہ شیعہ کے نزدیک (اب بھی) جائز ہے۔......غزوہ خیبر سے پہلے نکاح متعہ حلال تھا، پھر خیبر والے دن حرام کر دیا گیا۔......پھر فتح مکہ کے تین دن بعد نکاح متعہ ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا، اس حکم کی مخالفت صرف روافض کرتے ہیں۔''

(مَجمع بَحار الأنوار : 4/533)

نکاح متعہ کی حرمت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے، اس کے باوجود روافض اس کا انکار کرتے ہیں، معلوم ہوا کہ روافض سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت غیر شرعی ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَعَنْ لُّحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ .

”غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا تھا۔“

(صحیح البخاري : 5115، صحیح مسلم : 30/1407)

❁ دوسری روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں:

نَهٰى عَنْ مُّتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ .

”آپ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔“

(صحیح البخاري : 4216، صحیح مسلم : 1407)

❁ صحیح مسلم (1407/31) میں ہے:

إِنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُلَيِّنُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَ : مَهْلًا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُّحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ .

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عورتوں سے متعہ کرنے کے بارے میں نرم بات کرتے سنا، تو فرمایا: ابن عباس! اس فتوے سے رُک جائیے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: بعض طلبہ امتحانات میں نقل کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یقیناً امتحانات میں نقل کرنا اور کسی سے مدد لینا جائز نہیں، یہ ناحق ہے۔ نقل کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرنا بھی جائز نہیں، یہ گناہ پر تعاون ہے، اس طرح قابل اور محنتی طلبہ کا حق غصب ہوتا ہے، کتنے ہی سست اور نالائق طلبہ امتحانات میں نقل کر کے محنتی اور لائق طلبہ سے زائد نمبر حاصل کر لیتے ہیں اور میرٹ میں ان سے آگے نکل جاتے ہیں۔ یہ غش (دھوکہ) ہے، جس کی حدیث میں مذمت آئی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا .

''جس نے ہمیں دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔''

(صحيح مسلم :101)

سوال: نکاح کے موقع پر سورت رحمٰن کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: نکاح کے موقع پر کسی خاص سورت کی تلاوت ثابت نہیں، البتہ اگر حاضرین کسی سے تلاوت سننا چاہیں، تو تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر اسے نکاح کے ساتھ خاص کرنا اور نکاح کا حصہ بنا دینا جائز نہیں۔

سوال: اگر کسی شخص سے اہل علاقہ نفرت کرتے ہوں، تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی قابل نفرت ہے؟

جواب: یہ ضروری نہیں کہ کسی شخص سے لوگ نفرت کرتے ہوں، تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی برا ہی ہو، ایسا ہو بھی سکتا ہے اور ایسا نہیں بھی ہو سکتا۔ اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ اس سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟ اگر اس کی برائیوں کی وجہ سے نفرت کرتے ہیں، تو یقیناً وہ شخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی برا ہوگا اور اگر لوگ اپنی برائی کی وجہ سے کسی نیک اور صحیح العقیدہ شخص سے نفرت کرتے ہیں، تو یہ اس شخص کے برا ہونے کی دلیل نہیں۔ ہر دور کے نبی، صحابی اور صحیح العقیدہ سے اس علاقے کے کفار نفرت کرتے رہے ہیں، جبکہ انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحیح العقیدہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب تھے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَيَقُولُ : إِنِّي أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ، قَالَ : فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ، قَالَ : فَيُبْغِضُونَهُ، ثُمَّ تُوضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ .

”جب اللہ تعالیٰ کسی سے بغض کرتا ہے، تو جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور کہتا ہے: میں فلاں شخص سے بغض کرتا ہوں، تم بھی اس سے بغض کرو۔ جبریل علیہ السلام اس سے بغض کرتے ہیں، پھر جبریل آسمان والوں میں اعلان کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے بغض کرتا ہے، تم بھی اس سے بغض کرو۔ تو آسمان والے بھی اس شخص سے بغض کرتے ہیں، پھر اس کا بغض زمین (والوں) میں بھی ڈال دیا جاتا ہے۔“

(صحيح مسلم : 2637)

❁ عدی بن ثابت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا نَادٰى مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ : أَلَا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَبْغَضَ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ، فَيُبَغِّضُهُ اللّٰهُ إِلٰى أَهْلِ السَّمَاءِ، وَإِلٰى أَوْلِيَائِهٖ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض کرتا ہے، تو پکارنے والا آسمان سے پکار لگاتا ہے: خبردار! اللہ تعالیٰ اس بندے سے بغض کرتا ہے، لہٰذا تم بھی اس سے بغض کرو، اس طرح اللہ تعالیٰ اسے آسمان والوں اور زمین میں اپنے اولیا کے نزدیک مبغوض بنا دیتا ہے۔''

(الزُّهد لهنّاد بن السّري : 49، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے لیے ''صفت مکر'' ثابت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے لیے صفت مکر ثابت ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی فعلی صفت ہے، اللہ تعالیٰ کا مکر مخلوق کے مکر کی طرح نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات کی طرح صفت مکر میں بھی مشابہت سے پاک ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾ (آل عمران : ٥٤)

''ان کفار نے مکر کیا اور اللہ نے بھی مکر کیا، اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر مکر کرنے والا ہے۔''

❀ فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۞ وَّأَكِيدُ كَيْدًا﴾ (الطّارق : ١٥۔١٦)

''وہ کید و مکر کر رہے ہیں، میں بھی کید و مکر کر رہا ہوں۔''

یاد رہے کہ یہ صفات (مکر و کید) اللہ تعالیٰ کے لیے حقیقتاً ثابت ہیں، لیکن اللہ نے صرف انہیں مقابلتاً ثابت کیا ہے، لہٰذا ان کو مطلق طور پر ثابت کرنا درست نہیں، نہ ہی ان سے اللہ کا نام مشتق کیا جا سکتا ہے، ایسا کرنے والا سخت گناہ گار ہے، کیونکہ یہ افعال مطلق

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

طور پر قابل تعریف نہیں ہیں، بلکہ صرف حق وعدل کے قیام اور ظلم وجور کے خاتمے کے لیے قابل مدح ہیں۔

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ :﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ﴾(النساء:۱۴۲)''منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور اللہ ان کو دھوکا دے گا۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''مومن اور منافق دونوں کو روز قیامت نور دیا جائے گا، جس کی روشنی میں وہ چلیں گے، جب وہ پل صراط پر پہنچیں گے، مومنوں کا نور برقرار رہے گا، جبکہ منافقوں کا بجھا دیا جائے گا، پھر وہ مومنوں کو پکاریں گے، کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ مومن جواب دیں گے، کیوں نہیں! لیکن تم نے اپنی جانوں کو آزمائش میں ڈالا، انتظار کرتے رہے، شک میں پڑے رہے، تم کو امیدوں نے دھوکا دیا حتی کہ اللہ کا حکم (موت) آ گیا اور شیطان نے تمہیں دھوکا دے دیا، یہی اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ دھوکہ ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 1095/4، وسندهٗ صحيح)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۲۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں؟

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب حالت بیداری کی طرح حق سچ اور من جانب اللہ ہوتے ہیں، یہ بھی انبیاء پر نازل ہونے والی وحی خفی کی ایک صورت ہے۔ انبیاء کے خواب حالت بیداری میں نازل ہونے والی وحی کی طرح ہوتے ہیں، دونوں میں کوئی فرق نہیں، انبیا کے خواب سے بھی شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں، ان کا اتباع بھی واجب ہے۔

اس پر کتاب وسنت کے دلائل شاہد ہیں، نیز اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔

❀ مخضرم تابعی عبید بن عمیر لیثی رحمہ اللہ (۶۸ ھ) فرماتے ہیں:

رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ وَقَرَأَ: ﴿إِنِّي أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ﴾

''انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں، پھر آپ رحمہ اللہ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنِّي أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ﴾'' (ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے کہا:) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں آپ کو ذبح کر رہا ہوں۔''

(مسند الحُمَيْدي: 480، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، وَحْيٌ صَحِيحٌ بِدَلِيلِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ .

”کتاب وسنت کے دلائل کی رو سے انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب سچی وحی ہوتے ہیں۔“

(الأجوبة عن المَسائل، ص 157)

❀ نیز فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنِ الْعُلَمَاءِ أَنَّ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ .

”اس بارے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔“

(الاستذكار : 456/8)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اِتِّفَاقُهُمْ أَنَّ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ حَقٌّ وَوَحْيٌ .

”علمائے سلف کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب سچے اور وحی ہوتے ہیں۔“

(الشّفا بتعريف حُقوق المُصطفٰى : 359/1، التّوضيح لابن مُلقِّن : 66/19، عُمدة القاري للعَيني : 125/15، المَواهب اللَّدُنّيّة لأحمد القَسطلاني : 426/2)

❀ حافظ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ (۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنِ الْعُلَمَاءِ أَنَّ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ .

”اس بارے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الإقناع: 306/2)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَنْبِيَاءُ مَعْصُومُونَ فِي الْيَقَظَةِ وَالْمَنَامِ، وَلِهٰذَا كَانَتْ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيًا.

''انبیائے کرام علیہم السلام حالت بیداری اور حالت نیند میں معصوم ہوتے ہیں، اسی لیے انبیا کے خواب وحی ہوتے ہیں۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 532/17)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ، فَإِنَّهَا مَعْصُومَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَهٰذَا بِاتِّفَاقِ الْأُمَّةِ.

''اُمت کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں، کیونکہ انبیاء شیطان سے معصوم ہوتے ہیں۔''

(مَدارج السّالکین: 62/1)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ.

''سب سے پہلے جس چیز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز کیا گیا، وہ حالت نیند میں نیک خواب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی خواب دیکھتے، وہ صبح طلوع ہونے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح (یقینی طور پر ظاہر) ہو جاتا۔‘‘

(صحيح البخاري : 3، صحيح مسلم : 160)

فائدہ:

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الرُّؤْيَا مِنْ غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ لَا يُحْكَمُ بِهَا شَرْعًا عَلٰى حَالٍ .

’’غیر نبی کے خواب سے کسی صورت شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا۔‘‘

(الاعتصام : 332/1)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ .

’’بیت اللہ کا طواف نماز کی مثل ہے۔‘‘

(مسند إسحاق بن راهويه : 767، مسند أبي يعلٰى : 2599، صحيح ابن خزيمة : 2739، صحيح ابن حبان : 3836، المُستدرك للحاكم : 630/1)

جواب: روایت ضعیف ہے۔ عطاء بن سائب مختلط ہیں، جریر بن عبدالحمید، موسیٰ بن اعین اور فضیل بن عیاض نے ان سے بعد از اختلاط سنا ہے۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے قبل از اختلاط سماع کیا ہے، لیکن اس سند میں امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے سماع کی تصریح نہیں کی، لہٰذا سند ’’ضعیف‘‘ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی مرفوع روایت کوئی بھی کلام سے خالی نہیں۔

البتہ یہ روایت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے موقوف ثابت ہے۔ اہل علم نے اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

روایت کے موقوف ہونے کو ہی درست قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَقِلُّوا الْكَلَامَ فِي الطَّوَافِ، فَإِنَّمَا أَنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ .

”طواف میں باتیں کم کریں، یہی سمجھیں کہ آپ نماز میں ہیں۔“

(سنن النّسائي : 2923، وسندہٗ صحیحٌ)

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ روایت ہے:

خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ عَرَفَةَ وَافَقَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ حَجَّةٍ فِي غَيْرِهَا .

”سب سے بہترین دن، جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، وہ یوم عرفہ ہے، جو جمعہ کے دن ہو۔ اس دن میں کیا گیا حج ستر حجوں سے افضل ہے۔“

(الغاية في شرح الهداية للسُّروجي : 319/8، تَبيين الحقائق للزّيلعي : 26/2)

جواب: بے اصل روایت ہے۔ کتب احادیث میں اس کا وجود نہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ لَا أَعْرِفُ حَالَهُ لِأَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ صَحَابِيَّهُ وَلَا مَنْ أَخْرَجَهُ بَلْ أَدْرَجَهُ فِي حَدِيثِ الْمُوَطَّأِ الَّذِي ذَكَرَهُ مُرْسَلًا عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كُرَيْزٍ وَلَيْسَتِ الزِّيَادَةُ الْمَذْكُورَةُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْمُوَطَّآتِ .

”اس حدیث کی حیثیت کے متعلق مجھے علم نہیں، کیونکہ مصنف نے نہ اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حدیث کے صحابی کو ذکر کیا ہے اور نہ اس محدث کا ذکر کیا ہے، جس نے اسے اپنی کتاب میں تخریج کیا ہو۔ بلکہ اسے موطا کی طلحہ بن عبداللہ بن کریز سے مروی مرسل روایت میں درج کیا ہے، جبکہ موطا کی تمام روایات میں الفاظ کی یہ زیادت موجود نہیں۔''

(فتح الباري : 271/8)

❀ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَقَلَ الْمُنَاوِيُّ عَنْ بَعْضِ الْحُفَّاظِ أَنَّ هٰذَا حَدِيثٌ بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهٗ .

''علامہ مناوی رحمہ اللہ نے بعض حفاظ حدیث سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث باطل وبے اصل ہے۔''

(فتاویٰ شامی : 621/2)

سوال: سورت فاتحہ کی کتنی آیات ہیں؟

جواب: اس پر اتفاق واجماع ہے کہ سورت فاتحہ کی سات آیات ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾(الحِجر : ٨٧)

''یقیناً ہم نے آپ کو بار بار دہرائی جانے والی سات آیات اور عظمت والا قرآن عطا کیا ہے۔''

❀ سیدنا ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أُصَلِّي فِي المَسْجِدِ، فَدَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي، فَقَالَ : أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ : ﴿اسْتَجِيبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾(الأنفال : ٢٤) ثُمَّ قَالَ لِي : لَأُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ أَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْآنِ، قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ المَسْجِدِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ، قُلْتُ لَهٗ : أَلَمْ تَقُلْ : لَأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَالَ : ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾(الفاتحة : ٢) هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِي أُوْتِيْتُهٗ .

''میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے آواز دی، میں جواب نہ دے سکا، نماز کے بعد عرض کیا: اللہ کے رسول! نماز پڑھ رہا تھا۔ فرمایا: کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا؟ 'جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تمہیں اس کام کی طرف بلائیں، جس میں تمہارے لیے زندگی ہے، تو ان کی آواز پر لبیک کہیں۔' پھر فرمایا: مسجد سے نکلنے سے پہلے آپ کو قرآن کی افضل ترین سورت سکھاؤں گا۔ بعد میں جب نبی اکرم ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر جا رہے تھے، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے مجھے سب سے افضل سورت سکھانے کا وعدہ کیا تھا، فرمایا: وہ سورت فاتحہ ہے، یہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے، جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 4474)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ سَبْعُ آيَاتٍ .

''اُمت کا اجماع ہے کہ سورت فاتحہ سات آیات پر مشتمل ہے۔''

(التّمهيد : 201/20، الاستذكار : 453/1، المَجموع للنّووي : 338/3، تفسير الرّازي : 521/6، تفسير القرطبي : 114/1)

سوال: عشر کن چیزوں میں ہے؟

جواب: عشر کن اجناس پر ہے، اس میں اہل علم کا اختلاف ہے، ہمارے مطابق عشر صرف چار منصوص اجناس پر ہے، ان چار چیزوں پر اہل علم کا اجماع ہے، دیگر اشیا کے بارے میں اختلاف ہے۔

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِيمَا عَلِمْتُ أَنَّ الزَّكَاةَ وَاجِبَةٌ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ .

''میرے علم کے مطابق اس میں علما کا اختلاف نہیں کہ گندم، جو، کھجور اور کشمش میں زکوۃ (عشر) واجب ہے۔''

(الاستذكار : 227/3)

سوال: کیا عورت کی گواہی آدھی ہوتی ہے؟

جواب: بنیادی طور پر عورت کی گواہی آدھی ہے۔ قرآن، احادیث اور اجماع اُمت اس پر دلیل ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰی﴾(البقرة : ۲۸۲)

”تم دو مردوں کو گواہ بناؤ، اگر دو مرد نہ ہوں، تو ایک مرد اور دو اچھی عورتوں کو گواہ بنالو، تا کہ اگر ان میں ایک کو غلطی لگے، تو دوسری اسے یاد کرا دے۔“

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟، قُلْنَ : بَلٰی، قَالَ : فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا .

”کیا عورت کی گواہی ایک مرد کے گواہی کے مقابلہ میں آدھی نہیں ہے؟ عورتوں نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: یہ عورت کی عقل کے کم ہونے کی وجہ سے ہے۔“

(صحيح البخاري : 2658)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰی أَنَّ شَهَادَةَ النِّسَاءِ جَائِزَةٌ مَعَ الرِّجَالِ فِي الدَّينِ وَالْأَمْوَالِ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ دینی اور مالی معاملات میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی بھی درست ہے۔“

(الإجماع : 304)

❀ علامہ خازن حنفی رحمہ اللہ (۷۴۱ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْفُقَهَاءُ عَلٰی أَنَّ شَهَادَةَ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ جَائِزَةٌ فِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْأَمْوَالِ فَيَثْبُتُ الْحَقُ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ وَّامْرَأَتَيْنِ .

''فقہا کا اجماع ہے کہ مالی معاملات میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی بھی جائز ہے، ایک مرد اور دو عورتوں کے ساتھ حق ثابت ہو جاتا ہے۔''

(تفسير الخازن : 215/1)

بعض ایسے معاملات جن میں مرد مطلع نہیں ہوتے، ان میں صرف عورتوں کی گواہی بھی کافی ہے۔

❀ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا أَنَّهٗ تَجُوزُ شَهَادَتُهُنَّ مُنْفَرِدَاتٍ فِي الْحَيْضِ، وَالْوَلَادَةِ، وَالْاِسْتِهْلَالِ، وَعُيُوبِ النِّسَاءِ، وَمَا لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهِ الرِّجَالُ مِنْ عَوْرَتِهِنَّ لِلضُّرُورَةِ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ ضرورت کے تحت حیض، ولادت، استہلال (بچے کا پیدائش کے وقت رونا)، عورتوں کے عیوب اور عورتوں کے وہ خاص اُمور جن پر مرد مطلع نہیں ہوتے، میں اکیلی عورتوں کی گواہی کافی ہے۔''

(التّوضيح : 546/16)

❀ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ خِلَافًا فِي قَبُولِ شَهَادَةِ النِّسَاءِ الْمُنْفَرِدَاتِ فِي الْجُمْلَةِ .

''اس بارے میں ہمیں اہل علم کا کوئی اختلاف معلوم نہیں کہ مجموعی طور پر اکیلی عورتوں کی گواہی قبول ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(المُغني : 137/10)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّعَاءُ الَّذِي لَا يُرَدُّ مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ .

''مغرب اور عشاء کے درمیان دعا رد نہیں ہوتی۔''

(الغرائب المُلتقطة لابن حجر : 473/4، كنز العُمال : 3382)

جواب: باطل ہے۔

① نضر بن حمید متروک و متہم ہے۔

② سعد بن طریف بھی متروک ہے۔

سوال: جابر جعفی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: جابر جعفی ضعیف، متروک اور کذاب ہے۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ اتُّفِقَ عَلٰى تَكْذِيبِهٖ .

''جابر جعفی کے کذاب ہونے پر اتفاق ہے۔''

(التّحقيق : 314/2)

سوال: مسجدوں میں تصاویر لٹکانا کیسا ہے؟

جواب: مسجدوں میں تصاویر لٹکانا حرام اور ناجائز ہے۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جس گھر میں تصویر، کتا اور جنبی ہو، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“

(سنن أبي داوٗد : 227، سنن النسائي : 262، سنن ابن ماجه : 3650، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان (1205) اور امام حاکم رحمہما اللہ (171/1) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: شرعی مسائل میں مباحثہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: علم شرع میں جھگڑنا اور بلا وجہ اختلاف کرنا جائز نہیں، بلکہ اس بارے میں کئی وعیدیں آئی ہیں اور اہل علم نے اس پر سخت نکیر بھی فرمائی ہے۔

❀ امام اوزاعی رحمہ اللہ (۱۵۷ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ شَرًّا فَتَحَ عَلَيْهِمُ الْجَدَلَ وَمَنَعَهُمُ الْعَمَلَ .

”اللہ تعالیٰ جن سے شر کا ارادہ کرتا ہے، انہیں (دین میں غیر شرعی) بحث ومباحثہ اور حجت بازی میں مبتلا کر دیتا ہے اور عمل کی توفیق سے محروم کر دیتا ہے۔“

(اقتضاء العلم العَمَل للخطيب : 122، وسندهٗ صحيحٌ)

اگر مباحثے اور مناقشے کا مقصد علم میں اضافہ ہو، یا درست مؤقف تک پہنچا جائے، یا مخالف کی اجتہادی خطا کو واضح کیا جائے، تاکہ وہ درست رائے اختیار کر لے، یا اس طرح کا کوئی مشروع اور مستحب مقصد مد نظر ہو، تو علمی مناقشہ ومجادلہ کرنا مشروع وجائز ہے، بلکہ بعض اوقات مستحب اور واجب بھی ہو جاتا ہے، کیونکہ حصول علم، نشر علم اور دعوت دین کے من جملہ اُسلوب میں ایک علمی مباحثہ اور مذاکرہ بھی ہے، مگر ضروری ہے کہ مباحثہ اور مناقشہ کے وقت اہل علم کے آداب کو ملحوظ رکھا جائے، نیز اس مجادلہ کا مقصد شرارت، دوسرے کو نیچا دکھانا یا کسی کی ہتک عزت نہیں ہونا چاہیے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ادْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾(النّحل : ۱۲۵)

”(اے نبی!) راہِ خدا کی دعوت دانائی اور عمدہ وعظ سے دیجئے، نیز (ضرورت ہو،تو) احسن طریقے سے مجادلہ ومخاصمہ کیجئے۔“

اگر علمی اختلاف، تنازعے، مجادلے، مباحثے، مذاکرے، مخاصمے اور مناظرے کے پیچھے اعلیٰ مقاصد کارفرما ہوں، تو ایسا کرنا مستحسن اور کارِثواب ہے، ملاحظہ ہو؛

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسٰى، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : هُوَ خَضِرٌ، فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ : إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هٰذَا فِي صَاحِبِ مُوسٰى، الَّذِي سَأَلَ مُوسٰى السَّبِيلَ إِلٰى لُقِيِّهٖ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهٗ؟ قَالَ : نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : بَيْنَمَا مُوسٰى فِي مَلَإٍ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ جَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ : هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ؟ قَالَ مُوسٰى : لَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى مُوسٰى : بَلٰى، عَبْدُنَا خَضِرٌ، فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَيْهِ، فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً، وَقِيلَ لَهٗ :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ، فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ، وَكَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ، فَقَالَ لِمُوسٰى فَتَاهُ: ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ﴾، قَالَ: ﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾، فَوَجَدَا خَضِرًا، فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا الَّذِي قَصَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ.

"ان کا اور حر بن قیس بن بن حصن فزاری رضی اللہ عنہ کا صاحبِ موسیٰ علیہ السلام کے بارے تنازعہ ہو گیا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: وہ خضر علیہ السلام تھے، اسی اثنا دونوں کے قریب سے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں بلایا اور عرض کیا: میرا اور میرے دوست کا صاحب موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مباحثہ ہوا ہے، کہ جس کی ملاقات کے لیے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے سوال کیا تھا، اس سلسلہ میں آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یاد ہے، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جی ہاں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں (خطبہ دے رہے) تھے کہ ایک آدمی آیا اور پوچھنے لگا: کیا اس وقت کرۂ ارض پر آپ سے بڑا عالم ہے؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ کیوں نہیں، ہمارا بندہ خضر آپ سے بھی بڑا عالم ہے، تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ملاقات کا طریقہ پوچھا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مچھلی کو نشانی مقرر کر دیا اور کہا گیا کہ جب مچھلی گم ہو جائے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہیں لوٹ جانا، قریب ہی انہیں پالیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام مچھلی کے نشانات کے پیچھے پیچھے جاتے رہے، تو خادم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ﴾ ''بھلا جب ہم نے ٹیلے کے پاس آرام کیا تھا؟ تو میں وہاں مچھلی کے متعلق بتانا بھول گیا، مجھے شیطان نے ہی بھلا دیا۔'' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ ''اسی کی تو ہمیں تلاش تھی، تو دونوں الٹے پاؤں واپس آئے۔'' تو اسی جگہ خضر علیہ السلام کو پایا، لہٰذا یہ سیدنا موسیٰ اور سیدنا خضر علیہما السلام ہی تھے، جن کا قصہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے۔''

(صحيح البخاري: 74، صحيح مسلم: 2380)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ جَوَازُ التَّجَادُلِ فِي الْعِلْمِ إِذَا كَانَ بِغَيْرِ تَعَنُّتٍ وَالرُّجُوعِ إِلٰى أَهْلِ الْعِلْمِ عِنْدَ التَّنَازُعِ .

''حدیث میں دلیل ہے کہ شرارت کی نیت نہ ہو، تو باہم علمی مجادلہ کرنا جائز ہے، نیز تنازع واختلاف کے وقت اہل علم کی طرف رجوع کیا جائے گا۔''

(فتح الباري: 169/1)

سوال: کیا دین کے ہر مسئلہ میں اجتہاد کیا جائے گا؟

جواب: اجتہاد وقیاس ان مسائل میں جائز ہے، جو غیر منصوص ہوں، جن مسائل پر کتاب وسنت کی صریح نص ہو، یا اس پر اہل علم کا اجماع ہو چکا ہو، اس بارے میں اجتہاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقیاس نہیں کیا جائے گا، بلکہ نص کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

یاد رہے کہ قیاس اور اجتہاد ہر کس و ناکس کا وظیفہ نہیں، بلکہ یہ ماہرفن عالم دین کا کام ہے۔ وہ اللہ سے ڈر کر کتاب وسنت کی نصوص سے استدلال کرے اور پوری سوچ و بچار کے بعد فتویٰ دے یا مسئلہ بتائے، کیونکہ یہ ایک شرعی امانت ہے۔

اگر کبھی اس پر اپنی خطا واضح ہو جائے، تو کشادہ ظرفی کے ساتھ اپنے اجتہاد سے رجوع کرے اور درست رائے اختیار کرے۔ اہل حق کا یہی شیوہ ہوتا ہے۔

❀ ہزیل بن شرحبیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ أَبُو مُوسٰى عَنْ بِنْتٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ، فَقَالَ : لِلْبِنْتِ النِّصْفُ، وَلِلْأُخْتِ النِّصْفُ، وَأْتِ ابْنَ مَسْعُودٍ، فَسَيُتَابِعُنِي، فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُودٍ، وَأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِي مُوسٰى فَقَالَ : لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ، أَقْضِي فِيهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لِلِابْنَةِ النِّصْفُ، وَلِابْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ، وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ فَأَتَيْنَا أَبَا مُوسٰى فَأَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ، فَقَالَ : لَا تَسْأَلُونِي مَا دَامَ هٰذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ .

”سیدنا ابوموسیٰ اشعری رحمہ اللہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی وراثت میں حصے کے بارے سوال ہوا، تو فرمایا: نصف بیٹی کے لیے اور نصف بہن کے لیے، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھیے، وہ بھی میری ہی موافقت کریں گے، تو سیدنا ابن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا جواب بھی بتایا گیا، تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتگان میں نہ رہوں گا، میں اس بارے وہی فیصلہ دوں گا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ سنایا تھا: بیٹی کا نصف، پوتی کا دوتہائی کو پورا کرتے ہوئے چھٹا حصہ ہے اور جو باقی بچ جائے وہ بہن کا حصہ ہے۔ پھر ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ سنایا، تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: جب تک آپ میں یہ علم کا سمندر موجود ہے، مجھ سے سوال نہ پوچھا کریں۔"

(صحيح البخاري : 6736)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ الْعَالِمَ يَجْتَهِدُ إِذَا ظَنَّ أَنْ لَا نَصَّ فِي الْمَسْأَلَةِ وَلَا يَتَوَلَّى الْجَوَابَ إِلٰى أَنْ يَبْحَثَ عَنْ ذٰلِكَ .

"یہ حدیث دلیل ہے کہ جب عالم کو یقین ہو کہ اس مسئلہ میں کوئی نص نہیں ہے، تو وہ اجتہاد کرلے اور جب تک پوری تحقیق نہ کرلے، جواب کی ذمہ داری قبول نہ کرے۔"

(فتح الباري : 17/12)

کسی مسئلہ میں کتاب وسنت اور اجماع امت سے دلیل معلوم نہ ہو، تو اجتہاد پر عمل کرنا جائز ہے، سب سے پہلے اجتہاد اسلاف امت کا ہے، بعد والوں کے اجتہاد پر پہلوں کے اجتہاد کو فوقیت حاصل ہے، کیونکہ ان کے زمانے کو خیر القرون کہا گیا ہے، یہ افضلیت ہر لحاظ سے ہے، کیونکہ وہ علم وتقویٰ اور علمی حرص میں بے مثال تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْمُهَلَّبُ وَغَيْرُهُ: إِذَا كَانَ الرَّأْيُ وَالْقِيَاسُ عَلٰى أَصْلٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ أَوْ إِجْمَاعِ الْأُمَّةِ فَهُوَ مَحْمُودٌ، وَهُوَ الْاِجْتِهَادُ وَالْاِسْتِنْبَاطُ الَّذِي أَبَاحَهُ اللّٰهُ لِلْعُلَمَاءِ، وَأَمَّا الرَّأْيُ الْمَذْمُومُ وَالْقِيَاسُ الْمُتَكَلَّفُ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ، فَهُوَ مَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى هٰذِهِ الْأُصُولِ؛ لِأَنَّ ذٰلِكَ ظَنٌّ وَنَزْغٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَالدَّلِيلُ عَلٰى صِحَّةِ هٰذَا قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾(بني إسرائيل: ٣٦)

”علامہ مہلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے: جب رائے اور قیاس کی بنیاد کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع امت پر ڈالی جائے، تو وہ قیاس اور رائے محمود ہے۔ یہی وہ اجتہاد اور استنباط ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے علما کے لیے مباح قرار دیا ہے۔ جبکہ مذموم رائے اور ممنوع قیاس وہ ہے، جس کی بنا ان اُصولوں پر نہ ڈالی جائے، کیونکہ یہ محض گمان ہے اور شیطان کی چال ہے۔ اس کی دلیل فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾(بني إسرائيل: ٣٦) ”اس کی پیروی مت کریں، جس کا آپ کو علم نہیں۔“

(شرح صحيح البخاري: 351/10، التّوضيح لابن المُلَقّن: 66/33)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأُصُولَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ وَالْقِيَاسُ وَالْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فِي الْحَقِيقَةِ هُمَا الْأَصْلُ وَالْآخَرَانِ مَرْدُودَانِ إِلَيْهِمَا .

''اُصول شریعت درحقیقت قرآن، سنت، اجماع اور قیاس (صحیح) ہیں۔ درحقیقت قرآن اور حدیث ہی اصل ہیں، دوسرے دو (اجماع وقیاس) انہی کی طرف لوٹتے ہیں۔''

(فتح الباري : 4/366)

سوال: میت اٹھاتے وقت اسے بوسہ دینا کیسا ہے؟

جواب: میت کو بوسہ دینا جائز اور صحیح ہے۔ میت ناپاک نہیں ہوتی، جیسا کہ بعض اہل بدعت کا خیال ہے۔ میت کو اٹھاتے وقت بھی بوسہ دیا جاسکتا ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى فَرَسِهٖ مِنْ مَسْكَنِهٖ بِالسُّنْحِ حَتّٰى نَزَلَ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ، فَقَبَّلَهٗ، ثُمَّ بَكٰى .

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ''سنح'' مقام پر موجود اپنے گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، اتر کر مسجد میں داخل ہوئے، لوگوں سے کوئی بات نہ کی، بلکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے آئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کی میت) کی طرف آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کے جسد مبارک) پر دھاری دار یمنی چادر ڈالی ہوئی تھی، آپ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھایا اور جھک کر بوسہ دیا، پھر رونے لگے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري :1241)

۞ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ جَوَازُ تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ عِنْدَ وَدَاعِهِ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ میت کو الوداعی بوسہ دینا جائز ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : 240/3)

۞ علامہ ابومظفر ابن ہبیرہ رحمہ اللہ (۵۶۰ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْفِقْهِ جَوَازُ تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ.

''اس حدیث میں فقہی مسئلہ ہے کہ میت کو بوسہ دینا جائز ہے۔''

(الإفصاح :93/1)

۞ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

جَوَازُ تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ عِنْدَ وَدَاعِهِ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ میت کو الوداعی بوسہ دینا جائز ہے۔''

(التّوضيح : 402/9)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۲۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نبی کریم ﷺ کی وفات کس دن ہوئی؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات سوموار کے دن ہوئی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ : فِي كَمْ كَفَّنْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ : فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَقَالَ لَهَا : فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ : يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ .

''میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں گئی، تو انہوں نے پوچھا: آپ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ عرض کیا: تین سفید چادروں میں، کفن میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔ پھر پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی وفات کس دن ہوئی، عرض کیا: سوموار کو۔''

(صحيح البخاري : 1387)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِيهِ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”اس میں اہل علم کو کوئی اختلاف نہیں۔“

(التّمهيد : 395/24)

سوال: کیا خانہ کعبہ کے تمام اطراف کو استلام کیا جائے گا؟

جواب: خانہ کعبہ کی ان دو اطراف کو استلام کیا جائے گا، جن کا رخ یمن کی طرف ہے، یعنی حجر اسود والی اطراف کو، باقی دو اطراف، جن کا رخ شام کی طرف ہے، انہیں استلام نہیں کیا جائے گا، اس پر ائمہ کرام رحمہم اللہ کا اجماع ہے، صحیح مسلم (۱۱۸۷) وغیرہ کی احادیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) نقل کرتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ أَئِمَّةُ الْأَمْصَارِ وَالْفُقَهَاءُ الْيَوْمَ عَلٰى أَنَّ الرُّكْنَيْنِ الشَّامِيَّيْنِ لَا يُسْتَلَمَانِ .

”تمام علاقے کے ائمہ اور موجودہ فقہا کا اتفاق ہے کہ خانہ کعبہ کے وہ اطراف جن کا رخ شام کی طرف ہے، انہیں استلام نہیں کیا جائے گا۔“

(شرح النّووي : 95/8)

سوال: نسب کا علم حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب: نسبتوں اور قبائل کی معرفت کی حرص کرنا جائز ہے، کتاب وسنت اور اجماع میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

❁ علامہ ابو محمد رشاطی رحمہ اللہ (۵۴۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَضُّ عَلٰى مَعْرِفَةِ الْأَنْسَابِ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”انساب کی معرفت میں رغبت اور توجہ کرنا کتاب وسنت اور اجماع اُمت سے ثابت ہے۔“

(عُمدة القاري للعيني الحنفي : 69/16)

سوال: کیا دعائے استفتاح یا ثناء ہر رکعت کے شروع میں پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: دعائے استفتاح یا ثناء صرف پہلی رکعت کے آغاز میں پڑھی جائے گی، باقی کسی رکعت میں نہیں پڑھی جائے گی۔ اگر کسی وجہ سے پہلی رکعت میں دعائے استفتاح رہ جائے، تو دوسری، تیسری یا چوتھی رکعت کے آغاز میں دعائے استفتاح نہیں پڑھی جائے گی۔

سوال: زمین ٹھیکے پر دینا کیسا ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص اپنی زمین مقرر مدت تک مقررہ رقم کے عوض کرائے پر دے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔ زمین ٹھیکے پر دینا بالاجماع جائز ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا خَرَجَ مِنْهَا مِنْ زَرْعٍ أَوْ تَمْرٍ، فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ كُلَّ عَامٍ مِائَةَ وَسْقٍ، ثَمَانُونَ وَسْقًا تَمْرًا، وَّعِشْرُونَ وَسْقًا شَعِيرًا، فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَسَّمَ خَيْبَرَ فَخَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّقْطَعَ لَهُنَّ الْأَرْضَ، أَوْ يَضْمَنَ لَهُنَّ الْوُسُوقَ، فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ أَنْ يَّقْطَعَ لَهَا الْأَرْضَ، وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوُسُوقَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِمَّنِ اخْتَارَ الْوُسُوقَ .

''رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں (یہودیوں) سے کھجور اور اناج کی آدھی پیداوار پر معاملہ کیا تھا۔آپ اس میں سے ہر سال اپنی ازواج مطہرات کو اسی (۸۰) وسق کھجوریں اور بیس (۲۰) وسق، جو (کل) سو (۱۰۰) وسق دیا کرتے تھے۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور انہوں نے خیبر کی زمین تقسیم کی، تو انہوں نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ وہ چاہیں، تو انہیں زمین کا ٹکڑا دے دیا جائے اور اگر چاہیں، تو وسق ہی لیتی رہیں، چنانچہ ان میں سے بعض نے زمین لینا پسند کیا اور بعض نے وسق لینا پسند کیا، سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما ان میں شامل تھیں، جنہوں نے وسق لینا پسند کیا۔''

(صحيح البخاري : 2328، صحيح مسلم :1551، المُنتقٰى لابن الجارود : 662)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ اكْتِرَاءَ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقْتًا مَّعْلُومًا جَائِزٌ .

''فقہا کا اجماع ہے کہ زمین کو مقررہ مدت تک سونے چاندی (کرنسی) کے عوض کرائے پر دینا جائز ہے۔''

(الإجماع :541)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِهٖ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

كِتَابَانِ، فَقَالَ : أَتَدْرُونَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ؟ فَقُلْنَا : لَا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا، فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَدِهِ الْيُمْنٰى : هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا، ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي شِمَالِهٖ : هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا، فَقَالَ أَصْحَابُهٗ : فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنْ كَانَ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ؟ فَقَالَ : سَدِّدُوا وَقَارِبُوا، فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ، وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا، ثُمَّ قَالَ : فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ .

''ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں، فرمایا: کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں نہیں معلوم، آپ ہی بتا دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ والی کتاب کے متعلق فرمایا: یہ رب العالمین کی طرف سے بھیجی گئی کتاب ہے، جس میں اہل جنت، ان کے آباء اور قبیلوں کے نام ہیں، پھر ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے آخر میں جمع بندی کر دی گئی ہے، نہ ان میں اضافہ ہو سکتا ہے اور نہ کبھی کمی ہو سکتی ہے۔ پھر بائیں ہاتھ میں پکڑی کتاب کے متعلق فرمایا: یہ رب العالمین کی طرف سے کتاب ہے، اس میں جہنمیوں، ان کے آباء اور ان کے قبائل کے نام مندرج ہیں، پھر ان کے آخر میں بھی جمع بندی کر دی گئی ہے، اب نہ ان میں اضافہ ہوگا اور نہ کبھی کمی کی جائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے، تو پھر عمل کس لیے؟ فرمایا: سیدھے رستے پر رہیں اور میانہ روی کے ساتھ چلیں، کیونکہ جنتی شخص کا خاتمہ اہل جنت کے اعمال پر ہوگا، اگر چہ وہ (پہلے) کیسے بھی اعمال کرتا رہا ہو اور جہنمی کا خاتمہ اہل جہنم والے اعمال پر ہوگا، خواہ وہ پہلے کسی طرح کے بھی عمل کر رہا ہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا اور دونوں کتابوں کو رکھ دیا، نیز فرمایا: آپ کا رب بندوں کے متعلق فیصلہ کر چکا ہے، ایک گروہ جنت میں جائے گا اور ایک گروہ جہنم میں جائے گا۔“

(مسند الإمام أحمد : 2/167، سنن التّرمذي : 2141)

جواب: سند ضعیف ہے۔ شفی بن ماتع کا سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

سوال: اگر غلام مرتد ہو جائے، تو اس کی سزا کیا ہے؟

جواب: مرتد کی سزا قتل ہے، اس سزا میں آزاد اور غلام، مرد اور عورت سب برابر ہیں۔ جس نے ارتداد اختیار کیا، اس سے توبہ کروائی جائے گی اور اسے تائب ہونے کا موقع دیا جائے گا، اگر وہ توبہ کر لے، تو دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے گا اور اگر توبہ سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

انکار کردے، تو وہ مرتد قرار پائے گا، جس کی سزا قتل ہے۔

❀ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ أَلْقٰى لَهٗ وِسَادَةً، قَالَ : انْزِلْ، وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهٗ مُوثَقٌ، قَالَ : مَا هٰذَا؟ قَالَ : كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ، قَالَ : اجْلِسْ، قَالَ : لَا أَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ، قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَأَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ .

"جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان کے پاس (یمن) تشریف لائے، تو انہوں نے ان کے لیے گدا بچھایا اور کہا: نیچے آیئے، اسی دوران (معاذ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ) ان کے یہاں ایک شخص باندھا ہوا ہے، کہنے لگے: یہ کیا؟ عرض کیا: یہ یہودی تھا، مسلمان ہوا، پھر (مرتد ہو کر) یہودی ہو گیا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: (سواری سے) نیچے تو آیئے، تو معاذ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ فرمایا: جب تک اس مرتد کو قتل نہیں کیا جاتا، بیٹھوں گا نہیں، یہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔ تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔"

(صحيح البخاري : 6923، صحيح مسلم : 1733)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ بِأَنَّ الْعَبْدَ إِذَا ارْتَدَّ، فَاسْتُتِيبَ، فَلَمْ يَتُبْ قُتِلَ وَلَا أَحْفَظُ فِيهِ خِلَافًا .

"اہل علم کا اجماع ہے کہ جب غلام مرتد ہو جائے، تو اس سے توبہ کروائی جائے گی، اگر وہ توبہ نہ کرے، تو اسے قتل کر دیا جائے گا، اس بارے میں مجھے (کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا) اختلاف معلوم نہیں۔''

(الإجماع : 719)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْإِجْمَاعُ انْعَقَدَ عَلٰى أَنَّ الْعَبْدَ وَالْحُرَّ فِي الرِّدَّةِ سَوَاءٌ .

''اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ غلام اور آزاد دونوں ارتداد (کی سزا) میں برابر ہیں۔''

(فتح الباري : 203/12)

سزائیں نافذ کرنا ریاست اسلامیہ کا کام ہے، کسی فرد واحد کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں، یہ فساد فی الارض ہے، جس کی جتنی مذمت کی جائے، کم ہے۔

اگر ریاست سزاؤں کا نفاذ نہ کرے، تو یہ حکام وقت کی کوتاہی ہے، جس کے متعلق انہیں دربارِ الٰہی میں جواب دینا پڑے گا، عوام الناس کو چاہیے کہ صرف سزاؤں کے نفاذ کے لیے آواز اٹھائیں، اس سے زائد کوئی اقدام عوام کی نہ ذمہ داری ہے اور نہ ان کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔

سوال: غسل جنابت سے پہلے وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: غسل جنابت سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

❀ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اغْتَسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَسَلَ فَرْجَهُ وَدَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوْ قَالَ : بِالْحَائِطِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهِ وَسَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَنَاوَلْتُهُ خِرْقَةً لِيَتَنَشَّفَ بِهَا أَوْ لِيَمْسَحَ بِهَا فَأَبٰى أَنْ يَأْخُذَهَا وَقَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا يَنْفُضُهَا .

”رسول اللہ ﷺ نے غسل کیا، تو (پہلے) شرمگاہ کو دھویا، پھر ہاتھ زمین یا دیوار پر رگڑا، پھر نماز کی طرح وضو کیا، پھر سر سمیت پورے جسم پر پانی بہایا، پھر ایک طرف ہٹ کر پاؤں دھوئے۔ میں نے آپ کو کپڑا دیا، تاکہ اس سے جسم خشک کر لیں، تو آپ ﷺ نے لینے سے انکار کر دیا اور ہاتھ سے پانی جھاڑنے لگے۔“

(صحيح البخاري : 257، صحيح مسلم : 317، المُنتقٰى لابن الجارود : 100)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعُلَمَاءُ مُجْمِعُونَ عَلَى اسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ قَبْلَ الْغُسْلِ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ غسل سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے۔“

(شرح صحيح البخاري :1/368)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُمْ مُجْمِعُونَ أَيْضًا عَلَى اسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ قَبْلَ الْغُسْلِ لِلْجُنُبِ تَأَسِّيًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ الْأُسْوَةُ الْحَسَنَةُ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ جنبی کے لیے غسل سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا ہے اور آپ ﷺ بہترین نمونہ ہیں۔“

(الاستذكار :1/260)

سوال: کیا غسل جنابت میں انگلیوں سے سر کے بالوں کا خلال کرنا ضروری ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): غسل جنابت میں سر کے بالوں کا اچھی طرح خلال کیا جائے گا، تاکہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

كَانَ يَبْدَأُ بِيَدَيْهِ فَيَغْسِلُهُمَا ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُخَلِّلُ أُصُولَ شَعْرَةِ رَأْسِهِ حَتّٰى إِذَا ظَنَّ أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ الْبَشَرَةَ اغْتَرَفَ ثَلَاثَ غُرَفَاتٍ فَصَبَّهُنَّ عَلٰى رَأْسِهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهِ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے دونوں ہاتھ دھویا کرتے تھے، پھر نماز کی طرح وضو کرتے تھے، پھر سر کے بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے، جب جلد تر ہونے کا یقین ہو جاتا، تو تین چلو پانی سر پر ڈالتے، پھر پورے جسم پر پانی بہا لیتے۔“

(صحيح البخاري: 248، صحيح مسلم: 316، المُنتقٰى لابن الجارود: 99)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا تَخْلِيلُ شَعْرِ الرَّأْسِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَالْعُلَمَاءُ مُجْمِعُونَ عَلَيْهِ.

”غسل جنابت میں سر کے بالوں کا (انگلیوں سے) خلال کیا جائے گا، اس پر علما کا اجماع ہے۔“

(شرح صحيح البخاري: 386/1)

(سوال): کیا استحاضہ والی عورت ہر نماز کے لیے وضو کرے گی؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: مستحاضہ ایک وضو سے صرف ایک نماز پڑھ سکتی ہے۔ اسے ہر نماز کے لئے الگ سے وضو کرنا ہوگا ہے، مثلاً ظہر کی نماز کے لئے وضو کیا، تو نمازِ ظہر کے فرائض اور سنتیں ہی ادا کر سکتی ہے۔ دیگر نوافل یا قرآن کی تلاوت کرنا چاہتی ہے تو دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔ اسی طرح دو نمازیں جمع کرنی پڑیں، تو ہر نماز کے لئے الگ سے وضو کرے گی۔

❁ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ بنتِ ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ .

”ہر نماز کے لئے الگ سے وضو کریں۔“

(صحيح البخاري : 228)

اس بارے میں کئی احادیث ہیں۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلْفُقَهَاءُ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تُؤْمَرُ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ .

”حجاز و عراق کے فقہا کا اجماع ہے کہ مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم دیا جائے گا۔“

(الاستذكار :345/1)

سوال: کیا حائضہ مسجد میں داخل ہو سکتی ہے؟

جواب: حائضہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی، اگر وہ مسجد میں موجود ہو اور اسے حیض آ جائے، تو اسے چاہیے کہ مسجد سے نکل جائے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهٗ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأُرَجِّلُهٗ، وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ؛ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا .

"رسول اللہ ﷺ مسجد میں (بحالتِ اعتکاف) سے اپنا سر مبارک میری جانب (حجرہ میں) داخل فرماتے اور میں اس میں کنگھی کر دیتی۔آپ ﷺ اعتکاف سے بلاضرورت گھر نہیں آتے تھے۔"

(صحيح البخاري : 2029، صحيح مسلم : 297)

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ حائضہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی، حائضہ کا مسجد میں داخلہ جائز ہوتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسجد میں داخل کیوں نہ ہوئیں اور انہیں باہر سے نبی کریم ﷺ کو کنگھی کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

✿ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعُلَمَاءُ مُجْمِعُونَ أَنَّ الْحَائِضَ لَا يَجُوزُ لَهَا دُخُولُ الْمَسْجِدِ، وَلَا الْاِعْتِكَافُ فِيهِ .

"اہل علم کا اجماع ہے کہ حائضہ کے لیے مسجد میں داخل ہونا یا مسجد میں اعتکاف کرنا جائز نہیں۔"

(شرح صحيح البخاري :437/1)

سوال: کیا احرام میں سانپ اور بچھو جیسے زہریلے جانوروں کو قتل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: سانپ، بچھو اور ان جیسے زہریلے اور جان لیوا جانوروں اور حشرات کو تلف کیا جا سکتا ہے، حالت احرام میں بھی انہیں قتل کیا جا سکتا ہے، اس سے احرام نہیں ٹوٹتا، نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی دم واجب آتا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِهِنَّ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْإِحْرَامِ، وَقَالَ ابْنُ هَاشِمٍ : فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْفَأْرَةُ وَالْحِدَأَةُ وَالْغُرَابُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ .

''پانچ جانور ایسے ہیں، جنہیں قتل کرنے میں کوئی گناہ نہیں، خواہ انہیں قتل کرنے والا حرم کے اندر ہو یا حالت احرام میں ہو۔ (۱) چوہیا (۲) چیل (۳) کوا (۴) بچھو (۵) کاٹنے والا کتا۔

ابن ہاشم کی روایت میں احرام کی جگہ حل کے الفاظ ہیں۔''

(صحيح البخاري : 1828، صحيح مسلم : 1199، المُنتقٰى لابن الجارود : 440)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

الْعُلَمَاءُ مُجْمِعُونَ عَلٰى قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ لِلْحَلَالِ وَالْمُحْرِمِ وَكَذٰلِكَ الْأَفْعٰى عِنْدَهُمْ جَمِيعِهِمْ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ سانپ اور بچھو کو حل اور حرم میں محرم اور غیر محرم کے لیے قتل کرنا جائز ہے، نیز اہل علم کے نزدیک چتکبرا سانپ (جو انتہائی زہریلا ہوتا ہے، اس کی گردن باریک اور سر چوڑا ہوتا ہے) کو قتل کرنا بھی جائز ہے۔''

(الاستذكار : 4/155)

سوال: عذاب قبر کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: عذاب قبر کے حق ہونے پر اہل سنت کا اجماع و اتفاق ہے، جس نے اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنت کا اجماعی واتفاقی فہم نظر انداز کیا، وہ ذلیل اور گمراہ ہے، اس کی رائے بدعت اور گم راہی ہے، فہم ومنہج سلف صالحین کو ترک کرنا درحقیقت قرآن وحدیث سے دشمنی ہے۔

جس نے قرآن وحدیث کی من پسند تعبیر کی وہ راہ ہدایت سے بھٹک گیا، دنیا میں جتنے گمراہ فرقے پیدا ہوئے سب نے قرآن وحدیث کو نفسانی خواہشات کی بھینٹ چڑھایا، محدثین کے دشمنوں نے قرآن وسنت پر عقلی اعتراضات وارد کئے ہیں، بھلا ایسا کوئی مسلمان کرسکتا ہے؟

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا، فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ، فَقَالَتْ لَهَا: أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَقَالَ: نَعَمْ، عَذَابُ الْقَبْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰى صَلَاةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ زَادَ غُنْدَرٌ: عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ.

”ان کے پاس ایک یہودی خاتون آئیں، جس نے عذاب قبر کا ذکر کیا، اس نے سیدہ سے کہا: اللہ آپ کو عذاب قبر سے بچائے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے متعلق پوچھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں عذاب قبر حق ہے۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگتے دیکھا۔ غندر نے یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الفاظ اضافہ کیا ہے: آپ ﷺ نے فرمایا کہ عذاب قبر حق ہے۔''

(صحيح البخاري : 1372، صحيح مسلم : 584)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ حَقٌّ، وَأَهْلُ السُّنَّةِ مُجْمِعُونَ عَلَى الْإِيمَانِ بِهٖ وَالتَّصْدِيقِ، وَلَا يُنْكِرُهٗ إِلَّا مُبْتَدِعٌ .

''یہ حدیث مبارک دلیل ہے کہ عذاب قبر حق ہے۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ عذاب قبر پر ایمان لایا جائے گا، اس کی تصدیق کی جائے گی، اس کا انکار تو کوئی بدعتی ہی کرسکتا ہے۔''(شرح صحيح البخاري : 38/3)

سوال: زیادہ سے زیادہ کتنے مال کی وصیت کی جاسکتی ہے؟

جواب: قریب المرگ زیادہ سے زیادہ ایک تہائی مال کی وصیت کرسکتا ہے، یہ وصیت کسی وارث کے حق میں جائز نہیں۔ اگر میت ایک تہائی سے زائد مال کی وصیت کرے یا کسی وارث کے حق میں وصیت کرے، تو اس وصیت کو بدلنا واجب ہے، ایک تہائی مال تک وصیت نافذ کی جائے گی اور وارث کے حق میں وصیت کالعدم قرار دی جائے گی۔

❁ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَرِضْتُ بِمَكَّةَ مَرَضًا أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَّلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَأُوصِي بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ : لَا، قُلْتُ : فَالشَّطْرُ؟ قَالَ : لَا، قُلْتُ : فَالثُّلُثُ؟ قَالَ :

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، أَوْ، كَبِيرٌ إِنَّكَ إِنْ تَتْرُكْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً .

''ایک دفعہ میں مکہ میں اتنا بیمار ہوا کہ قریب المرگ ہو گیا، رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے آئے، تو میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور صرف ایک بیٹی ہی میری وارث ہے، کیا میں دو تہائی مال صدقہ کرنے کی وصیت کر دوں؟ فرمایا: نہیں! میں نے پوچھا: آدھا مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا: نہیں! میں نے پوچھا: ایک تہائی صدقہ کر دوں؟ فرمایا: ایک تہائی (ہو سکتا ہے) لیکن یہ بھی بہت زیادہ ہے۔ اگر آپ اپنے ورثا کو خوشحال چھوڑ کر جائیں، تو انہیں تنگ دست چھوڑنے سے بہتر ہے۔''

(صحيح البخاري : 6373، صحيح مسلم : 1628، المنتقى لابن الجارود : 947)

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا، أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوكِينَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَدَعَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَزَّأَهُمْ أَثْلَاثًا، ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً قَالَ : وَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا شَدِيدًا .

''ایک آدمی نے فوت ہوتے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیے، جب کہ اس کے پاس ان کے علاوہ کوئی مال ہی نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا کر تین حصوں میں تقسیم کیا، پھر ان کے مابین قرعہ ڈال کر دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام بنا دیا اور اس آدمی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے سخت الفاظ استعمال کیے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحیح مسلم : 1668، المنتقی لابن الجارود : 948)

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

الْعُلَمَاءُ مُجْمِعُونَ قَدِيمًا وَحَدِيثًا عَلٰى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَقْضِيَ فِي مَالِهِ بِأَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ.

”پہلے اور بعد والے اہل علم کا اجماع ہے کہ قریب المرگ کے لیے ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنا جائز نہیں۔“

(الاستذکار : 281/7)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

مَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ : كُونُوا أَحْلَاسَ بُيُوتِكُمْ.

”(ان فتنوں کے وقت) آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: اپنے گھروں میں خانہ نشینی اختیار کر لیں۔“

(سنن أبي داود : 4262)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ابو کبشہ سدوسی بصری کی توثیق نہیں۔

سوال: سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کس چیز سے ہوئی؟

جواب: سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ مٹی سے تخلیق فرمایا، آدم علیہ السلام کو ماں باپ کے بغیر پیدا کیا گیا، قرآن و حدیث کی نصوص اس پر بہت واضح ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساری زمین سے ایک مٹھی مٹی لی اور اس سے آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْأَرْضِ، جَاءَ مِنْهُمُ الْأَحْمَرُ، وَالْأَبْيَضُ، وَالْأَسْوَدُ، وَبَيْنَ ذٰلِكَ، وَالسَّهْلُ، وَالْحَزْنُ، وَالْخَبِيثُ، وَالطَّيِّبُ .

''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا، جو اس نے ساری زمین سے لی۔ اسی لیے آدم علیہ السلام کے بیٹے زمین کی خاصیت کے مطابق پیدا ہوئے، کوئی سرخ، کوئی سفید، کوئی کالا اور کوئی ساولا، کوئی خوشحال، کوئی مغموم، کوئی اچھے اور کوئی برا۔''

(مسند الإمام أحمد : 40/4، سنن أبي داود : 4693، سنن التّرمذي : 2955، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۱۶۰) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (۳۰۳۷) نے ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهٖ، وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِأَوَّلِ ذٰلِكَ دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةُ عِيسٰى بِي، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ، وَكَذٰلِكَ أُمَّهَاتُ النَّبِيِّينَ تَرَيْنَ .

''میں تقدیر الٰہی میں خاتم النبیین لکھ دیا گیا تھا، جبکہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں گوندھے جا رہے تھے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عیسی علیہما السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں، نبیوں کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھتی ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 127/4، التاريخ الكبير للبخاري : 68/6، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۴۰۴) نے ''صحیح'' امام حاکم رحمہ اللہ (۴۱۸/۲) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ مفسر ابن عطیہ رحمہ اللہ (۵۴۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ مِنْ غَيْرِ فَحْلٍ.

''اس پر تمام انسانوں کا اجماع و اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بغیر باپ کے مٹی سے پیدا کیا۔''(تفسير ابن عطية :446/1)

سوال: لقطہ میں کتنے سال تک اعلان کرنا ضروری ہے؟

جواب: بے جان شے، جو رستے میں گری پڑی ملے، لقطہ کہلاتی ہے، مثلاً چلتے چلتے کسی کی رقم گری پڑی ہو یا کوئی زیور وغیرہ۔ لقطہ کے خاص احکام ہیں۔

ایک عرصہ تک اعلان کرنے کے باوجود بھی مالک کا پتہ نہ چلے، تو جس شخص کو وہ چیز ملی تھی، اسے چاہیے کہ اس چیز کی مقدار اور حیثیت کو نوٹ کر لے اور اسے اپنے استعمال میں لے آئے، وہ اس کا مالک ہے، اس میں مکمل تصرف کا حق رکھتا ہے، اسے بیچ بھی سکتا ہے اور اپنے استعمال میں بھی لا سکتا ہے۔ البتہ اگر استعمال کے بعد بھی چیز کا مالک واپس آ جائے اور اس چیز کا مطالبہ کرے، تو وہ اسے وہ چیز یا اس کی قیمت واپس لوٹائے۔

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فُقَهَاءُ الْأَمْصَارِ مُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّ تَعْرِيفَ اللُّقْطَةِ سَنَةٌ .

''تمام علاقوں کے فقہا کا اتفاق ہے کہ لقطہ کا اعلان ایک سال تک کیا جائے گا۔''

(إكمال المُعلِم : 11/6)

معلوم ہوا کہ ایک سال تک اعلان کرنا ضروری ہے۔اس کے بعد اسے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

صحیح مسلم (۱۷۲۳) میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں تین سال تک اعلان کرنے کا ذکر ہے۔اہل علم نے تین سال تک اعلان کرنے کو استحباب اور تورع پر محمول کیا ہے۔مطلب کہ ایک سال تک اعلان کرنا ضروری ہے،اس سے بعد مزید دو سال اعلان کرنا باعث فضیلت ہے،واللہ اعلم!

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) نقل کرتے ہیں:

هٰذِه الرِّوَايَةُ فِي التَّعْرِيفِ ثَلَاثَ سِنِينَ مَحْمُولَةٌ عَلَى الْوَرْعِ وَزِيَادَةِ الْفَضِيلَةِ فَقَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى الْاكْتِفَاءِ بِتَعْرِيفِ سَنَةٍ وَلَمْ يَشْتَرِطْ أَحَدٌ تَعْرِيفَ ثَلَاثَةِ أَعْوَامٍ إِلَّا مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَلَعَلَّهٗ لَمْ يَثْبُتْ عَنْهُ .

''تین سال اعلان کرنے کے بارے میں مروی یہ روایت ورع وتقویٰ اور زیادہ فضیلت پر محمول ہے، کیونکہ اہل علم کا اجماع ہے کہ صرف ایک سال تک اعلان کرنا کافی ہے، کسی نے تین سال کی شرط نہیں لگائی، البتہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک روایت آتی ہے، شاید وہ روایت ثابت نہیں۔''

(شرح صحیح مسلم : 330/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۳۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کی تحقیق درکار ہے:

❀ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ حَتّٰى رَأَيْتُ إِبْهَامَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتّٰى سَلَّمَ.

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے جب نماز شروع کی، تو اللہ اکبر کہا، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے انگوٹھے کانوں کے برابر تھے۔ اس کے بعد سلام تک آپ ﷺ نے رفع الیدین نہیں کیا۔''

(تاريخ أصبهان لأبي نُعَيم الأصبهاني: 370/1)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① محمد بن جعفر بن محمد کا تعین نہیں ہو سکا۔

② قاضی ابو یوسف ضعیف وغیر مقبول الروایۃ ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَرَكُوهُ. ''محدثین نے ان سے حدیث لکھنا ترک کر دیا تھا۔''

(التّاريخ الكبير: 397/8)

❀ نیز فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَرَكَهُ يَحْيٰى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَوَكِيعٌ وَغَيْرُهُمْ.

''یحییٰ بن سعید قطان، عبد الرحمٰن بن مہدی اور وکیع ابن الجراح رحمہم اللہ وغیرہم نے ان سے حدیث لکھنا چھوڑ دیا تھا۔''

(الضّعفاء الصّغير : 143)

❁ امام ابن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يُعْرَفُ بِالْحِفْظِ لِلْحَدِيثِ، وَكَانَ يَحْضُرُ الْمُحَدِّثَ فَيَحْفَظُ خَمْسِينَ وَسِتِّينَ حَدِيثًا، فَيَقُومُ فَيُمْلِيهَا عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ لَزِمَ أَبَا حَنِيفَةَ النُّعْمَانَ بْنَ ثَابِتٍ فَتَفَقَّهَ وَغَلَبَ عَلَيْهِ الرَّأْيُ وَجَفَا الْحَدِيثَ.

''یہ حفظ حدیث میں معروف تھے، محدث کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے اور پچاس، ساٹھ احادیث حفظ کر لیتے۔ وہاں سے اٹھتے اور لوگوں کو لکھواتے۔ پھر انہوں نے ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کی شاگردی کی اور فقہ سیکھنے لگے، تو ان پر رائے غالب آ گئی اور وہ حدیث سے لاتعلق ہو گئے۔''

(طَبَقات ابن سعد : 239/7)

❁ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِن أَهْلِ الرَّأْيِ الْقَاضِي.

''اہل الرائے میں سے تھے اور قاضی تھے۔''

(الكنى والأسماء : 922/2)

❁ امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لَا تَحِلُّ الرِّوَايَةُ عَنْهُ، إِنَّهٗ كَانَ يُعْطِي أَمْوَالَ الْيَتَامٰى مُضَارَبَةً، وَيَجْعَلُ الرِّبْحَ لِنَفْسِهٖ .

''ان سے روایت لینا جائز نہیں، یہ یتیموں کا مال مضاربت کے طور پر دیتے تھے اور نفع خود کھا جاتے تھے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 376/16، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ وَلٰكِنْ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُرْوٰى عَنْهُ شَيْءٌ .

''صدوق تھے، مگر یہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب میں سے تھے، ان سے کچھ بھی روایت کرنا جائز نہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 201/9، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ وَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ اللُّؤْلُؤِي .

''ان کی حدیث (متابعات وشواہد میں) لکھی جائے گی، یہ مجھے حسن لولوی (متروک وکذاب) سے محبوب ہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 202/9)

❀ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے ''الضعفاء'' (٣٧٦) میں ذکر کیا ہے۔

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ان کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔“

(تاریخ بغداد للخطیب : 378/16، وسندہٗ صحیحٌ)

۞ نیز فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ يُعْرَفُ بِالْحَدِيثِ .

”حدیث میں معروف نہیں تھے۔“

(تاریخ بغداد للخطیب : 379/16، وسندہٗ صحیحٌ)

۞ امام عمرو بن علی فلاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ كَثِيرُ الْغَلَطِ .

”صدوق تھے، بکثرت غلطیاں کرتے تھے۔“

(تاریخ بغداد للخطیب : 380/16، وسندہٗ صحیحٌ)

۞ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ أَقْوٰى مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ .

”یہ محمد بن حسن شیبانی (متروک وکذاب) سے قوی ہیں۔“

(سؤالات البَرقاني : 567)

۞ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا سَائِرُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فَهُمْ كَالْأَعْدَاءِ لِأَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهٖ .

”تمام ائمہ حدیث رحمہم اللہ گویا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں کے دشمن تھے۔“

(الانتقاء، ص 173)

۞ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اِجْتَمَعَ أَبُو يُوسُفَ الْقَاضِي وَمَالِكُ ابْنُ أَنَسٍ عِنْدَ هَارُونَ، فَسَأَلَهُ أَبُو يُوسُفَ عَنْ مَسْأَلَةٍ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَقَالَ أَبُو يُوسُفَ لِهَارُونَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ : قُلْ لَهُ يُجِيبُنِي، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ مَالِكٌ فَقَالَ : سَاءَ مَا أَدَّبَكَ أَهْلُكَ .

''قاضی ابو یوسف اور امام مالک بن انس رحمہما اللہ خلیفہ ہارون الرشید کے یہاں جمع ہوئے، تو قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے ایک مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا، تو امام رحمہ اللہ نے انہیں جواب نہیں دیا۔ تو قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ امیر المومنین ہارون الرشید سے مخاطب ہوئے: آپ ان سے کہیے کہ مجھے جواب دیں۔ تو امام مالک رحمہ اللہ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: آپ کے بڑوں نے آپ کی بری تربیت کی ہے۔''

(علل الإمام أحمد برواية ابنه عبد الله : 2575)

❁ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ سے فرمایا:

إِنَّكُمْ تَكْتُبُونَ فِي كِتَابِنَا مَا لَا نَقُولُهُ .

''تم ہماری تحریروں میں وہ کچھ لکھ دیتے ہو، جو ہم نے نہیں کہا ہوتا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 201/9، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ مزید فرمایا:

أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ يَعْقُوبَ يَقُولُ عَلَيَّ مَالَا أَقُولُ .

''کیا آپ یعقوب (قاضی ابو یوسف) پر تعجب نہیں کرتے، یہ میرے متعلق ایسی بات کہہ دیتا ہے، جو میں نے نہیں کہی ہوتی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(التاريخ الصغير للبخاري : 230/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ نیز فرمایا:

وَيْحَكُمْ، كَمْ تَكْذِبُونَ عَلَيَّ فِي هٰذِهِ الْكُتُبِ مَا لَمْ أَقُلْ .

''(ابو یوسف!) تمہارا برا ہو، ان کتابوں میں تم نے کتنا مجھ پر جھوٹ بولا ہے! جبکہ میں نے وہ باتیں کہی ہی نہیں۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 378/16، وسندهٗ صحيحٌ)

③ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سیء الحفظ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَفَرُّدُ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى بِرِوَايَتِهٖ، وَقَدِ اتَّفَقَ أَئِمَّةُ الْحَدِيثِ عَلٰى تَرْكِ الْاِحْتِجَاجِ بِرِوَايَتِهٖ .

''اس میں ابن ابی لیلیٰ منفرد ہے، ائمہ حدیث کا اتفاق ہے کہ اس کی روایت سے حجت نہیں لی جائے گی۔''

(الخِلافيّات، تحت الحديث : 1732)

❀ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے اسے ''مضطرب الحدیث جداً'' کہا ہے۔

(شرح مشكل الآثار : 226/3)

❀ علامہ ابوالعباس احمد بن ابراہیم سروجی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

سَيِّءُ الْحِفْظِ، ضَعِيفٌ فِي الْحَدِيثِ .

''سیء الحفظ ہے، حدیث میں ضعیف ہے۔''

(الغاية في شرح الهداية : 432/8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ حکم بن عتیبہ ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ نے انہیں ''مدلس'' کہا ہے۔

(عُمدة القاري :248/21، أسماء المُدَلِّسِين للسّيوطي : 96)

تنبیہ:

اس روایت کی سند میں قاضی ابو یوسف اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے درمیان واؤ عاطفہ لکھا ہوا ہے، یہ خطا ہے، کیونکہ قاضی ابو یوسف دراصل ابن ابی لیلیٰ کے شاگرد ہیں، جیسا کہ دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے یہاں ''وعن ابن ابی لیلیٰ'' خطا ہے، درست یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ''عن ابن ابی لیلیٰ'' ہے، واللہ اعلم!

سوال: بیوی سے ہم بستری کی، انزال نہیں ہوا، کیا غسل واجب ہوگا؟

جواب: بیوی سے ہم بستری کی، تو غسل واجب ہو گیا، خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ شروع اسلام میں انزال ہونے پر ہی غسل واجب ہوتا تھا، بعد میں منسوخ ہو گیا اور مجامعت قائم ہونے سے ہی غسل واجب کر دیا گیا، محقق علما کا اسی پر اجماع ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ اجْتَهَدَ، وَقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ وَأَبُو نُعَيْمٍ : ثُمَّ جَهَدَهَا، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ .

''جب مرد عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ کر (جماع کی) کوشش کرتا ہے، تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

عبدالصمد اور ابونعیم کی حدیث میں «ثُمَّ جَهَدَهَا» کے الفاظ ہیں۔''

(صحيح البخاري :291، صحيح مسلم : 348، المُنتقٰى لابن الجارود : 92)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں:

وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ .

''اگرچہ اس کا انزال نہ بھی ہو۔''

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ هَلْ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ؟ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنِّي لَأَفْعَلُ ذٰلِكَ، أَنَا وَهٰذِهِ، ثُمَّ نَغْتَسِلُ .

''ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پوچھا کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے، پھر اس کا انزال نہیں ہوتا کیا ان پر غسل واجب ہوگا؟، (اس وقت) عائشہ رضی اللہ عنہا پاس ہی بیٹھی تھیں۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں اور یہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) ایسا کرتے ہیں، پھر ہم غسل کرتے ہیں۔''

(صحیح مسلم : 350)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

إِنَّهَا سُئِلَتْ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ وَلَا يُنْزِلُ فَقَالَتْ : فَعَلْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْتَسَلْنَا مِنْهُ جَمِيعًا .

وَرَفَعَهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ أَيْضًا .

''آپ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی جماع کرتا ہے،لیکن انزال نہیں ہوتا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(تو وہ کیا کرے؟) آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کیا، تو ہم نے اکٹھے غسل کیا۔

ولید بن مسلم نے بھی اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 161/6، سنن التّرمذي : 108، السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 240، المُنتقىٰ لابن الجارود : 93، سنن ابن ماجه : 608، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۱۷۵) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❀ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَأَبُو أَيُّوبَ يَقُولُونَ : الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ وَيَزْعُمُونَ أَنَّهٗ لَيْسَ عَلٰى مَنْ مَسَّ امْرَأَتَهٗ غُسْلٌ مَا لَمْ يُمْنِ، فَلَمَّا ذُكِرَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَبَوْا ذٰلِكَ فَقَالُوا : إِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ، فَقَالَ سَهْلٌ الْأَنْصَارِيُّ وَقَدْ أَدْرَكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فِي زَمَانِهٖ : حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ الْفُتْيَا الَّذِي كَانُوا يَقُولُونَ : الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ كَانَتْ رُخْصَةً، رَخَّصَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَمَرَ بِالِاغْتِسَالِ بَعْدُ، وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ أَخَذَ بِذٰلِكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا بَلَغَهُ الْعِلْمُ اغْتَسَلَ وَأَمَرَ بِالِاغْتِسَالِ.

''سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہما سمیت کچھ انصاری صحابہ کرام کہا کرتے تھے: پانی (غسل) پانی (انزال) سے ہے، نیز وہ کہتے تھے: اس آدمی پر غسل واجب نہیں ہے، جو عورت کو چھوتا ہے، مگر اسے انزال نہیں ہوتا، جب یہ بات سیدنا عمر، عبداللہ بن عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کو بتائی گئی، تو انہوں نے اس کی تردید کی اور فرمایا: اگر (مرد کی) شرمگاہ (عورت کی) شرمگاہ سے مل جائے، تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ جو کہ پندرہ سال کی عمر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تھے، فرماتے ہیں: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ «الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ» والا فتویٰ شروع اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رخصت تھی، بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنے کا حکم دے دیا۔ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ نے یہ مسئلہ کسی انصاری سے اخذ کیا تھا، جب انہیں غسل کرنے کا علم ہوا، تو خود غسل کرنے لگے اور غسل کا حکم دینے لگے۔''

(المُنتقٰی لابن الجارود: 91، وسندہٗ صحیحٌ)

امام زہری رحمہ اللہ نے صحیح ابن خزیمہ (۲۲۶)، الناسخ لابن شاہین (۱۸)، تہذیب الآثار للطبری اور مسند بقی بن مخلد (النکت الظراف لابن حجر: ۱/۱۷) میں سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سماع کی تصریح کر رکھی ہے، نیز امام زہری رحمہ اللہ نے یہ حدیث بعض من ارضی سے بیان کی ہے، صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ وہ ابوحازم سلمہ بن دینار ہے۔

مطلب یہ ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ نے یہ حدیث سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بالواسطہ اور بلا واسطہ دونوں طرح بیان کی ہے، اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۵) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۱۷۳) نے ''صحیح'' کہا ہے، سنن ابی داود (۲۱۵) وغیرہ میں اس کا بہ سند ''صحیح'' شاہد بھی ہے، اسے امام دارقطنی رحمہ اللہ (۱۲۶/۱)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۱۷۹) اور امام بیہقی رحمہ اللہ (السنن الکبریٰ: ۱۲۵/۱) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

ان احادیث اور آثار سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے جماع کرنے سے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے، خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ جن احادیث میں انزال پر ہی غسل واجب ہونے کا ذکر ہے، ان کا تعلق اسلام کے شروع والے حکم سے ہے، واللہ اعلم!

✿ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ جَمَاعَةَ الْعُلَمَاءِ، وَأَئِمَّةَ الْفَتْوٰى مُجْمِعُونَ عَلَى الْغُسْلِ مِنْ مُجَاوَزَةِ الْخِتَانِ، لِأَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ.

''اہل علم کی ایک بڑی جماعت اور ائمہ فتویٰ کا اجماع ہے کہ شرمگاہ کے شرمگاہ میں داخل ہونے سے غسل واجب ہو جاتا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا ہے۔''

(شرح صحيح البخاري: 276/1)

سوال: مشیئت باری تعالیٰ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے لیے صفت مشیئت ثابت ہے، اس کی مشیئت کے خلاف کچھ نہیں ہوتا، جو ہوتا ہے، وہ اس کی مشیئت کے تحت ہوتا ہے۔ کتاب وسنت میں مشیئت باری تعالیٰ پر بے شمار دلائل موجود ہیں۔

✿ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ﴾ (إبراهيم: ٢٧)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اللہ تعالیٰ جو چاہے، کرتا ہے۔“

✿ امام عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری رحمہ اللہ (۲۷۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ كُلَّهُمْ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ، وَمَا لَمْ يَشَأْ لَا يَكُونُ.

”سارے کے سارے محدثین کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے، وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا، وہ نہیں ہوتا۔“

(تأويل مُختَلِف الحديث، ص 64)

اللہ تعالیٰ کے لیے صفت مشیئت ثابت ہے، مگر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رضا اور صفت مشیئت میں فرق ہے۔

کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور ارادہ سے ہو رہا ہے، یعنی اللہ چاہے، تو وہ ہوتا ہے، نہ چاہے، تو نہیں ہوتا، خواہ اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ ایسا نہیں کہ کائنات میں کچھ ہوا ہو یا ہوتا ہو، مگر اللہ تعالیٰ اس کا ارادہ نہ کرتا ہو۔

البتہ اللہ تعالیٰ کی صفت رضا سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شے کو پسند بھی کرتا ہو۔

کفر و شرک اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیئت سے ہوتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں کرتا، مسلمان نماز پڑھتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ و مشیئت کے تحت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ کی رضا ان اُمور کے ساتھ ہو گی، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہوں۔ جبکہ صفت ارادہ و مشئیت کا تعلق ہر جائز و ناجائز کام کے ساتھ ہے۔

سوال: کبیرہ گناہوں کی معافی کیسے ہوتی ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): کبیرہ گناہ کی معافی کے لیے توبہ و استغفار کی جائے، اپنی کمزوری و عاجزی کا اعتراف کیا ہے، ندامت اور شرمندگی کا اظہار کیا جائے اور آئندہ نہ کرنے کا عزم مصمم ہو، تو ان شاء اللہ کبیرہ گناہ کی معافی ہو جائے گی۔ نیز اپنی توبہ کو عمدہ کرنے کے لیے کوئی اضافی نیکی بھی کی جائے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ٭ أُولَئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ﴾ (آل عمران : ١٣٥ـ١٣٦)

”وہ جب کوئی کھلا گناہ کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جان پر ظلم کر لیتے ہیں، تو اللہ کو یاد کرتے اور گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ جان بوجھ کر اپنے افعال پر اَڑے نہیں رہتے، ایسے لوگوں کا صلہ رب کی طرف سے بخشش اور باغات ہیں، جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ بستے رہیں گے اور (نیک) کام کرنے والوں کا بدلہ بہت اچھا ہے۔“

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ .

”گناہ پر ندامت کا اظہار کرنا ہی توبہ ہے۔“

(مسند الحُمَيْدي : 105، مصنّف ابن أبي شيبة : 361/9، مسند الإمام أحمد :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

422/1، مسند أبي يعلٰى : 4969، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲۱۳/۷) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْكَبَائِرُ، فَأَهْلُ السُّنَّةِ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّهٗ لَا بُدَّ فِيهَا مِنَ التَّوْبَةِ وَالنَّدَمِ وَالْإِقْلَاعِ وَاعْتِقَادِ أَنْ لَّا عَوْدَةَ فِيهَا.

''کبیرہ گناہوں میں اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ ان (کی معافی) کے لیے توبہ، ندامت وشرمندگی، عاجزی ودرماندگی اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا ضروری ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : 155/2)

سوال: پنچگانہ نماز کب فرض ہوئی؟

جواب: پانچ نمازوں کی فرضیت معراج کی رات ہوئی۔ متواتر احادیث اور اُمت کا اجماع اس پر شاہد ہیں۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

أَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ مَا أَوْحٰى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلٰى مُوسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ : خَمْسِينَ صَلَاةً، قَالَ : ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ، فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي، فَقُلْتُ: يَا رَبِّ، خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِي، فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى، فَقُلْتُ: حَطَّ عَنِّي خَمْسًا، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ ذٰلِكَ، فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، وَبَيْنَ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذٰلِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً، قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهٗ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ.

''وہاں اللہ تعالیٰ نے میری طرف جو وحی کرنی تھی، سو کی۔ دن رات میں پچاس نمازیں فرض کر دیں، میں وہ لے کر اترا، موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، تو انہوں نے پوچھا: اللہ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں، کہنے لگے: میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے، آپ کی امت یہ نہیں پڑھ پائے گی، جائیے اور کچھ نمازیں کم کروا لائیے۔ میں رب کے پاس گیا اور عرض کیا: اے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب ! میری امت پر کچھ تخفیف کر دے، تو اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دی، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور انہیں پانچ نمازیں کم ہونے کی خبر دی، تو انہوں نے پھر فرمایا: دوبارہ جایئے اور مزید کم کروا لایئے، آپ کی امت نہیں پڑھ پائے گی۔ میں اللہ اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب دن رات میں پانچ نمازیں (پڑھنی) ہیں، ہر نماز کے بدلے دس نمازوں کا اجر ہے، اس طرح پانچ نمازیں پچاس کے برابر ہیں۔ نیز جس نے نیکی کا ارادہ کیا، لیکن اسے نہ کر سکا، تو اس کے لیے مکمل ایک نیکی لکھی جائے گی اور جس نے وہ نیکی کر لی، تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اسی طرح جس نے برائی کا ارادہ کیا، لیکن اسے انجام نہ دیا، تو اس کی کوئی برائی نہ لکھی جائے گی، (بلکہ ایک نیکی لکھی جائے گی) اور جس نے اپنا برائی کا ارادہ پورا کر لیا، اس کی صرف ایک برائی لکھی جائے گی۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں یہ سب بیان کیا، تو موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ تخفیف کا سوال کرنے کو کہا، میں نے عرض کیا: اب مجھے رب سے حیا آتی ہے۔''

(صحيح مسلم: 162)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ مُجْمِعُونَ أَنَّ فَرْضَ الصَّلَاةِ كَانَ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ نماز کی فرضیت معراج کی رات ہوئی۔''

(إكمال المُعلِم: 498/1)

باقی معراج کس تاریخ کو ہوئی، اس کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، البتہ معراج مکی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی کے اواخر میں ہوئی۔

سوال: کیا کسی نہ کسی نماز میں قنوت نازلہ کرنا ضروری ہے؟

جواب: نازلہ کا مطلب ہے: نازل ہونے والی مصیبت، پریشانی، ارضی وسماوی آفت، بیماری اور دشمن کا خوف وغیرہ۔ امراض اور وبائیں بھی نوازل اور حوادث ہیں۔ اس لیے ان میں قنوت نازلہ بھی کی جاسکتی ہے، قنوت نازلہ کو جنگی حالات کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں۔ مگر قنوت نازلہ کرنا واجب نہیں، اسے ترک بھی کیا جا سکتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے قنوت نازلہ کرنا بھی ثابت ہے اور ترک بھی ثابت ہے، لہٰذا حوادث اور مصائب عامہ میں قنوت نازلہ کرنا مستحب سنت ہے، ترک کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ مُجْمِعُونَ أَنَّ مَنْ تَرَكَ الْقُنُوتَ غَيْرُ مُفْسِدٍ لِصَلَاتِهِ، فَإِنْ قَنَتَ قَانِتٌ فَبِفِعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ، وَإِنْ تَرَكَ تَارِكٌ فَبِرُخْصَةِ رَسُولِ اللّٰهِ أَخَذَ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ أَحْيَانًا، وَيَتْرُكُ الْقُنُوتَ أَحْيَانًا .

''اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو شخص نماز میں قنوت نہ کرے، تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی، اگر کوئی شخص قنوت کرے، تو وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کر رہا ہے اور جو قنوت ترک کر دے، تو وہ رسول اللہ ﷺ کی رخصت کو اختیار کر رہا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ بعض حالات میں قنوت کرتے تھے اور بعض اوقات ترک کر دیتے تھے۔''

(شرح صحيح البخاري: 586/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَشٰى إِلٰى صَلَاةٍ مَّكْتُوبَةٍ فِي الْجَمَاعَةِ، فَهِيَ كَحَجَّةٍ، وَمَنْ مَشٰى إِلٰى صَلَاةِ تَطَوُّعٍ فَهِيَ كَعُمْرَةٍ تَامَّةٍ .

”جو فرض نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے پیدل چلا، تو اسے حج کے برابر اجر ملتا ہے اور جو نفل نماز کی ادائیگی کے لیے پیدل چلا، تو اسے مکمل عمرہ کے برابر اجر ملتا ہے۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 7578، مسند الشّاميين : 1548، 3412)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کرتے ہیں، لہٰذا قبول روایت کے لیے آخر سند تک سماع کی صراحت چاہیے۔

② مکحول شامی رحمہ اللہ کا سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ لِمَكْحُولٍ سَمَاعٌ مِنْ أَبِي أُمَامَةَ .

”مکحول کا سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔“

(المَراسيل لابن أبي حاتِم :791)

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَكْحُولٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي أُمَامَةَ شَيْئًا .

”مکحول رحمہ اللہ نے سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سنن الدّارقطني، تحت الحديث : 846)

نوٹ:

یہی روایت ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے، وہ سند حسن ہے، ملاحظہ ہو؛

❁ سیدنا ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ مُتَطَهِّرًا إِلٰى صَلَاةٍ مَّكْتُوبَةٍ، فَأَجْرُهٗ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ، وَمَنْ خَرَجَ إِلٰى تَسْبِيحِ الضُّحٰى، لَا يُنْصِبُهٗ إِلَّا إِيَّاهُ، فَأَجْرُهٗ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ، وَصَلَاةٌ عَلٰى أَثَرِ صَلَاةٍ لَّا لَغْوَ بَيْنَهُمَا، كِتَابٌ فِي عِلِّيِّينَ .

''جو گھر سے وضو کر کے نماز کے لئے نکلے، اس کا ثواب احرام باندھے ہوئے حاجی کے برابر ہے اور جو محض اِشراق کی غرض سے نکلے، اس کا اجر عمرہ کرنے والے کے برابر ہے اور جو ایک نماز سے دوسری نماز کا انتظار اس طرح کرے کہ فضولیات سے اجتناب کیا ہو، تو اس کا نام علیین میں لکھا جاتا ہے۔''

(سنن أبي داوٗد : 558، وسندہٗ حسنٌ)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(خلاصة الأحکام : 912، 1583)

سوال: شروع نماز میں رفع الیدین کر کے ہاتھوں کو چھوڑ کر باندھنا کیسا ہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھوں کو باندھ لیا جائے، چھوڑنے پر کوئی دلیل نہیں۔

اس حوالہ ایک روایت پیش کی جاتی ہے، ملاحظہ ہو؛

❁ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي صَلَاتِهٖ رَفَعَ يَدَيْهِ قُبَالَةَ أُذُنَيْهِ، فَإِذَا كَبَّرَ أَرْسَلَهُمَا ثُمَّ سَكَتَ، وَرُبَّمَا رَأَيْتُهٗ يَضَعُ يَمِينَهٗ عَلٰى يَسَارِهٖ.

''نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرتے، تو کانوں کے بالمقابل ہاتھ اٹھاتے، جب اللہ اکبر کہتے، تو ہاتھوں کو چھوڑ دیتے، پھر سکتہ فرماتے۔ کبھی کبھار میں دیکھتا کہ دائیں ہاتھ کو بائیں پر باندھتے تھے۔''

(المُعجم الکبیر للطّبراني : 74/20)

جھوٹی روایت ہے۔

① نعمان بن نعیم غیر معروف ہے۔

② خصیب بن جحدر کوفی ''متروک وکذاب'' ہے۔

③ محمد بن حسن قرشی ملقب بہ محبوب متکلم فیہ ہے۔

❀ علامہ سراج الدین علی بن عثمان بن محمد حنفی رحمہ اللہ (۵۷۵ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُرْسِلُ يَدَيْهِ بَعْدَ التَّكْبِيرِ، بَلْ يَأْخُذُهُمَا.

''تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھوں کو نہیں چھوڑے گا، بلکہ پکڑ لے گا۔''

(الفتاوی السّراجية، ص 10)

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۳۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: سورت سجدہ میں سجدہ تلاوت کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: سورت سجدہ میں سجدہ تلاوت ہے، اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔

✿ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْفُقَهَاءُ مُجْمِعُونَ عَلَى السُّجُودِ فِي سُورَةِ تَنْزِيلٍ .

”فقہا کا اجماع ہے کہ سورت تنزیل (سجدہ) میں سجدہ تلاوت مشروع ہے۔“

(شرح صحيح البخاري : 54/3)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

✿ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْعَيْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ، وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ .

”نظر آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہنڈیاں میں داخل کر دیتی ہے۔“

(الكامل لابن عدي : 148/8، حلية الأولياء لأبي نعيم : 90/7، مسند الشهاب للقضاعي : 1057)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

② معاویہ بن ہشام کثیر الخطا اور وہمی راوی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

③ شعیب بن ایوب کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَهٗ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ .

''شعیب بن ایوب کی ایک منکر حدیث ہے۔''

(میزان الاعتدال : 2/275)

سوال: کیا نمازی سلام کا جواب دے سکتا ہے؟

جواب: جو شخص نماز پڑھ رہا ہو، اسے سلام کہا جا سکتا ہے، البتہ وہ سلام کا جواب بول کر نہیں دے گا، بلکہ ہاتھ، انگلی یا سر کے اشارے سے جواب دے گا، اس سے نماز میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کئی احادیث، آثار سلف اور اجماع اُمت اس پر دلیل ہیں۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَأَتَيْتُهٗ وَهُوَ يُصَلِّي عَلٰى بَعِيرِهٖ فَكَلَّمْتُهٗ، فَقَالَ لِي بِيَدِهٖ هٰكَذَا ـوَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ بِيَدِهِـ ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ فَقَالَ لِي هٰكَذَا۔ فَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ أَيْضًا بِيَدِهٖ نَحْوَ الْأَرْضِ۔ وَأَنَا أَسْمَعُهٗ يَقْرَأُ، يُومِءُ بِرَأْسِهٖ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ : مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أَرْسَلْتُكَ لَهٗ؟ فَإِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أُكَلِّمَكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بنو مصطلق کی طرف بھیجا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر (نفلی) نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ پر سلام کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے جواب لوٹایا (زہیر راوی نے ہاتھ سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اشارہ کر کے دکھایا)، میں نے پھر آپ ﷺ کو سلام کہا، آپ ﷺ نے پھر ہاتھ کے اشارے سے جواب دیا (زہیر نے اپنا ہاتھ زمین کی طرف جھکایا)، میں آپ ﷺ کی قراءت سن رہا تھا، آپ ﷺ اپنے سر کے ساتھ اشارہ فرما رہے تھے۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا، میں نے آپ کو جس کام کے لیے بھیجا تھا، اس کا کیا کِیا؟ مجھے سلام بالتلفظ سے نماز مانع تھی۔''

(صحيح البخاري : 1217، صحيح مسلم : 540، واللّفظ لهٗ)

ثابت ہوا کہ نمازی کو سلام کہنا اور اس کا اشارے سے جواب لوٹانا جائز ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ مَنْ سُلِّمَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَرَدَّ إِشَارَةً أَنَّهٗ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ ...... وَأَكْثَرُهُمْ يُجِيزُونَ رَدَّ السَّلَامِ إِشَارَةً بِالْيَدِ لِلْمُصَلِّي .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جسے حالت نماز میں سلام کہا گیا اور اس نے اشارے سے جواب دے دیا، تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔...... اکثر اہل علم نماز کے لیے ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینے کو جائز قرار دیتے ہیں۔''

(الاستذكار : 314/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ مَنْ سُلِّمَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي لَا يَرُدُّ كَلَامًا وَكَذٰلِكَ أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مَنْ رَدَّ إِشَارَةً أَجْزَأَهُ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جسے حالت نماز میں سلام کہا جائے، تو وہ بول کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب نہیں دے گا، نیز اس پر بھی اہل علم کا اجماع ہے کہ جو اشارے سے سلام کا جواب دے، اس کا جواب ہو جائے گا، نیز اس پر کوئی گناہ نہیں۔“

(التّمهيد : 109/21)

سوال: حرم میں موجود درختوں کو کاٹنا کیسا ہے؟

جواب: حرمین؛ حرم کعبہ اور حرم مدینہ کی حرمت ہے، ان میں موجود درخت کو کاٹنا، کانٹے کو اکھاڑنا اور ان میں موجود شکار کو بھگانا سب حرام اور ناجائز ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَتَلَتْ هُذَيْلٌ رَجُلًا مِّنْ بَنِي لَيْثٍ بِقَتِيلٍ لَّهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ فَقَالَ : إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَّكَّةَ الْقَتْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهٗ وَالْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ وَّإِنَّهَا سَاعَتِي هٰذِهٖ حَرَامٌ لَّا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ وَّمَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، إِمَّا أَنْ يُقَادَ وَإِمَّا أَنْ يُّفَادٰى، فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ أَبُو شَاهٍ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ اكْتُبْ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخَرَ، فَإِنَّا نَجْعَلُهٗ فِي مَسَاكِنِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ رَسُولُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِلَّا الْإِذْخَرَ إِلَّا الْإِذْخَرَ .

''جب مکہ فتح ہوا، تو بنو ہذیل اپنے ایک مقتول کی وجہ سے بنولیث کے ایک آدمی سے لڑ پڑے، رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی، تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مکہ میں قتال منع فرما دیا ہے اور اپنے رسول اور مؤمنین کو اس پر قابض بنا دیا، مجھ سے پہلے کسی کے لیے (اس میں قتال) حلال نہیں کیا گیا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لیے (اس میں قتال) حلال ہے، میرے لیے بھی دن کے کچھ حصے میں (قتال) حلال کیا گیا ہے، اس وقت اس کی حرمت برقرار ہے، چنانچہ اس کا درخت کاٹا جائے، نہ ہی اس کے کانٹے توڑے جائیں، نہ ہی اس کی گمشدہ چیز اٹھائی جائے، صرف وہ اٹھا سکتا ہے جس نے اعلان کرنا ہو، جس کا کوئی (آدمی) قتل کر دیا جائے، تو اسے دیت یا قصاص میں سے ایک بہتر چیز اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ یمن کا ایک ابوشاہ نامی شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! مجھے (یہ باتیں) لکھ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوشاہ کو لکھ کر دیں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! اذخر گھاس کو مستثنیٰ کر دیجئے، کیوں کہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں پر ڈالتے ہیں۔ فرمایا: اذخر (گھاس) مستثنیٰ ہے، اذخر (گھاس) مستثنیٰ ہے۔''

(صحيح البخاري : 2434، صحيح مسلم : 1355، المُنتقىٰ لابن الجارود : 508)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

’’رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے دونوں پتھریلے میدانوں کی درمیانی زمین کو حرم قرار دیا ہے، نہ اس کے درخت کاٹے جائیں اور نہ اس کے شکار کو بھگایا جائے۔‘‘

(صحیح البخاري : 1873، صحیح مسلم : 1372، المُنتقٰی لابن الجارود : 511)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى تَحْرِيمِ قَطْعِ شَجَرِ الْحَرَمِ .

’’اہل علم کا اجماع ہے کہ حرم کے درخت کاٹنا حرام ہے۔‘‘

(الإجماع : 215، الإشراف : 400/3، الإقناع : 242/1)

سوال: بعض کسان اپنی گندم کی اس صورت میں خرید وفروخت کرتے ہیں کہ کھڑی تیار فصل کا اندازہ لگاتے ہیں، پھر اسے غلے کے عوض فروخت کر دیتے ہیں، مثلاً ایک ایکڑ تیار کھڑی گندم دے کر بدلے میں چالیس من اناج لے لیتے ہیں، اس طرح کھڑی فصل کی اناج کے بدلے خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں خرید وفروخت جائز نہیں، اسے بیع محاقلہ کہتے ہیں، یہ ناجائز سودا ہے۔ جب جنس ایک ہو، تو اس کی خرید وفروخت میں برابری ضروری ہے، ورنہ سود ہوگا۔ جبکہ مذکورہ صورت میں برابری ہونا ممکن نہیں، کیونکہ سٹھوں میں موجود گندم کا اندازہ لگایا جاتا ہے، جس میں کم یا زیادہ کا امکان ہے۔ اس لیے اس سے منع کر دیا گیا، بیع محاقلہ بالاجماع ممنوع ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَقَالَ الْآخَرُ : بَيْعِ السِّنِينَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَعَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا .

’’رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ اور معاومہ (کئی سالوں کی بیع) سے منع فرمایا ہے۔ ایک راوی کے الفاظ ہیں: کئی سالوں کی بیع اور بیع میں استثنا سے منع فرمایا ہے، البتہ ’عرایا‘ (اندازہ کرنے) کی رخصت دی ہے۔‘‘

(صحیح مسلم : 1536، المُنتقٰی لابن الجارود : 598)

قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَجُوزُ بَيْعُ الزَّرْعِ قَبْلَ حَصْدِهٖ بِالطَّعَامِ .

’’اہل علم کا اجماع ہے کہ کاٹنے سے پہلے (سٹھوں میں موجود) دانوں کی غلے (کی صورت میں موجود دانوں) کے بدلے میں خرید و فروخت جائز نہیں۔‘‘

(إکمال المُعلِم : 174/5)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

سیدنا عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ أَنَّ رَجُلًا يَخِرُّ عَلٰى وَجْهِهٖ، مِنْ يَوْمِ وُلِدَ إِلٰى يَوْمِ يَمُوتُ، هَرَمًا فِي مَرْضَاةِ اللّٰهِ، لَحَقَّرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

’’اگر ایک آدمی اپنی پیدائش سے لے کر بڑھاپے میں وفات تک اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لیے سجدہ میں پڑا رہے، تو روز قیامت وہ اس عمل کو بھی معمولی ہی سمجھے گا۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 185/4، مسند الشّاميين للطّبراني : 1138، حِلية الأولياء لأبي نعيم : 219/5)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: سند ضعیف ہے۔

① بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتے ہیں، لہٰذا حدیث کے صحیح ہونے کے لیے سند کے آخر تک سماع کی تصریح چاہیے۔

کہا جاتا ہے کہ بقیہ بن ولید کی بحیر بن سعد سے روایت صحیح ہے، کیونکہ ان کے پاس بحیر کا نسخہ موجود تھا۔ یہ روایت بھی بقیہ عن بحیر سے ہے، لہٰذا صحیح ہے۔

عرض ہے کہ یہ ثابت نہیں کہ بقیہ کے پاس بحیر بن سعد کی کوئی کتاب تھی۔

الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: (۲/۲۶۴) کے حوالے سے کہنا کہ بقیہ کے پاس بحیر بن سعد کی کتاب تھی، صحیح نہیں، کیوں کہ اس کی سند میں امام ابن عدی کے استاذ فضل بن عبداللہ بن سلیمان مجہول ہیں، کسی سے توثیق ثابت نہیں۔

اسی بنیاد پر حافظ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ نے یہ دعویٰ کیا بقیہ کی بحیر بن سعد سے روایت سماع پر محمول ہے۔ جس بنیاد پر یہ کہا گیا، وہ ہی ضعیف ہے۔

لہٰذا یہ ثابت نہیں کہ بقیہ بن ولید کے پاس بحیر کی کوئی کتاب تھی۔

② خالد بن معدان کا سیدنا عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

فائدہ:

اس طرح کی روایت سیدنا محمد بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے موقوف ثابت ہے، ملاحظہ ہو:

❀ سیدنا محمد بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَوْ أَنَّ عَبْدًا خَرَّ عَلٰى وَجْهِهٖ مِنْ يَوْمِ وُلِدَ، إِلٰى أَنْ يَمُوتَ هَرَمًا فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، لَحَقَّرَهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ، وَلَوَدَّ أَنَّهٗ رُدَّ إِلَى الدُّنْيَا كَيْمَا يَزْدَادَ مِنَ الْأَجْرِ وَالثَّوَابِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر ایک آدمی اپنی پیدائش سے لے کر بڑھاپے میں وفات تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں سجدہ میں پڑا رہے، تو روز قیامت وہ اس نیکی کو بھی معمولی سمجھے گا اور خواہش کرے گا کہ اسے دنیا میں لوٹایا جائے، تا کہ وہ اور زیادہ اجر وثواب کمالے۔''

(مسند الإمام أحمد : 185/4 ، حلية الأولياء لأبي نعيم : 133/5 ، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا مردوں کے لیے حرام اور ناجائز ہے، مرد کے لیے ضروری ہے کہ اس کا تہبند، شلوار، چادر اور پائجامہ وغیرہ ٹخنوں سے اوپر ہو۔ عورتوں کو حکم ہے کہ ان کے ٹخنے ڈھانپے ہوئے ہونے چاہییں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ .

''ٹخنوں کے نیچے جسم کا وہ حصہ جہاں تہ بند پہنچے، وہ آگ میں جلے گا۔''

(صحيح البخاري : 5787)

❀ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ قَالَ :فَقَرَاَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارًا، قَالَ اَبُو ذَرٍّ : خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”روز قیامت اللہ تین لوگوں سے کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ اُن کا تزکیہ فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا، سیدنا ابوذر نے عرض کیا: وہ تو ناکام ونامراد ہوگئے، یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ازار (ٹخنے سے نیچے) لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم سے سودا بیچنے والا۔“

(صحیح مسلم: 106)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ أَنَّ هٰذَا مَمْنُوعٌ فِي الرِّجَالِ خَاصَّةً دُونَ النِّسَاءِ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا صرف مردوں کے لیے ممنوع ہے، عورتوں کے لیے نہیں۔“

(إكمال المُعلِم: 598/6)

سوال: کیا نماز جنازہ کے لیے وضو شرط ہے؟

جواب: نماز جنازہ بھی نماز ہے اور ہر نماز کے لیے وضو شرط ہے، لہٰذا نماز جنازہ کے لیے باوضو ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر جنازہ نہیں۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْفُقَهَاءُ مُجْمِعُونَ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ عَلٰى خِلَافِ قَوْلِهٖ، فَلَا يُلْتَفَتُ إِلٰى شُذُوذِهٖ .

”سلف اور خلف میں فقہا کا شعبی رحمہ اللہ کے مؤقف (کہ نماز جنازہ کے لیے وضو شرط نہیں) کے خلاف پر اجماع ہے، لہٰذا شعبی رحمہ اللہ کے شاذ قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(شرح صحيح البخاري : 305/3)

سوال: بعض کہتے ہیں کہ چاندی کی انگوٹھی پہننا صرف حاکم وقت کے لیے جائز ہے، ہر مرد کے لیے نہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: چاندی کی انگوٹھی پہننا اُمت کے تمام مردوں کے لیے جائز ہے، کئی احادیث اور اُمت کا اجماع اس پر واضح دلیل ہیں۔ انگوٹھی پہننے کو صرف حاکم یا سلطان کے ساتھ خاص کرنا بلا دلیل ہے۔

❁ محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عَلَى الصَّلْتِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَاتَمًا فِي خِنْصَرِهِ الْيُمْنٰى، فَقُلْتُ : مَا هٰذَا؟ قَالَ : رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَلْبَسُ خَاتَمَهٗ هٰكَذَا، وَجَعَلَ فَصَّهٗ عَلٰى ظَهْرِهَا، قَال : وَلَا يَخَالُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِلَّا قَدْ كَانَ يَذْكُرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهٗ كَذَالِكَ .

''میں نے صلت بن عبداللہ بن نوفل بن عبدالمطلب رحمہ اللہ کو دائیں چھنگلی میں انگوٹھی پہنے دیکھا، تو پوچھا: یہ کیا؟ فرمانے لگے: میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے دیکھا، آپ نگینے کا رخ باہر کو رکھتے تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔''

(سنن أبي داود : 4229، سنن التّرمذي : 1742، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''حسن'' کہا ہے۔

(سنن التّرمذي، تحت الرقم : 1742)

❁ نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهٗ فِي يَدِهِ الْيُسْرٰى .

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔“

(سنن أبي داود : 4228، وسندہٗ صحیحٌ)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ غیر حاکم کے لیے بھی انگوٹھی پہننا جائز ہے، کیونکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، صلت بن عبداللہ رحمہ اللہ اور دیگر صحابہ وتابعین انگوٹھی پہنا کرتے تھے، حالانکہ وہ حاکم وقت نہ تھے۔

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى جَوَازِ اتِّخَاذِ خَوَاتِمِ الْوَرَقِ لِلرِّجَالِ جَمِيعًا، لَا مَا ذُكِرَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الشَّامِ مِنْ كَرَاهَتِهِمْ لُبْسَهٗ لِغَيْرِ ذِي سُلْطَانٍ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ چاندی کی انگوٹھی پہننا سارے کے سارے مردوں کے لیے جائز ہے، اس کے برعکس اہل شام میں سے بعض سے مروی یہ بات درست نہیں ہے کہ حاکم وقت کے علاوہ ہر مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننا مکروہ ہے۔“

(إكمال المُعلِم : 606/6)

سوال: کیا نماز جنازہ کے لیے قبلہ رخ ہونا ضروری ہے؟

جواب: نماز جنازہ میں بھی رو بہ قبلہ ہونا ضروری ہے۔ یہ کہنا کہ نماز جنازہ دعا ہے، لہٰذا دعا کے لیے قبلہ رخ ہونا مستحب ہے، ضروری نہیں، درست بات نہیں۔ نماز جنازہ نماز بھی ہے اور دعا بھی، بہر حال اس کے لیے قبلہ رخ ہونا ضروری ہے، نبی کریم ﷺ، صحابہ اور سلف اُمت قبلہ رخ ہی نماز جنازہ پڑھتے تھے، نیز اس پر اہل علم کا اجماع بھی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

✿ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّهَا لَا تُصَلّٰى إِلَّا إِلَى الْقِبْلَةِ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ نماز جنازہ رو بہ قبلہ ہی ادا کی جائے گی۔''

(شرح صحيح البخاري: 305/3)

✿ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَلّٰى عَلٰى تِسْعِ جَنَائِزَ جَمِيعًا جَعَلَ الرِّجَالَ يَلُونَ الْإِمَامَ وَالنِّسَاءَ يَلُونَ الْقِبْلَةَ فَصَفَّهُمْ صَفًّا وَّوُضِعَتْ جِنَازَةُ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنٍ لَّهَا يُقَالُ لَهٗ زَيْدٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَصُفَّا جَمِيعًا وَّالْإِمَامُ يَوْمَئِذٍ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَفِي النَّاسِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ وَّأَبُو قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَوُضِعَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ فَقَالَ رَجُلٌ: فَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ فَنَظَرْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَّأَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقُلْتُ: مَا هٰذَا فَقَالُوا: هِيَ السُّنَّةُ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نو (۹) آدمیوں کی نماز جنازہ اکٹھی ادا کی، مردوں کو امام کی طرف اور عورتوں کو قبلہ کی طرف رکھا، لوگوں کی صفیں بنوائیں۔ (اسی طرح) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے زید کا جنازہ رکھا گیا اور دونوں پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکٹھی صفیں بنائی گئیں، اس دن امامت کے فرائض سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیے، (جنازہ پڑھنے والے) لوگوں میں سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابوسعید، سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ بچے کو امام کی جانب رکھا گیا۔ ایک آدمی (عمار مولیٰ حارث) کہتا ہے: میں نے اسے غلط قرار دیتے ہوئے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، ابو ہریرہ، ابوسعید اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھ کر کہا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ سنت ہے۔''

(سنن النّسائي : 1980، المُنتقٰی لابن الجارود : 545، سنن الدّارقطني : 79/2، 80، السّنن الکبرٰی للبیهقي : 33/4، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔ اس کی سند کو حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع : ٥/٢٢٤) نے ''حسن''، جبکہ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر : ٥/٣٨٥) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التّلخیص الحبیر : ٢/١٤٦) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

مندرج بالا روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبلہ رخ نماز جنازہ پڑھتے تھے۔

سوال: گائے کو ذبح کیا جائے گا یا نحر کیا جائے گا؟

جواب: گائے کو ذبح کرنا بھی جائز ہے اور نحر بھی۔ اس پر کتاب وسنت میں دلائل موجود ہیں، نیز اہل علم کا اجماع بھی ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً﴾ (البقرۃ : ٦٧)

''یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔''

❀ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نَحَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ، وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بَكْرٍ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً فِي حَجَّتِهِ .

''رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے (اور ابن ابی بکر کی روایت میں ہے: کہ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے حج میں گائے نحر کی۔''

(صحیح مسلم : 1319)

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْبَقَرُ فَالْأَئِمَّةُ مُجْمِعُونَ عَلٰى جَوَازِ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ فِيهَا .

''ائمہ کرام رحمہم اللہ کا اجماع ہے کہ گائے کو نحر کرنا بھی جائز ہے اور ذبح بھی۔''

(شرح صحیح البخاري : 421/5، التّوضیح لابن الملقّن : 469/26)

سوال: اگر کوئی طلاق کی نیت سے اپنی زبان میں بیوی کو کوئی جملہ بولے، مثلاً اردو زبان میں کہے کہ ''تم میری طرف سے فارغ ہو۔'' یا کہے: ''میں تیرے لیے فیصلہ کرتا ہوں۔'' یا اس طرح کا کوئی جملہ بولے اور وہ ان الفاظ سے طلاق مراد لے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: طلاق ہر زبان میں ہو جاتی ہے، اگر طلاق کے صریح الفاظ بولے جائیں، تو نیت نہ بھی کرے، تب بھی طلاق ہو جاتی ہے، اگر وہ ایسے جملے بولے، جن میں طلاق ہونے یا نہ ہونے کا احتمال ہے، تو اس صورت میں شوہر کی نیت اور ارادہ دیکھا جائے گا، اگر وہ جملہ بولتے وقت اس نے طلاق کا ارادہ کیا تھا، تو طلاق واقع ہو جائے گا، ورنہ نہیں۔

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعُلَمَاءُ مُجْمِعُونَ أَنَّ الْعَجَمِيَّ إِذَا طَلَّقَ بِلِسَانِهِ وَأَرَادَ الطَّلَاقَ أَنَّهُ يَلْزَمُهُ؛ لِأَنَّهُمْ وَسَائِرُ النَّاسِ فِي أَحْكَامِ اللّٰهِ سَوَاءٌ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اہل علم کا اجماع ہے کہ عجمی (غیر عربی) جب اپنی زبان میں طلاق دے اور طلاق کا ارادہ بھی کرے، تو طلاق ہو جائے گی، کیونکہ عجمی اور دیگر تمام لوگ احکام الٰہیہ میں برابر ہیں۔''

(شرح صحيح البخاري : 417//7، التّوضيح لابن الملقِن : 294/25)

سوال: بعض کہتے ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام کو تخلیق کے بعد اس جنت میں نہیں ٹھہرایا گیا، جو آسمانوں پر ہے اور جس میں روز قیامت مؤمن داخل ہوں گے، بلکہ اس سے مراد دنیا کا کوئی باغ ہے، اس کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کے قصہ کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام اور سیدہ حواء علیہا السلام کو حکم دیا کہ وہ جنت میں سکونت اختیار کریں۔ یہ جنت وہی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے نیکو کاروں کے لیے تیار کر رکھا ہے اور روز قیامت اس میں داخل کیے جائیں گے۔ یہی جنتِ خلد ہے، اس پر اہل سنت والجماعت کا اجماع واتفاق ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا﴾(البقرة : ٣٥)

''ہم نے کہا، اے آدم! تو اور تیری زوجہ جنت میں رہو، اس میں جہاں سے جی چاہے خوب کھاؤ۔''

جب آدم علیہ السلام نے ممنوعہ درخت کھایا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین پر اتارا، یہ بھی دلیل ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام جس جنت میں رہے، وہ آسمان پر ہے، تب ہی تو زمین پر اتارا ہے، اگر پہلے ہی زمین پر تھے، تو اتارنے کا کیا معنی؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا آدم علیہ السلام کو اسی جنت میں ٹھہرایا گیا تھا، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں آسمانوں میں ہے اور غلطی کے بعد اسی جنت سے نکال کر زمین پر اُتارا گیا تھا۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَهْلُ السُّنَّةِ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّ جَنَّةَ الْخُلْدِ هِيَ الَّتِي أُهْبِطَ مِنْهَا آدَمُ، فَلَا مَعْنٰى لِقَوْلِ مَنْ خَالَفَهُمْ.

''اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ ہمیشہ کی جنت سے مراد وہی جنت ہے، جس سے آدم علیہ السلام کو (زمین پر) اتارا گیا، لہٰذا اہل سنت کے مخالفین کے قول کی کوئی حیثیت نہیں۔''

(شرح صحيح البخاري : 321/10، شرح مسلم للنّووي : 31/13، شرح المِشكاة للطّيبي : 2635/8، التّوضيح لابن المُلَقّن : 168/30، مِرقاة المَفاتيح لملا علي القاري الحنفي : 2465/6)

قرآن اور حدیث میں کہیں ذکر نہیں کہ آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ حواء علیہا السلام کو زمین کے کسی خاص باغ میں ٹھہرایا گیا تھا۔ بغیر دلیل کے اس جنت کو دنیا کا کوئی خاص باغ قرار دینا، اللہ تعالیٰ پر افترا ہے اور اسلاف اُمت کے متفقہ عقیدہ سے انحراف ہے۔

سوال: عدت میں نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: عدت میں نکاح جائز نہیں، اگر کوئی عدت میں نکاح کر لے، تو نکاح باطل ہوگا، دونوں کے درمیان جدائی کرائی جائے گی۔ اس پر کتاب وسنت کے دلائل اور اُمت کا اجماع دلیل ہیں۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الْعُلَمَاءَ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّ النَّاكِحَ فِي الْعِدَّةِ يَفْسَخُ نِكَاحُهُ وَيُفَرَّقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ عدت میں نکاح کرنے والے کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے، دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائے گی۔''

(شرح صحيح البخاري : 489/7، التّوضيح لابن الملقِن : 508/25)

سوال: عاشوراء کے روزے کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: عاشوراء دس محرم کا روزہ مشروع و مستحب ہے۔

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَخْتَلِفُ الْعُلَمَاءُ أَنَّ يَوْمَ عَاشُورَاءَ لَيْسَ بِفَرْضٍ صِيَامُهُ وَلَا فَرْضَ إِلَّا صَوْمُ رَمَضَانَ .

''اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ عاشوراء کا روزہ فرض نہیں ہے، فرض صرف رمضان کے روزے ہیں۔''

(التّمهيد : 203/7)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

الْعُلَمَاءُ مُجْمِعُونَ عَلَى اسْتِحْبَابِهِ وَتَعْيِينِهِ لِلْأَحَادِيثِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ عاشوراء کا روزہ مستحب و متعین ہے، اس پر کئی احادیث مبارکہ ہیں۔''

(شرح مسلم : 5/8، التّوضيح لابن الملقن : 532/13)

❀ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے بر سر منبر بیان کیا کہ میں نے رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

هٰذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ، وَأَنَا صَائِمٌ، فَمَنْ شَاءَ، فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ، فَلْيُفْطِرْ .

''یہ عاشوراء کا دن ہے، اللہ نے اس دن کا روزہ فرض نہیں کیا۔ جو چاہتا ہے، روزہ رکھ لے، جو چاہتا ہے، روزہ چھوڑ دے، البتہ میں روزے سے ہوں۔''

(صحيح البخاري : 2003، صحيح مسلم : 1129)

❀ سیدنا ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عاشوراء کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ .

''یہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔''

(صحيح مسلم : 1162)

سوال: کیا قرآن میں پندرہ سجدے ہیں؟

جواب: قرآن کریم میں پندرہ سجدے ہیں۔

❀ علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ مُجْمِعُونَ عَلَى اخْتِلَافٍ بَيْنَهُمْ أَنَّهٗ لَا يُزَادُ عَلٰى خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً .

''(سجدہ تلاوت کے بارے میں) اہل علم کا باہم اختلاف کے باوجود اس پر اجماع ہے کہ قرآن میں پندرہ سے زائد سجدے نہیں ہیں۔''

(التّوضيح : 392/8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سوال): مسجد میں نوافل ادا کرنا کیسا ہے؟

(جواب): مسجد میں سنتیں اور نوافل ادا کیے جا سکتے ہیں، البتہ گھر میں نوافل ادا کرنا افضل اور مستحب ہے۔

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلَّذِي عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ أَنَّهٗ لَا بَأْسَ بِالتَّطَوُّعِ فِي الْمَسْجِدِ لِمَنْ شَاءَ إِلَّا أَنَّهُمْ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّ صَلَاةَ النَّافِلَةِ فِي الْبُيُوتِ أَفْضَلُ .

''اہل علم کا مذہب ہے کہ جو چاہتا ہے، وہ مسجد میں نوافل ادا کر سکتا ہے، البتہ اس پر اہل علم کا اجماع ہے کہ نفل نماز گھر میں ادا کرنا افضل ہے۔''

(الاستذکار : 326/2)

(سوال): نماز جنازہ کا انکار کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز جنازہ بالاجماع فرض کفایہ ہے، کتاب وسنت اور اجماع میں اس کا ثبوت ہے، اس کا کلی طور پر انکار کرنے والا کافر ہے، کیونکہ وہ کئی نصوص اور اجماع اُمت کا انکار کر رہا ہے۔

❀ علمائے احناف کا فتویٰ ہے:

يُكَفَّرُ مُنْكِرُهَا لِأَنَّهٗ أَنْكَرَ الْإِجْمَاعَ .

''نماز جنازہ کا منکر کافر ہے، کیونکہ اس نے اجماع اُمت کا انکار کیا ہے۔''

(الدر المختار، ص 119، حاشية الطّحطاوي، ص 580)

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۳۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا بے ہوشی سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: پاگل پن کا دورہ پڑے یا بے ہوش ہو جائے، تو وضوٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ اس دوران اس کی عقل زائل ہو چکی ہے، اسے خبر نہیں کہ اس کا وضو باقی رہا یا نہیں، لہٰذا آفاقہ ہونے پر جب بھی نماز پڑھے گا، تو وضو کرے گا۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ مُجْمِعُونَ عَلٰى إِيجَابِ الْوُضُوءِ عَلٰى مَنْ زَالَ عَقْلُهٗ بِجُنُونٍ أَوْ أُغْمِيَ بِمَرَضٍ إِذَا أَفَاقَ عَلٰى أَيِّ حَالٍ كَانَ ذٰلِكَ مِنْهُ.

”اہل علم کا اجماع ہے کہ پاگل پن یا کسی مرض میں بے ہوشی کی وجہ سے جس کی عقل زائل ہو جائے، تو آفاقہ ہونے پر اس پر وضو واجب ہے، خواہ عقل کسی طرح بھی زائل ہوئی ہو۔“

(الأوسط: 143/1)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کو ”شے“ کہہ سکتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کو ”شے“ کہہ سکتے ہیں، خود اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو ”شے“ سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تعبیر کیا ہے، نیز اس پر اہل علم کا اجماع بھی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو ''شے'' کہنے سے اس کا جسم ہونا لازم نہیں آتا، وہ ہر تشبیہ اور تمثیل سے پاک ہے، وہ ''شے'' ہے، جیسے اس کی شان کے لائق ہے، اس کی ذات باکمال اور باصفات ہے اور وہ ہر لحاظ سے بے نظیر ہے اور تشبیہ وتعطیل سے منزہ ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ﴾

(الأنعام : ١٩)

''(اے نبی! ان سے) پوچھئے کہ گواہی کے اعتبار سے سب سے بڑی شے کون سی ہے، کہہ دیجئے کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔''

❀ حافظ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ (٦٢٨ھ) فرماتے ہیں:

وَجَدْنَا اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ قَدْ سَمّٰى نَفْسَهٗ شَيْئًا فِي نَصِّ كِتَابِهٖ حَيْثُ يَقُولُ : ﴿قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً﴾، فَدَلَّ بِذٰلِكَ عَلٰى أَنَّهٗ شَيْءٌ، وَهُوَ إِجْمَاعُ الْأُمَّةِ .

''ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں واضح طور پر خود کو ''شے'' کہا ہے، فرمان الٰہی ہے: ﴿قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً﴾ ''(اے نبی! ان سے) پوچھئے کہ گواہی کے اعتبار سے سب سے بڑی شے کون سی ہے؟'' یہ آیت دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ شے ہے، اس پر اُمت کا اجماع ہے۔''

(الإقناع : 37)

سوال: استنجاء میں پانی استعمال کرنا بہتر ہے یا ڈھیلے استعمال کرنا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: استنجاء میں پانی سے صفائی بھی حاصل کی جاسکتی ہے اور ڈھیلوں سے بھی، اس بارے میں توسع ہے، البتہ پانی سے استنجاء کرنا بہتر ہے، کیونکہ اس میں صفائی زیادہ بہتر طریقہ سے حاصل ہو جاتی ہے۔

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ، يَخْتَارُونَ الْاِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، وَإِنْ كَانَ الْاِسْتِنْجَاءُ بِالْحِجَارَةِ يُجْزِئُ عِنْدَهُمْ، فَإِنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْاِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، وَرَأَوْهُ أَفْضَلَ، وَبِهٖ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ .

''اہل علم کے ہاں اسی حدیث پر عمل ہے، وہ پانی سے استنجاء کرنے کو اختیار کرتے ہیں، اگرچہ ان کے نزدیک استنجاء میں ڈھیلے استعمال کرنا بھی جائز ہے، وہ پانی سے استنجاء کرنے کو مستحب اور افضل سمجھتے ہیں۔ امام سفیان ثوری، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 19)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْفُقَهَاءَ الْيَوْمَ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّ الْاِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَأَنَّ الْأَحْجَارَ رُخْصَةٌ وَتَوْسِعَةٌ وَأَنَّ الْاِسْتِنْجَاءَ بِهَا جَائِزٌ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اس وقت فقہائے اُمت کا اجماع ہے کہ پانی سے استنجاء کرنا زیادہ بہتر اور زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے، ڈھیلوں سے استنجاء کرنے میں رخصت اور توسع ہے، نیز ڈھیلوں سے استنجاء کرنا سفر وحضر میں جائز ہے۔''

(الاستذکار: 214/1)

استنجاء میں ڈھیلے استعمال کرنا بالاجماع جائز ہے، اس پر متواتر احادیث موجود ہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ يُجْزِئُ فِيهِمَا الْاِسْتِجْمَارُ بِالْأَحْجَارِ كَمَا تَوَاتَرَتْ بِهِ السُّنَّةُ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْمَاءِ، وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى جَوَازِ الْاِسْتِجْمَارِ

''پانی موجود ہونے کے باوجود پیشاب اور پاخانہ میں پتھروں سے استنجا کرنا جائز ہے، اس بارے میں متواتر احادیث مروی ہیں، نیز ڈھیلوں سے استنجاء کرنے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 167/22)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا مالک بن نضلہ جشمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا قَشِفُ الْهَيْئَةِ، فَقَالَ: هَلْ لَكَ مَالٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: مِنْ أَيِّ الْمَالِ؟ قَالَ: قُلْتُ: مِنْ كُلِّ الْمَالِ مِنَ الْإِبِلِ وَالرَّقِيقِ وَالْخَيْلِ وَالْغَنَمِ، فَقَالَ: إِذَا آتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں پراگندہ حالت میں تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ کے پاس مال ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: کس طرح کا مال ہے؟ عرض کیا: ہر طرح کا مال ہے، اونٹ، غلام، گھوڑے، بکریاں۔ فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال دے رکھا ہے، تو پھر اس کا اثر آپ (کے لباس اور ہیئت) پر نظر آنا چاہیے۔“

(مسند الإمام أحمد : 473/3، سنن أبي داود : 4063، سنن النّسائي : 5224، سنن التّرمذي : 2006)

جواب: اس کی سند صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٥٤١٦) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (٦٥) نے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

سوال: کیا وضو میں آنکھوں کے اندرونی حصہ کو دھونا ضروری ہیں؟

جواب: وضو میں چہرے میں ظاہر حصے کو دھونا ضروری ہے، آنکھوں کے اندر چھینٹے مارنا یا آنکھوں کے اندرونی حصہ کو گیلا کرنا ضروری نہیں۔

❀ امام شافعی رحمہ اللہ (٢٠٤ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ أَعْلَمْ مُخَالِفًا فِي أَنَّ الْوَجْهَ الْمَفْرُوضَ غَسْلُهُ فِي الْوُضُوءِ مَا ظَهَرَ دُونَ مَا بَطَنَ وَأَنْ لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ أَنْ يَغْسِلَ عَيْنَيْهِ وَلَا أَنْ يَنْضَحَ فِيهِمَا .

”میرے علم کے مطابق اس بارے میں اختلاف کرنے والا کوئی نہیں کہ وضو کرتے ہوئے چہرے میں جس حصے کو دھونا فرض ہے، اس سے مراد ظاہری

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حصہ ہے، نہ کہ اندرونی، نیز آدمی کے لیے آنکھیں دھونا اور ان میں چھینٹے مارنا ضروری نہیں۔“

(الأمّ:1/39)

امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

إِجْمَاعُ جَمِيعِهِمْ عَلٰى أَنَّ الْعَيْنَيْنِ مِنَ الْوَجْهِ، ثُمَّ هُمْ مَعَ إِجْمَاعِهِمْ عَلٰى ذٰلِكَ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّ غُسْلَ مَا عَلَاهُمَا مِنْ أَجْفَانِهِمَا دُونَ إِيصَالِ الْمَاءِ إِلٰى مَا تَحْتَ الْأَجْفَانِ مِنْهُمَا مُجْزِئٌ .

”تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ آنکھیں چہرے میں داخل ہیں، پھر اس اجماع کے ساتھ ساتھ ان کا اس پر بھی اجماع ہے کہ آنکھوں کے اوپر پلکوں کو دھو لینا اور پلکوں کے نیچے (آنکھوں کے اندر) تک پانی نہ پہنچانا جائز ہے۔“

(تفسير الطّبري: 8/180)

حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَجِبُ غَسْلُ دَاخِلِ الْعَيْنِ بِالْاِتِّفَاقِ .

”آنکھ کے اندرونی حصہ کو دھونا بالاتفاق واجب نہیں۔“

(المَجموع: 1/369)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وضو کا طریقہ بالتفصیل منقول ہے، ان میں سے کسی نے آنکھوں کے اندرونی حصہ کو نہیں دھویا، نہ آنکھوں میں چھینٹے مارے اور نہ اس کا حکم دیا۔ یہ بھی دلیل ہے کہ وضو میں آنکھوں کے اندر پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

البتہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے غسل جنابت میں آنکھوں میں چھینٹے مارنا ثابت ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(موطأ الإمام مالك : 45/1، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ حمران بن ابان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ : مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِيهِمَا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

”میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، انھوں نے تین مرتبہ ہاتھوں پر پانی ڈال کر دھویا، پھر تین مرتبہ کلی کی اور ناک (میں پانی ڈال کر) جھاڑا، پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا، پھر تین مرتبہ دایاں ہاتھ کہنی تک دھویا، پھر اسی طرح بایاں ہاتھ دھویا، سر کا مسح کیا، تین مرتبہ دایاں پاؤں ٹخنے تک دھویا، اسی طرح بایاں پاؤں دھویا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرح وضو کرنے کے بعد فرمایا: جس نے میری طرح وضو کیا، پھر دو رکعتیں (تحیۃ الوضو) اس طرح ادا کیں کہ اپنے خیالات میں مگن نہ ہوا، تو اس کے سابقہ سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

(صحيح البخاري : 159، صحيح مسلم : 226، المنتقٰى لابن الجارود : 67)

❀ عبد خیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دَخَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الرَّحَبَةَ بَعْدَمَا صَلَّى الْفَجْرَ فَجَلَسَ فِي الرَّحَبَةِ ثُمَّ قَالَ لِغُلَامٍ لَهٗ : ائْتِنِي بِطَهُورٍ فَجَاءَ ہُ الْغُلَامُ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَّطَسْتٍ، قَالَ عَبْدُ خَيْرٍ : وَنَحْنُ جُلُوسٌ نَنْظُرُ إِلَيْهِ فَأَخَذَ بِيَمِينِهِ الْإِنَاءَ فَأَكْفَأَ عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ أَخَذَ الْإِنَاءَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى الْإِنَاءَ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ فَعَلَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ عَبْدُ خَيْرٍ : كُلُّ ذٰلِكَ لَا يُدْخِلُ يَدَهٗ فِي الْإِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فِي الْإِنَاءِ فَمَلَأَ فَمَهٗ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى الْمِرْفَقِ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى الْمِرْفَقِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فِي الْإِنَاءِ حَتّٰى غَمَرَهَا الْمَاءُ ثُمَّ رَفَعَهَا بِمَا حَمَلَتْ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ مَسَحَهَا بِيَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا مَرَّةً، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُمْنٰى فَغَسَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ صَبَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى فَغَسَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِيَدِهِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْيُسْرٰى ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فِي الْإِنَاءِ فَمَلَأَهَا مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ شَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ : هٰذَا طُهُورُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى طُهُورِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهٰذَا طُهُورُهُ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نماز فجر ادا کرنے کے بعد رحبہ (کوفے کا ایک مقام) میں گئے، وہاں بیٹھ کر اپنے غلام سے پانی منگوایا، غلام پانی کا ایک برتن اور ایک طشت لے کر آیا، عبد خیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم بیٹھ کر دیکھ رہے تھے کہ آپ نے دائیں ہاتھ سے برتن پکڑ کر بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو دھویا، دوبارہ پھر آپ نے دائیں ہاتھ سے برتن پکڑا اور بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھوں کو دھویا، سہ بارہ پھر آپ نے دائیں ہاتھ سے برتن پکڑ کر بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو دھویا، چنانچہ آپ نے تین مرتبہ ہاتھ دھوئے، عبد خیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب تک آپ نے تین مرتبہ ہاتھ دھو نہ لیے ان کو برتن میں داخل نہ کیا، پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا، منہ بھر کے کلی کی، ناک میں پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے تین مرتبہ ناک صاف کیا، پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا، پھر تین مرتبہ دایاں ہاتھ کہنی تک دھویا، پھر تین مرتبہ بایاں ہاتھ کہنی تک دھویا، پھر دایاں ہاتھ پانی والے برتن میں اچھی طرح ڈبو کر پانی سمیت باہر نکالا اور بائیں ہاتھ سے ملا کر دونوں ہاتھوں سے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا، پھر دائیں پاؤں پر پانی ڈال کر تین مرتبہ اسے بائیں ہاتھ سے دھویا، پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پاؤں پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانی ڈال کر اسے بائیں ہاتھ سے تین مرتبہ دھویا، پھر دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا اور اسے پانی سے بھر کر پی لیا، پھر فرمایا: نبی کریم ﷺ اسی طرح وضو کیا کرتے تھے۔ جو نبی کریم ﷺ کا وضو دیکھنا پسند کرتا ہو، تو وہ یہی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 1/135-154، سنن أبي داوٗد: 112، سنن النّسائي: 91، المنتقٰی لابن الجاورود: 68، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۴۷) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۰۵۶) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ أَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِمَسْنُونٍ فِي وُضُوءٍ وَلَا غُسْلٍ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفْعَلْهُ، وَلَا أَمَرَ بِهٖ، وَفِيهِ ضَرَرٌ.

''صحیح بات یہی ہے کہ آنکھوں کے اندرونی حصہ کو دھونا نہ وضو میں مسنون ہے اور نہ غسل میں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے نہ خود ایسا کیا اور نہ اس کا حکم دیا، نیز اس میں (آنکھوں کے لیے) ضرر بھی ہے۔''

(المُغني: 1/80)

تنبیہ:

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا تَوَضَّأْتُمْ، فَأَشْرِبُوا أَعْيُنَكُمْ مِنَ الْمَاءِ، وَلَا تَنْفُضُوا أَيْدِيَكُمْ مِنَ الْمَاءِ؛ فَإِنَّهَا مَرَاوِحُ الشَّيْطَانِ.

''جب آپ وضو کریں، تو پانی سے آنکھیں تر کر لیا کریں، ہاتھوں سے پانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مت جھاڑا کریں، کیونکہ یہ شیطان کے پنکھے ہیں۔''

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم: 506/1، كتاب المَجروحين لابن حبان: 203/1)

روایت جھوٹی ہے۔

① بختری بن عبید ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نُسْخَةً فِيهَا عَجَائِبُ.

''یہ اپنے باپ کے واسطہ سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک نسخہ (کتاب) بیان کرتا ہے، جس میں منکر روایات ہیں۔''

(كتاب المَجروحين: 203/1)

یہ روایت بھی اسی واسطہ سے ہے، لہٰذا منکر ہے۔

② عبید بن سلمان کلبی کی توثیق نہیں۔

❁ اسے امام ابو حاتم اور امام دارقطنی رحمہما اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم: 501/1، سنن الدّارقطني: 102/1)

③ عبید کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع بھی ثابت نہیں ہو سکا۔

❁ اس روایت کو امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم: 501/1)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال: 238/2)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(ميزان الاعتدال: 299/1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(فتح الباري :362/1)

❁ اس کی ایک دوسری سند بھی ہے۔

(صفة التّصوف لابن طاهر، نقلاً عن التّلخيص الحبير لابن حجر :296/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس سند کو ''مجہول'' کہا ہے۔کیونکہ اس میں مجہول راوی ہیں۔

سوال: بعض لوگ مادہ جانور کے تھنوں میں دودھ روک لیتے ہیں، تاکہ زیادہ دودھ والا جانور لگے اور زیادہ قیمت میں فروخت ہو، ایسا کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی بکری، گائے یا اونٹنی وغیرہ کو بیچنے کے ارادے سے خریدار کو دودھ زیادہ باور کروانے کے لیے ایک دو دن تھنوں میں دودھ روکے، تو یہ کام بالاجماع ناجائز و حرام اور دھوکا ہے۔

❁ علامہ ابن ہبیرہ رحمہ اللہ (۵۶۰ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَجُوزُ تَصْرِيَةُ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ لِلْبَيْعِ تَدْلِيسًا عَلَى الْمُشْتَرِي .

''ائمہ کا اجماع ہے کہ خریدار کو دھوکہ دیتے ہوئے (اچھی قیمت میں) فروخت کرنے کے لیے اونٹنی، گائے اور بکری کا دودھ روکنا جائز نہیں۔''

(اختلاف الأئمة العُلماء :385/1)

❁ علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ التَّصْرِيَةَ حَرَامٌ .

''جانور کے تھنوں میں دودھ روکنے کی حرمت پر کوئی اختلاف نہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(إحكام الأحكام : 112/2)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلْكُلُّ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّ التَّصْرِيَةَ حَرَامٌ وَغِشٌّ وَخُدَاعٌ .

”تمام فقہا کا اجماع ہے کہ دودھ روکنا حرام، دھوکہ اور فراڈ ہے۔“

(عمدة القاري : 272/11)

یہ اقدام اس جانور کو عیب دار بنا دیتا ہے، اگر کوئی غلطی سے ایسا جانور خرید لے اور بعد میں اسے جانور کا وہ عیب پتہ چل جائے، تو شریعت نے اسے اجازت دی ہے کہ تین دن کے اندر اندر لوٹا سکتا ہے، لیکن جب جانور واپس کرے گا، تو جو دودھ پیا ہے، اس کے عوض ایک صاع (دو سیر چار چھٹانک) کھجور دے گا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَإِنَّهٗ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْتَلِبَهَا، إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ، وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ .

”(خریدار کو دھوکا دینے کے لیے) اونٹنی اور بکری کا دودھ نہ روکیں، جو ایسا جانور خرید لے، وہ دو باتوں میں سے ایک کا اختیار رکھتا ہے، چاہے اسے اپنے پاس رکھ لے اور چاہے مالک کو واپس کر دے، ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے۔“

(صحيح البخاري : 2148، صحيح مسلم : 1524)

❁ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

مَنِ ابْتَاعَ شَاةً مُّصَرَّاةً فَهُوَ فِيهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا، وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا، وَرَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ، لَا سَمْرَاءَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جو دودھ روکی ہوئی بکری خرید لے، وہ تین دن تک (واپس کرنے کا) اختیار رکھتا ہے اور اگر اس نے بکری واپس کرنی ہو، تو اس کے ساتھ ایک کھجور کا صاع بھی دے، نہ کہ گندم کا۔“

سوال: کتنی مقدار شراب پینے پر حد واجب ہوتی ہے؟

جواب: جس چیز کی زیادہ مقدار نشے پیدا کرے، اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے، لہٰذا جس نے معمولی مقدار میں بھی شراب پی، اس پر شراب کی حد واجب ہوگی، خواہ اسے شراب پینے سے نشہ آئے یا نہ آئے۔ جب شہادتوں یا اقرار سے ثابت ہو گیا کہ فلاں کی شراب پی ہے، تو اس پر بہر صورت حد نافذ ہوگی۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ مُجْمِعُونَ مِنْ صَدْرِ الْإِسْلَامِ إِلَى الْيَوْمِ أَنَّ الْحَدَّ وَاجِبٌ فِي قَلِيلِ الْخَمْرِ وَكَثِيرِهَا إِلَّا إِذَا كَانَتْ خَمْرَ عِنَبٍ عَلٰى مَنْ شَرِبَ شَيْئًا مِنْهَا فَأَقَرَّ بِهٖ أَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ بِأَنَّهٗ شَرِبَهَا لَا يَخْتَلِفُونَ فِي ذٰلِكَ .

”شروع اسلام سے آج تک کے اہل علم کا اجماع ہے کہ شراب کی مقدار کم ہو یا زیادہ ہو، اس کی معمولی مقدار پینے پر بھی حد واجب ہوگی، بشرطیکہ وہ شراب انگور کی بنائی گئی ہو (جمہور اہل علم کے نزدیک انگور کے علاوہ بھی شراب حرام ہے۔) وہ خود اقرار کر لے، یا اس پر گواہی مل جائے کہ اس نے شراب پی ہے۔ اس بارے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں۔“

(الاستذکار: 10/8)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۞ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ يُحَدُّ شَارِبُهَا قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا لِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ .

”قلیل مقدار میں شراب پیئے یا کثیر مقدار میں، بہر صورت اسے حد لگائی جائے گی، کیونکہ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔“

(بدائع الصّنائع : 113/5)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى تَحْرِيمِ شُرْبِ الْخَمْرِ وَأَجْمَعُوا عَلٰى وُجُوبِ الْحَدِّ عَلٰى شَارِبِهَا سَوَاءٌ شَرِبَ قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا .

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ شراب پینا حرام ہے، نیز اجماع ہے کہ شراب پینے والے پر حد واجب ہے، خواہ وہ زیادہ مقدار میں شراب پیئے یا کم مقدار میں۔“

(شرح مسلم : 217/11)

۞ علامہ ابن رسلان رحمہ اللہ (۸۴۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى وُجُوبِ الْحَدِّ عَلٰى شَارِبِهَا سَوَاءٌ شَرِبَ قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا وَلَوْ قَطْرَةً وَاحِدَةً .

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ شراب پینے والے پر حد واجب ہے، خواہ وہ قلیل مقدار پیئے یا کثیر، اگرچہ ایک قطرہ بھی پیئے۔“

(شرح أبي داود : 172/15)

سوال: کیا اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: اعتکاف الگ عبادت ہے اور روزہ الگ۔ اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں، اگر کوئی روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتا، تو وہ اعتکاف کرسکتا ہے۔

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهٗ : أَوْفِ بِنَذْرِكَ .

”انہوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا، تو آپ نے انہیں فرمایا: اپنی نذر پوری کریں۔“

(صحيح البخاري : 6697، صحيح مسلم : 1656، المُنتقى لابن الجارود : 941)

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْاِعْتِكَافَ جَائِزٌ لِغَيْرِ الصَّوْمِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ بغیر روزے کے بھی اعتکاف جائز ہے۔“

(أعلام الحديث : 990/2)

سوال: قتل خطا میں دیت کیا ہے؟

جواب: آزاد مرد کے قتل خطا کی دیت سو اونٹ ہے۔ سو اونٹ کے برابر قیمت بھی ادا کی جاسکتی ہے، عورت کے قتل خطا پر نصف دیت یعنی پچاس اونٹ یا اس کے برابر قیمت ادا کی جائے گی۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ دِيَّةَ الرَّجُلِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اہل علم کا اجماع ہے کہ آدمی (کے قتل) کی دیت سو اونٹ ہے۔“

(الإجماع : 668)

❀ علامہ ماوردی رحمہ اللہ (۴۵۰ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الدِّيَةُ مِنَ الْإِبِلِ فَمُقَدَّرَةٌ بِمِائَةِ بَعِيرٍ وَرَدَتْ بِهَا السُّنَّةُ، وَانْعَقَدَ عَلَيْهَا الْإِجْمَاعُ.

”(قتل خطا میں مرد کی) دیت اونٹوں میں سو اونٹ مقرر ہے، اس پر احادیث وارد ہوئی ہیں اور اسی پر اجماع منعقد ہوا ہے۔“

(الحاوِي الكبير : 12/226)

فائدہ:

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا إِنَّ كُلَّ مَأْثُرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تُعَدُّ وَتُدْعٰى مِنْ دَمٍ أَوْ مَالٍ تَحْتَ قَدَمَيَّ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سِقَايَةِ الْحَاجِّ وَسِدَانَةِ الْبَيْتِ، ثُمَّ قَالَ : أَلَا إِنَّ دِيَةَ الْخَطَإِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ، أَوِ الْعَصَا مِائَةٌ مِّنَ الْإِبِلِ، مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا.

”سن لیں! ہر وہ خون (حسب ونسب) یا مال یا کوئی بھی کام جو زمانہ جاہلیت میں بطور فخر سمجھا جاتا تھا، میرے قدموں کے نیچے ہے (اسکی کوئی اہمیت نہیں) بجز حاجیوں کو پانی پلانے اور اس کے گھر کی حفاظت کرنے کے۔ پھر فرمایا: سن لیں! قتل خطا جو کوڑے اور لاٹھی سے ہو، کی دیت سو اونٹ ہے، ان میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چالیس حاملہ (اونٹنیاں) ہوں گی۔“

(سنن أبي داوٗد : 4547، 4548، سنن النّسائي : 4797، سنن ابن ماجه : 2627، المنتقیٰ لابن الجارود : 773، سنن الدّارقطني : 105,104/3)

روایت ضعیف ہے۔ عقبہ بن اوس کا سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

امام ابن غلابی رحمہ اللہ (۲۴۶ھ) فرماتے ہیں:

يَزْعُمُونَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ أَوْسٍ السُّدُوسِيَّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، إِنَّمَا يَقُولُ : قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو .

”محدثین کہتے ہیں کہ عقبہ بن اوس سدوسی نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں کیا، عقبہ (بغیر سماع کی صراحت کے) کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا۔“

(سؤالات ابن الجنید، ص 318)

سوال: کیا نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ کی قرأت واجب ہے؟

جواب: ہر نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا واجب ہے، کئی احادیث وآثار اور اسلاف اُمت کے فہم سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

سیدنا ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي، فَقَالَ : أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ : ﴿اسْتَجِيبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾(الأنفال : ٢٤) ثُمَّ قَالَ لِي : لَأُعَلِّمَنَّكَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةً هِيَ أَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْآنِ، قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ، قُلْتُ لَهٗ : أَلَمْ تَقُلْ : لَأُعَلِّمَنَّكَ سُورَةً هِيَ أَعْظَمُ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَالَ : ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾(الفاتحة : ٢) هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِي أُوْتِيْتُهٗ.

''میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے آواز دی، میں جواب نہ دے سکا، نماز کے بعد عرض کیا: اللہ کے رسول! نماز پڑھ رہا تھا۔ فرمایا: کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا؟ 'جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تمہیں اس کام کی طرف بلائیں، جس میں تمہارے لیے زندگی ہے، تو ان کی آواز پر لبیک کہیں۔' پھر فرمایا: مسجد سے نکلنے سے پہلے آپ کو قرآن کی افضل ترین سورت سکھاؤں گا۔ بعد میں جب نبی اکرم ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر جا رہے تھے، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے مجھے سب سے افضل سورت سکھانے کا وعدہ کیا تھا، فرمایا: وہ سورت فاتحہ ہے، یہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے، جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔''

(صحیح البخاري : 4474)

✿ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ أَنَّ الصَّلَاةَ لَا تُجْزِئُ إِلَّا بِهَا، وَأَنَّ قِرَاءَ تَهَا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَاجِبَةٌ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ سورت فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، نیز ہر رکعت میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورت فاتحہ کی قرأت واجب ہے۔“

(أعلام الحديث : 1798/3)

سوال: حاملہ کو طلاق کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی نے بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کیا ہے، جبکہ بیوی حاملہ ہے، تو وہ طلاق دے سکتا ہے، اسے وضع حمل تک رکنے کی ضرورت نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فِي الْحَيْضِ، وَقَالَ الزَّعْفَرَانِيُّ : وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُطَلِّقُهَا وَهِيَ طَاهِرٌ أَوْ حَامِلٌ .

”انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں حکم دیں کہ وہ ان سے رجوع کریں، پھر جب وہ پاک ہو جائیں یا حاملہ ہو جائیں، تو طلاق دیں۔“

(صحيح البخاري : 4908، صحيح مسلم : 1471، المُنتقٰى لابن الجارود : 736)

❀ علامہ مازری مالکی رحمہ اللہ (۵۳۶ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى جَوَازِ طَلَاقِ الْحَامِلِ عَلَى الْإِطْلَاقِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ حاملہ کو طلاق دینا مطلقاً جائز ہے۔“

(المُعلِم بفوائد مسلم : 190/2)

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۳۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا حائضہ علمی مجالس میں شرکت کر سکتی ہے؟

جواب: حائضہ نماز وتلاوت کے علاوہ ہر ذکر کر سکتی ہے، ہر علمی مجلس میں شرکت کر سکتی ہے، درس قرآن وحدیث میں جا سکتی ہے، مجالس ذکر ووعظ میں شامل ہو سکتی ہے، البتہ وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی علمی مجلس مسجد کے علاوہ کسی جگہ پر ہے، تو وہ اس میں شرکت کر سکتی ہے۔

❀ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُّخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى، الْعَوَاتِقَ، وَالْحُيَّضَ، وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ؛ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ، وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِحْدَانَا لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ، قَالَ : لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا .

”رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں دوشیزائیں، حائضہ عورتیں اور پردہ نشین خواتین کو بھی عیدگاہ میں لے کر جائیں، البتہ حائضہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں، جبکہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ عرض

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو؟ فرمایا: اس کی اسلامی بہن اسے اپنی چادر دے دے۔''

(صحيح البخاري :981، صحيح مسلم : 890)

❀ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ الْحَائِضَ لَا تَهْجُرُ ذِكْرَ اللّٰهِ، وَأَنَّهَا تَشْهَدُ مَوَاطِنَ الْخَيْرِ وَمَجَالِسَ الْعِلْمِ، خَلَا أَنَّهَا لَا تَدْخُلُ الْمَسَاجِدَ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ حائضہ ذکر الٰہی ترک نہیں کرے گی، وہ خیر و علم کی مجالس میں شرکت کر سکتی ہے، البتہ مساجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔''

(أعلام الحديث :329/1)

سوال: کیا عورت سے فتویٰ لیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر عورت علم میں پختہ، ماہر اور تجربہ کار ہو، یا ایسی بات کے متعلق فتویٰ لیا جا رہا ہو، جس کے متعلق اس عورت کو زیادہ علم ہے، تو عورت سے فتویٰ لیا جا سکتا ہے۔ بالفاظ دیگر اگر عورت فتویٰ کے قابل ہو، تو اس سے فتویٰ طلب کیا جا سکتا ہے، خواتین بھی فتویٰ لے سکتی ہیں اور مرد بھی۔

❀ کریب مولیٰ ابن عباس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ابن عباس، مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہم نے مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہم سب کا سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعتوں کے بارے پوچھنا اور تصدیق کروانا کہ ہمیں آپ کے متعلق یہ خبر ملی ہے کہ آپ دو رکعت پڑھتی ہیں، جبکہ ہمیں حدیث پہنچی ہے کہ نبی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر ان لوگوں کو مارتا تھا، جو عصر کے بعد نماز پڑھتے تھے۔ تو میں (کریب) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کا پیغام پہنچا دیا، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ لو۔ میں واپس ان (ابن عباس، مسور، عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہم) کے پاس آیا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب سنا دیا، تو انہوں نے مجھے وہی پیغام دے کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیج دیا۔ تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس سے منع کرتے ہوئے بھی سنا، لیکن پھر میں آپ ﷺ کو عصر کے بعد پڑھتے ہوئے بھی دیکھا، رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے، میرے پاس بنو حرام کی کچھ انصاری خواتین بیٹھی ہوئی تھی، میں نے ایک بچی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہو کر کہو: آپ کو ام سلمہ کہتی ہے: اللہ کے رسول! میں نے آپ کو ان دو رکعتوں سے منع کرتے ہوئے سنا تھا، لیکن آپ خود ادا کر رہے ہیں؟ اگر رسول اللہ ﷺ تجھے اشارہ کریں، تو واپس آجانا۔ بچی نے ایسے ہی کیا، رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا، تو بچی پیچھے ہٹ گئی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابوامیہ کی بیٹی! آپ نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے بارے پوچھا ہے، دراصل (نماز ظہر کے بعد) میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ آئے تو انہوں نے مجھے ظہر کے بعد کی دو رکعتوں سے مشغول کر دیا تھا، یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 1233، صحيح مسلم : 834)

✿ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

''مہلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں کئی ایک فقہی مسائل ہیں، مثلاً؛ مسئلہ اسی سے پوچھنا چاہیے، جو اسے سب سے بہتر جانتا ہے۔ اہل علم میں جب اختلاف ہو جائے، تو انہیں اپنے سے بڑے عالم اور فقیہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے، پھر اس کی اقتدا کی جائے اور عمل کیا جائے۔ اس حدیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے علم کی فضلیت کا ثبوت ہے، کیونکہ تینوں صحابہ نے اس مسئلہ کے لیے سب سے پہلے انہیں ہی منتخب کیا تھا۔ بعض نے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود ہی اس مسئلہ کو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا، کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود عصر کے بعد دو رکعت پڑھتی تھی اور یہ بھی جانتی تھی کہ میری طرح ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی اس بات کا علم ہے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر اس وقت نماز پڑھتے بھی دیکھا تھا، لہٰذا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا چاہتی تھی کہ یہ مسئلہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جائے تاکہ میری رائے کی تقویت ہو جائے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان رکعات کی ممانعت بھی وارد تھی، نیز خدشہ تھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی منفرد رائے کو رد نہ کر دیا جائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ثابت ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو رکعتیں میرے گھر میں کبھی بھی ظاہری یا پوشیدہ ترک نہیں کی، آپ انہیں مسجد میں اس لیے ادا نہیں فرماتے کہ یہ امت پر گراں نہ ہو۔'' دو رکعات جو اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ادا کی تھی، یہ وہ رکعتیں نہیں، جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالالتزام عصر کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر ادا فرمایا کرتے تھے، کیونکہ وہ تو ظہر کے بعد والی دو رکعتیں تھی، جنہیں آپ ﷺ نے افضل سمجھتے ہوئے عصر کے بعد ادا کر لیا تھا، اس لیے نہیں کہ یہ واجب تھی، کیونکہ سنن اور نوافل کا جب وقت ختم ہو جائے، تو ان کا اعادہ واجب نہیں ہوتا۔ واللہ ولی التوفیق!''

(شرح صحيح البخاري : 232/3)

سوال: کیا سامان تجارت میں زکوۃ ہے؟

جواب: مال تجارت نصاب (ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت) کو پہنچ جائے اور اس پر سال گزر جائے، تو زکوۃ فرض ہے، اس پر قرآن مجید، اجماع امت اور صحابہ وتابعین کے آثار دلیل ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ، فَيَقُولُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَغِثْنِي، فَأَقُولُ : لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ أَبْلَغْتُكَ .

''میں روز قیامت آپ میں سے کس کو نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر کپڑے لدے ہوئے ہوں اور وہ پھڑ پھڑا رہا ہو اور کہے : اللہ کے رسول! میری مدد کیجیے، تو میں کہوں گا : میں تمہارے لیے کچھ اختیار نہیں رکھتا، میں نے تمہیں (پیغام الٰہی) پہنچا دیا تھا۔''

(صحيح البخاري : 3073، صحيح مسلم :1831، واللّفظ لهٗ)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى زَكَاةِ الْعُرُوضِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ سامان تجارت پر زکوٰۃ ہے۔''

(إكمال المُعلِم : 233/6)

سوال : کیا نماز مکمل کرنے پر ایک ہی سلام پر اکتفا کیا جا سکتا ہے؟

جواب : نماز مکمل کرنے پر ایک ہی سلام پر اکتفا کرنا جائز ہے، ایک سلام پھیرنا واجب ہے، دوسرا مستحب ہے۔ اگر کوئی ایک سلام پر اکتفا کرے، تو اس کی نماز صحیح ہے، محققین علما کا اس پر اجماع ہے۔

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ الَّذِينَ يُعْتَدُّ بِهِمْ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَجِبُ إِلَّا تَسْلِيمَةٌ وَاحِدَةٌ .

''قابل اعتماد اہل علم کا اجماع ہے کہ (نماز میں) صرف ایک سلام پھیرنا واجب ہے۔''

(شرح مسلم : 83/5)

سوال : نماز تراویح با جماعت پڑھنا افضل ہے یا منفرد؟

جواب : جسے قرآن زبانی یاد ہے، اسے چاہیے کہ خود قیام کرے، اس کے لیے یہی بہتر اور افضل ہے۔ البتہ جو عام عوام ہیں، جنہیں قرآن زبانی یاد نہیں، ان کے لیے افضل یہی ہے کہ وہ با جماعت نماز تراویح ادا کریں۔

✿ عبد الرحمٰن بن عبد القاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ : إِنِّي أَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ، لَّكَانَ أَمْثَلَ، ثُمَّ عَزَمَ، فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً أُخْرٰى، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ، قَالَ عُمَرُ : نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ، يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهٗ .

”میں رمضان کی ایک رات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا، لوگ مختلف گروہوں میں منقسم تھے۔کوئی آدمی اکیلا اور کوئی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے مطابق انہیں ایک قاری پر جمع کر دیا جائے، تو بہت اچھا ہو گا۔آپ رضی اللہ عنہ نے عزم مصمم کر لیا اور لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کر دیا۔ایک رات پھر میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا۔لوگ ایک قاری کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تجدید نو کیا خوب ہے! البتہ ان سے وہ افضل ہیں، جو اس وقت سو جاتے ہیں اور آخری پہر قیام کرتے ہیں۔“

(صحيح البخاري : 2010)

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى فِعْلِ صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ بِالْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ لِمَنْ لَا يَكُونُ حَافِظًا لِلْقُرْآنِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یہ دلیل ہے کہ جو قرآن کا حافظ نہ ہو، اس کے لیے افضل یہی ہے کہ وہ نماز تراویح باجماعت ادا کرے۔“

(فضائل الأوقات، تحت الرقم : 123)

سوال: کرامات اولیاء کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اصولی اور اساسی عقیدہ ہے کہ کرامات اولیاء حق ہیں، خرق عادت کام جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو، یہ درحقیقت ولی کے لیے بشارت ہوتی ہے، جو اس کے ایمان کو بڑھاتی ہے، کرامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے کی تکریم اور اپنے دین کی نصرتِ عزیزہ ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت واضح ہوتی ہے۔

کرامت کو دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ علوم ومکاشفات ۲۔ قدرت وتاثیر

علوم ومکاشفات میں ولی کو وہ علم حاصل ہو جاتا ہے، جو دوسروں کو نہیں ہوتا، بعض غیبی امور ولی پر منکشف ہو جاتے ہیں، جو دوسروں پر نہیں ہوتے، اسی طرح اسے وہ قدرت و تاثیر حاصل ہو جاتی ہے جو کسی دوسرے کو نہیں ہوتی۔

کرامات ہر زمانے میں مومنوں کے ہاتھوں ظاہر ہوتی رہی ہیں، قرآن مجید میں اصحاب کہف اور سیدہ مریم کی کرامات کا ذکر ہے، کتب حدیث ان سے لبریز ہیں، فرقہ جہمیہ، فلاسفہ اور معتزلہ ان کا منکر ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس سے ولی اور نبی، جادوگر اور ولی میں مشابہت ہو جاتی ہے، مشابہت والی بات تو نرا شبہہ ہے کیونکہ نبی کریم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، کوئی ولی خود کو نبی نہیں کہتا، جادو شیطانی عمل ہے، جادو کا توڑ ہو جاتا ہے، جب کہ کرامت میں ایسا نہیں ہوتا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرامت پر چند مقدماتی باتیں سمجھ لینی چاہئیں؛

① قبل از نبوت نبی کے ہاتھوں خارق عادت کام کا صدور ارھاص کہلاتا ہے، یہ نبوت کا مقدمہ ہوتا ہے، اصحاب فیل والا واقعہ اس کی دلیل ہے۔

② صلحا اور کمزور لوگوں کی وجہ سے لوگوں کو رزق ملتا ہے، اسے مونت کہتے ہیں۔

③ اہل ضلال میں سے جو جھوٹا مدعی نبوت ہو، اس کے ہاتھوں خرق عادت امور کا ظاہر ہونا اہانت کہلاتا ہے، جیسے مسیلمہ کے ہاتھوں کئی خارق عادت کام ہوئے۔

④ اگر کسی گمراہ اور فاسق و فاجر سے کوئی خارق عادت کام ظاہر ہو، اسے استدراج کہتے ہیں، یہ جادو کی ایک قسم ہے، اسے شعوذت بھی کہتے ہیں۔

کرامات کی اساس و بنیاد ایمان اور تقوی ہوتا ہے اور جو اہل ضلال کے ہاتھوں خارق عادت کام ظاہر ہو، اس کا سبب فسوق وعصیان ہوتا ہے۔

❀ علامہ ابن رشد مالکی رحمہ اللہ (۵۲۰ھ) فرماتے ہیں:

اِنَّ إِنْكَارَهَا، وَالتَّكْذِيبَ بِهَا، بِدْعَةٌ وَضَلَالَةٌ، بَثَّهَا فِي النَّاسِ أَهْلُ الزَّيْغِ وَالتَّعْطِيلِ الَّذِينَ لَا يُقِرُّونَ بِالْوَحْيِ وَالتَّنْزِيلِ، وَيَجْحَدُونَ آيَاتِ الْأَنْبِيَاءِ، وَالْمُرْسَلِينَ، وَلَا يَعْتَقِدُونَ أَنَّ لَهُمْ رَبًّا وَّخَالِقًا يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ، وَيَقْدِرُ عَلٰى مَا أَرَادَ، مِنْ جَمِيعِ الْأَشْيَاءِ كَيْ يُوقِعُوا فِي نُفُوسِ الْجُهَّالِ وَالْأَغْبِيَاءِ إِبْطَالَ مُعْجِزَاتِ الْأَنْبِيَاءِ، مِنْ نَاحِيَةِ إِبْطَالِ كَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ، إِذْ هِيَ مِنْ قَبِيلٍ وَّاحِدٍ، فِي أَنَّهَا لَيْسَتْ مِنْ مَقْدُورَاتِ الْبَشَرِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”کرامات اولیاء کا انکار کرنا اور انہیں جھٹلانا بدعت اور گمراہی ہے، اس بدعت کو گمراہ اور وہ لوگ پھیلاتے ہیں، جو وحی اور قرآن کا اقرار نہیں کرتے اور انبیائے کرام اور رسل عظام علیہم السلام کے معجزات کو جھٹلاتے ہیں، نیز وہ یہ بھی اعتقاد نہیں رکھتے کہ ان کا ایک رب اور خالق ہے، جو جیسے چاہتا ہے کرتا ہے اور ہر شے میں جو کرنے کا ارادہ کرتا ہے، اس پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ (گمراہ) لوگ جہلا اور خبیث لوگوں کے دلوں میں کراماتِ اولیا کے انکار کے ذریعے انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کو باطل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کیونکہ دونوں اس اعتبار سے ایک ہی ہیں کہ یہ انسانی طاقت سے باہر ہوتے ہیں۔“

(مسائل أبي الوليد ابن رشد: 1/509-510)

❁ علامہ سراج الدین علی بن عثمان حنفی رحمہ اللہ (۵۷۵ھ) فرماتے ہیں:

كَرَامَةُ الْأَوْلِيَاءِ حَقٌّ، وَالْوَلِيُّ لَا يَكُونُ أَفْضَلَ مِنَ النَّبِيِّ .

”اولیا کی کرامت حق ہے، ولی نبی سے افضل نہیں ہوتا۔“

(فتاوی السّراجية، ص 70، البحر الرائق لابن نجيم: 8/206)

❁ علامہ ابن مازہ حنفی رحمہ اللہ (۶۱۶ھ) فرماتے ہیں:

كَرَامَةُ الْأَوْلِيَاءِ حَقٌّ .

”اولیاء کی کرامت حق ہے۔“

(المُحيط البُرهاني: 8/454)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

كَرَامَاتُ الْأَوْلِيَاءِ ثَابِتَةٌ، عَلٰى مَا دَلَّتْ عَلَيْهِ الْأَخْبَارُ الثَّابِتَةُ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَالْآيَاتُ الْمُتَوَاتِرَةُ وَلَا يُنْكِرُهَا إِلَّا الْمُبْتَدِعُ الْجَاحِدُ، أَوِ الْفَاسِقُ الْحَائِدُ.

''اولیا کی کرامات ثابت ہیں، اس پر صحیح احادیث، متواتر آیات دلالت کرتی ہیں، ان کا انکار کوئی منکر بدعتی یا گمراہ فاسق ہی کر سکتا ہے۔''

(تفسير القُرطبي: 28/11)

❁ علامہ مظہری حنفی رحمہ اللہ (۷۲۷ھ) فرماتے ہیں:

يَنْبَغِي أَنْ يُعْتَقَدَ أَنَّ كَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ حَقٌّ، وَهِيَ تَتِمَّةُ مُعْجِزَاتِ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ.

''یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اولیاء کی کرامات حق ہیں، یہ انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کا تتمہ ہوتی ہیں۔''

(المَفاتيح في شرح المَصابيح: 71/6)

❁ علامہ تفتازانی حنفی رحمہ اللہ (۷۹۳ھ) فرماتے ہیں:

كَرَامَاتُ الْأَوْلِيَاءِ حَقٌّ، وَالْوَلِيُّ؛ هُوَ الْعَارِفُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَصِفَاتِهٖ، بِحَسْبِ مَا يُمْكِنُ الْمُوَاظِبُ عَلَى الطَّاعَاتِ الْمُجْتَنِبُ عَنِ الْمَعَاصِي، الْمُعْرِضُ عَنِ الْاِنْهِمَاكِ فِي اللَّذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ، وَكَرَامَتُهٗ ظُهُورُ أَمْرٍ خَارِقٍ لِلْعَادَةِ مِنْ قِبَلِهٖ غَيْرَ مُقَارِنٍ لِدَعْوَى النُّبُوَّةِ، فَمَا لَا يَكُونُ مَقْرُونًا بِالْإِيمَانِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ، يَكُونُ اسْتِدْرَاجًا، وَمَا يَكُونُ مَقْرُونًا بِدَعْوَى النُّبُوَّةِ، يَكُونُ مُعْجِزَةً،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالدَّلِيلُ عَلٰى حَقِيقَةِ الْكَرَامَةِ؛ مَا تَوَاتَرَ عَنْ كَثِيرٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، بِحَيْثُ لَا يُمْكِنُ إِنْكَارُهُ.

''اولیاء کی کرامات حق ہیں، ولی وہ ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت رکھتا ہو، حتی الامکان طاعات پر مواظبت کرنے والا ہو اور گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہو، نیز (دنیوی) لذتوں اور شہوتوں میں رغبت سے اعراض برتنے والا ہو۔ ولی کی کرامت سے مراد یہ ہے کہ ولی کی طرف سے خارق عادت کسی کام کا ظاہر ہونا، جبکہ وہ دعویٰ نبوت نہ کرے۔ خارق عادت کام کو ظاہر کرنے والا اگر ایمان والا اور عمل صالح کرنے والا نہ ہو، تو وہ خارق عادت کام استدراج کہلاتا ہے، اگر خارج عادت کام کے ساتھ نبوت کا (سچا) دعویٰ بھی ہو، تو وہ معجزہ کہلاتا ہے۔ کرامت کے ثبوت پر دلیل یہ ہے کہ بہت سارے صحابہ اور بعد والوں سے بعض (خارق عادت) اُمور تواتر کے ساتھ مروی ہیں، جن کا انکار ممکن نہیں۔''

(شرح العقائد النّسفية، ص 92)

✿ علامہ ابو زرعہ ابن العراقی رحمہ اللہ (۸۲۶ھ) فرماتے ہیں:

مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ إِثْبَاتُ كَرَامَاتِ الْأَولِيَاءِ حتّٰى قَالَ أَبُو تُرَابٍ النَّخْشَبِيُّ: مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا فَقَدْ كَفَرَ.

''اہل سنت کا مذہب ہے کہ اولیاء کی کرامات ثابت ہیں، علامہ ابو تراب نخشبی رحمہ اللہ (۲۴۵ھ) نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ جو کرامات اولیاء پر ایمان نہیں رکھتا، وہ کافر ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الغَیْث الهامِع، ص 779)

❀ علامہ بحرق رحمہ اللہ (۹۳۰ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ كَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ حَقٌّ .

''اہل سنت کا اجماع ہے کہ اولیاء کی کرامات حق ہیں۔''

(حدائق الأنوار، ص 136)

❀ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

كَرَامَاتُ الْأَوْلِيَاءِ حَقٌّ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ .

''اہل سنت والجماعت کے نزدیک اولیاء کی کرامات حق ہیں۔''

(الفتاوى الحديثيّة، ص 78)

فائدہ:

❀ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

النَّبِيُّ أَفْضَلُ مِنَ الْوَلِيِّ بِالْإِجْمَاعِ .

''نبی بالاجماع ولی سے افضل ہوتا ہے۔''

(المُفهِم: 315/6)

❀ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ أَفْضَلُ مِنَ الْوَلِيِّ، وَهٰذَا أَمْرٌ مَّقْطُوعٌ بِهٖ عَقْلًا وَّنَقْلًا، وَالصَّائِرُ إِلٰى خِلَافِهٖ كَافِرٌ، فَإِنَّهٗ أَمْرٌ مَعْلُومٌ مِنَ الشَّرَائِعِ بِالضَّرُورَةِ .

''بے شک نبی ولی سے افضل ہوتا ہے، یہ عقلی اور نقلی طور پر قطعی بات ہے۔اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا کافر ہے، کیونکہ یہ عقیدہ شریعت کی بنیادی واَساسی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

باتوں میں سے ہے۔''

(المُفهم : 217/6)

سوال: کیا کسی عورت کو نبوت ملی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیائے کرام اور رسل عظام علیہم السلام کو مبعوث کیا، سب کے سب مرد بشر تھے، کسی عورت کو نبوت یا رسالت عطا نہیں ہوئی۔ کتاب وسنت کے دلائل اسی پر دال ہیں، نیز اُمت کا اجماع بھی اسی کا مؤید ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِي إِلَيْهِمْ فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(الأنبياء : ٧)

''(اے نبی!) آپ سے قبل جتنے انبیا ہم نے بھیجے اور ان کی طرف وحی کی، سبھی مرد تھے۔ اگر آپ کو نہیں معلوم تو اہل ذکر سے پوچھ لیجئے۔''

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾(النّحل : ٤٣)

''(اے نبی!) آپ سے قبل جتنے انبیاء ہم نے بھیجے اور ان کی طرف وحی کی، سبھی مرد تھے۔ اگر آپ کو نہیں معلوم تو اہل ذکر سے پوچھ لیجئے۔''

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ذَكَرَ الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ وَالْقَاضِي أَبُو يَعْلٰى وَأَبُو الْمَعَالِي وَغَيْرُهُمْ : الْإِجْمَاعُ عَلٰى أَنَّهُ لَيْسَ فِي النِّسَاءِ نَبِيَّةٌ وَالْقُرْآنُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالسُّنَّةُ دَلَّا عَلٰى ذٰلِكَ .

”قاضی ابو بکر (ابن باقلانی رحمہ اللہ م: ۴۰۳ھ)، قاضی ابو یعلی (ابن الفراء حنبلی رحمہ اللہ م: ۴۵۸ھ) اور علامہ ابو المعالی (جوینی رحمہ اللہ م: ۴۷۸ھ) وغیرہم نے ذکر کیا ہے: اس پر اجماع ہے کہ عورتوں میں کوئی نبی نہیں ہوئی۔ قرآن وسنت اس پر دال ہیں۔“

(مَجموع الفَتاویٰ: 396/4، الجواب الصّحیح: 349/2)

❁ علامہ کرمانی رحمہ اللہ (۷۸۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ نُقِلَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى عَدَمِ النُّبُوَّةِ لَهُنَّ .

”یقیناً اس پر اجماع نقل کیا گیا ہے کہ عورتوں میں نبوت نہیں ہوئی۔“

(الکَواکب الدّراري: 60/14)

❁ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

نَقَلَ الْعُلَمَاءُ مِنَ الْإِجْمَاعِ عَلٰى عَدَمِ نُبُوَّةِ النِّسَاءِ .

”اہل علم نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ عورتیں نبی نہیں بنیں۔“

(مِرقاة المَفاتیح: 3658/9)

❁ علامہ اسماعیل حقی حنفی (۱۱۲۷ھ) کہتے ہیں:

لَا نُبُوَّةَ فِي النِّسَاءِ بِالْإِجْمَاعِ .

”اس پر اجماع ہے کہ عورتوں میں نبوت نہیں ہوئی۔“

(روح البیان: 32/2)

تنبیہ:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام ابوالحسن اشعری، علامہ ابن حزم، علامہ ابن فورک، علامہ ابوالعباس قرطبی اور علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ وغیرہ کا یہ دعویٰ کہ مریم رحمہا اللہ بھی نبی تھیں، درست نہیں، یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ﴾(المائدة : 75)

”مسیح ابن مریم (علیہما السلام) صرف رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول ہو چکے ہیں، ان کی ماں سچی (عورت) ہیں، دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم رحمہا اللہ کو صدیقہ کہا ہے، اگر وہ نبی یا رسول ہوتیں، تو ان کا تعارف بطور نبی یا رسول کرایا جاتا، جیسا کہ ان کے بیٹے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف بطور رسول کرایا گیا۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ نَقَلَ جَمَاعَةٌ الْإِجْمَاعَ عَلٰى عَدَمِهَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

”(اہل علم کی) ایک بڑی جماعت نے اجماع نقل کیا ہے کہ سیدہ مریم رحمہا اللہ نبی نہیں ہیں، واللہ اعلم!“

(شرح مسلم : 199/15)

سوال: جس کے پیدائشی طور پر سینگ نہ اُگے ہوں، اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: پیدائشی طور پر سینگوں کا نہ ہونا قربانی میں مانع نہیں، ایسے جانور کی قربانی بالاجماع جائز ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ فخر الحسن بن عبدالرحمٰن گنگوہی حنفی رحمہ اللہ (۱۳۱۵ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى جَوَازِ التَّضْحِيَةِ بِالْأَجَمِّ الَّذِي لَمْ يُخْلَقْ لَهٗ قَرْنٌ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ اُگے ہوں، اس کی قربانی جائز ہے۔“

(ما يليق من حل اللُّغات وشرح المشكلات، ص 226)

سوال: سلام کہنے اور اس کا جواب دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سلام میں پہل کرنا سنت ہے، واجب نہیں، اگر سلام کرنے والے جماعت کی شکل میں ہوں، تو ان میں ایک کا سلام کافی ہے، اگر سب ہی لوگ سلام کریں، تو زیادہ بہتر اور افضل ہے۔

جہاں تک سلام کے جواب دینے کی بات ہے، تو جسے سلام کیا جا رہا ہے اگر وہ اکیلا ہے، تو اس کا جواب متعین ہے، اگر پوری جماعت ہے، تو جواب دینا ان سب پر فرض کفایہ ہے، اگر ان میں سے کسی ایک نے بھی جواب دیا، تو باقی لوگوں سے اس فریضہ کی ذمہ داری ساقط ہو جائے گی، اگر کسی نے جواب نہ دیا، تو سبھی لوگ گنہگار ہوں گے، اگر سب نے جواب دے دیا، تو کمال فضیلت ہوگی۔

❁ علامہ ابو عبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الِابْتِدَاءَ بِالسَّلَامِ سُنَّةٌ مُرَغَّبٌ فِيهَا، وَرَدُّهٗ فَرِيضَةٌ، لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾(النّساء : ٨٦)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اہل علم کا اجماع ہے کہ سلام کی ابتدا کرنا سنت مؤکدہ ہے، جبکہ سلام کا جواب لوٹانا فرض ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾(النّساء: ٨٦) ”(اگر آپ کو تحفہ دیا جاتا ہے،) تو اس سے بہتر یا اس جیسا تحفہ لوٹائیں۔“

(تفسير القرطبي: 298/5)

سوال: فرمان باری تعالیٰ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى﴾(بني إسرائيل: ١) ”پاک ہے وہ ذات، جو اپنے بندے کو رات کے ایک حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئی۔“ میں بندے سے مراد کون ہیں؟

جواب: اس آیت میں بندے سے مراد بالاتفاق نبی کریم ﷺ ہیں۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ الْمُرَادَ بِعَبْدِهٖ هَاهُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہاں بندے سے مراد محمد کریم ﷺ ہیں۔“

(زاد المَسير: 8/3)

سوال: ﴿الصَّمَدُ﴾ (اخلاص:٢) سے کیا مراد ہے؟

جواب: علامہ ابو بکر ابن الانباری رحمہ اللہ (۳۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ اللُّغَةِ أَنَّ الصَّمَدَ السَّيِّدُ الَّذِي لَيْسَ فَوْقَهٗ أَحَدٌ تَصْمِدُ إِلَيْهِ النَّاسُ فِي أُمُورِهِمْ وَحَوَائِجِهِمْ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”تمام اہل لغت کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ صمد سے مراد وہ بادشاہ ہے، جس سے بڑا کوئی نہ ہو، لوگ اپنے تمام اُمور اور حاجات میں اسی کے محتاج ہوں۔“

(زاد المَسير لابن الجوزي : 506/4، مَجموع الفتاویٰ لابن تيمية : 216/17)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ﴿الصَّمَدُ﴾ کی تفسیر کرتے ہیں:

الَّذِي يَصْمِدُ إِلَيْهِ النَّاسُ حَوَائِجَهُمْ .

”لوگ اپنی ضروریات میں ہر لحاظ سے جس ذات کے محتاج ہیں۔“

(السُّنّة لابن أبي عاصم : 687، وسندهٗ حسنٌ)

❁ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الصَّمَدُ؛ الدَّائِمُ . ”الصمد سے مراد ہمیشہ رہنے والا ہے۔“

(تفسير الطّبري : 38331، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الصَّمَدُ؛ الَّذِي لَيْسَ بِأَجْوَفَ .

”الصمد وہ ذات ہے، جو کھانے پینے کی محتاج نہ ہو۔“

(السّنّة لابن أبي عاصم : 680، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی بھی یہی تفسیر ہے۔

(تفسير الطّبري : 38311، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الصَّمَدُ الْمُصْمَتُ الَّذِي لَا جَوْفَ لَهٗ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”الصمد وہ بے نیاز ذات ہے، جو کھانے پینے کی محتاج نہ ہو۔“

(تفسیر الطّبري : 38805، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلصَّمَدُ؛ الَّذِي لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُ شَيْءٌ، وَلَمْ يَلِدْ، وَلَمْ يُولَدْ.

”الصمد وہ ہے، جس سے کوئی چیز نہ نکلی ہو، نہ اس نے کسی کو جنا ہو، نہ اسے کسی نے جنا ہو۔“

(تفسیر الطّبري : 38321، وسندهٗ صحیحٌ)

❁ علامہ آلوسی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُعَوَّلُ عَلَيْهِ تَفْسِيرًا بِالسَّيِّدِ الَّذِي يَصْمِدُ إِلَيْهِ الْخَلْقُ فِي الْحَوَائِجِ وَالْمَطَالِبِ، وَتَفْسِيرِهٖ بِالَّذِي لَا جَوْفَ لَهٗ وَمَا عَدَاهُمَا إِمَّا رَاجِعٌ إِلَيْهِمَا أَوْ هُوَ مِمَّا لَا تُسَاعِدُ عَلَيْهِ اللُّغَةُ.

”سب سے معتبر تفسیر یہ ہے کہ صمد سے مراد وہ بادشاہ ہے، جس کی طرف مخلوق حاجات اور ضروریات کے وقت رجوع کرتی ہے۔ اسی طرح اس کی تفسیر ”لا جوف لہ“ سے کرنا بھی درست ہے۔ ان دو تفسیروں کے علاوہ باقی تفاسیر یا تو انہیں دو تفاسیر کی طرف لوٹتی ہیں، یا (وہ ایسی تفسیر ہیں،) جن کی لغت عرب تائید نہیں کرتی۔“

(روح المَعاني : 512/15)

❁❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۳۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ایک عورت کو طلاق ہوئی، عدت کے بعد اس نے دوسری جگہ شادی کر لی، دوسرے شوہر نے بھی طلاق دے دی، تو کیا وہ پہلے شوہر سے دوبارہ شادی کر سکتی ہے؟

جواب: اگر کسی عورت کو طلاق ہوئی، اس نے دوسری جگہ شادی کر لی، دوسرا شوہر فوت ہو گیا یا اس نے طلاق دے دی، تو عدت کے بعد وہ پہلے شوہر سے شادی کر سکتی ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ﴾(البقرة : ۲۳۰)

''اگر وہ (دوسرا شوہر) طلاق دے دے، تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ دوبارہ نکاح کر لیں، اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔''

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْقُرْآنِ أَنَّ الْمُطَلِّقَ هَاهُنَا هُوَ الزَّوْجُ الثَّانِي، وَأَنَّ التَّرَاجُعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الزَّوْجِ الْأَوَّلِ، وَذٰلِكَ نِكَاحٌ مُبْتَدَأٌ.

''اس میں مفسرین کا کوئی اختلاف نہیں کہ یہاں طلاق دینے والے سے مراد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا شوہر ہے اور یہاں باہم لوٹنے سے مراد عورت اور پہلے شوہر کا لوٹنا ہے اور اس کا مطلب نیا نکاح ہے۔“

(زاد المَعاد : 208/5)

سوال: کھیرے بکرے کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: کھیرے بکرے کی قربانی جائز نہیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ .

”دوندا جانور ہی ذبح کریں، تنگی کی صورت میں بھیڑ کی نسل سے جذعہ ذبح کر لیں۔“

(صحیح مسلم : 1963)

تمام اہل لغت کے نزدیک مسنہ کا معنی دوندا ہے۔ بعض اہل علم نے سہولت کے پیش نظر جانور کی عمر بیان کر دی ہے۔ اگر اس عمر کو پہنچ جاتا ہے، مگر دوندا نہیں ہوتا، تو قربانی جائز نہیں۔ اس لیے قربانی میں شرط جانور کے دوندا ہونے کی ہے، نہ کہ عمر کی۔

❁ سیدنا ابو بردہ بن دینار انصاری رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے ہی قربانی کر لی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا، عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے پاس کھیرا بکرا ہے، جو دوندا سے بہتر ہے۔ فرمایا:

اِذْبَحْهَا، وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ .

”آپ اسی کی قربانی کر سکتے ہیں، لیکن کسی اور کے لیے کھیرا بکرا کفایت نہیں کرے گا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 968، صحيح مسلم : 1961)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ العِلْمِ أَنْ لَا يُجْزِءَ الْجَذَعُ مِنَ الْمَعْزِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بکری کی جنس کا ''جذعہ'' قربانی میں کفایت نہیں کرتا۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1508)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى الْأَخْذِ بِحَدِيثِ أَبِي بُرْدَةَ، وَأَنَّهُ لَا يُجْزِئُ الْجَذَعُ مِنَ الْمَعْزِ .

''حدیث ابی بردہ رضی اللہ عنہ پر عمل کرنے پر اہل علم کا اجماع ہے، نیز اجماع ہے کہ بکری کی جنس میں ''جذع'' کی قربانی جائز نہیں۔''

(إكمال المُعلم : 410/6)

❀ علامہ ابن تین رحمہ اللہ (۶۱۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجْمَاعُ عَلٰى أَنَّ الْجَذَعَ مِنَ الْمَعْزِ لَا يُجْزِئُ .

''اس پر اجماع ہے کہ بکری کی جنس میں ''جذع'' کی قربانی جائز نہیں۔''

(التّوضيح لابن الملقّن : 604/26)

سوال: کیا بکری کی قربانی میں شراکت ہوسکتی ہے؟

جواب: بکری کی قربانی میں شراکت نہیں۔ بکری صرف ایک شخص کو کفایت کرتی ہے، البتہ ایک بکری ایک ہانڈی میں کھانے والے کئی افراد خانہ کی طرف سے ہوجاتی ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الشَّاةَ لَا يَجُوزُ الْاِشْتِرَاكُ فِيهَا .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بکری میں شراکت جائز نہیں۔''

(شرح مسلم : 67/9)

سوال: زیادہ سے زیادہ حق مہر کی مقدار کیا ہے؟

جواب: نکاح کے لیے حق مہر ضروری ہے، شریعت نے اس کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ مقدار مقرر نہیں کی، فریقین باہمی رضامندی سے جس شے کو بھی حق مہر مقرر کر لیں، اسے حق مہر بنایا جا سکتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿......وَ آتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا......﴾ (النّساء : ٢٠)

''......اور تم نے بیوی کو ایک خزانہ (بطور مہر) دیا ہو......۔''

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تَزَوَّجَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَمْ أَصْدَقْتَهَا؟ قَالَ : نَوَاةٌ مِّنْ ذَهَبٍ، قَالَ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ : النَّوَاةُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، وَالنَّشُّ عِشْرُونَ دِرْهَمًا وَالْأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا .

''سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری عورت سے شادی کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: آپ نے انہیں مہر کتنا دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا (دیا ہے۔)

ابن نجیح کہتے ہیں: 'نواۃ' پانچ درہم کو کہتے ہیں 'نش' بیس درہم کو اور 'اوقیہ'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چالیس درہم کو کہتے ہیں۔‘‘

(صحيح البخاري : 5167، صحيح مسلم : 1427، المُنتقٰى لابن الجارود : 715)

❁ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ وَحَدِيثُ عَائِشَةَ يَدُلَّانِ عَلٰى أَنَّ الصَّدَاقَ لَا بُدَّ مِنْهُ، وَأَنَّ أَكْثَرَهُ لَا حَدَّ لَهُ، وَلَا خِلَافَ فِيهِمَا .

’’یہ حدیث اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (مسلم : ١٤٢٦) والی حدیث دلیل ہیں کہ (نکاح میں) حق مہر ناگزیر ہے، نیز مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار کی کوئی حد نہیں، ان دونوں باتوں میں (اہل علم کا) کوئی اختلاف نہیں۔‘‘

(المُفهم : 135/4)

سوال: رجعی طلاق میں دوران عدت رجوع پر کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذٰلِكَ﴾(البقرة : ٢٢٨)

’’(طلاق رجعی کی صورت میں) ان کے شوہر انہیں عدت کے اندر اندر لوٹانے کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔‘‘

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (٧٥١ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مَا لَا خِلَافَ فِيهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّهٗ عَنٰى بِهِ الْعِدَّةَ .

’’اس میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ اس سے مراد عدت ہے۔‘‘

(أحكام أهل الذّمة : 676/2)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَلِجُ النَّارَ أَحَدٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، حَتّٰى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ .

''جو بھی اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رو پڑا، وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا، تا آنکہ دودھ تھنوں میں لوٹ آئے۔''

(مسند الإمام أحمد : 505/2)

جواب: سند صحیح ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۱۶۳۳) نے ''حسن صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۴/۲۶۰) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

یہ روایت مرفوع اور موقوف دونوں طرح ثابت ہے۔

سوال: کیا انبیائے کرام علیہم السلام بعثت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے متعلق کفر یا شک کرتے تھے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو معصوم بنایا تھا، وہ بعثت سے قبل بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں شک یا اس کا کفر نہیں کرتے تھے، مسائل توحید سے وہ آگاہ ہوتے تھے، کیونکہ توحید فطرت میں شامل ہے اور انبیائے کرام علیہم السلام پر بعثت سے قبل گو کوئی وحی نہیں آتی تھی، مگر وہ فطرت پر قائم رہتے تھے، لہٰذا وہ باری تعالیٰ کی ذات یا وحدانیت میں کسی شک کا شکار نہیں ہوتے تھے، البتہ احکام الٰہیہ کا علم انہیں بعثت کے بعد ہوتا تھا، اس سے قبل وہ ان احکام سے لاعلم ہوتے تھے۔

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ التَّحْقِيقِ أَنَّهٗ قَبْلَ نُبُوَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ وَسَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ مُنْشَرِحُ الصَّدْرِ بِالتَّوْحِيدِ، وَالْإِيمَانِ بِاللّٰهِ، لَا يَلِيقُ بِهِ الْكُفْرُ وَلَا الشَّكُّ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا الْجَهْلُ بِهِ، وَلَا خِلَافَ فِي عِصْمَتِهِمْ مِنْ ذٰلِكَ.

''محققین اہل علم کے ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نبی کریم ﷺ اور باقی تمام انبیائے کرام علیہم السلام نبوت سے پہلے توحید باری تعالیٰ اور ایمان باللہ کے بارے میں شرح صدر رکھتے تھے، کفر یا توحید وایمان کے متعلق کسی شے میں شک کرنا ان کے لائق نہیں، نہ انہیں اس میں جہالت لاحق تھی، اس بارے میں ان کے معصوم ہونے کی بابت کوئی اختلاف نہیں۔''

(إكمال المعلم :1/481)

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ سے بیس رکعت تراویح پڑھنا ثابت ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے بیس رکعت تراویح قطعاً ثابت نہیں، اس بارے میں مروی ساری کی ساری روایات ضعیف وغیر ثابت ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی رکعات تراویح بمع وتر گیارہ ہوتی تھیں۔

❀ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ کی رمضان میں نماز کیسی تھی؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسَئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسَئَلْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا، قَالَتْ عَائِشَةُ : فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ : يَا عَائِشَةُ، إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي .

''رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے، چار رکعت پڑھتے، ان کا حسن اور ان کی طوالت مت پوچھئے، پھر چار رکعت پڑھتے، طوالت اور حسن میں مثالی، پھر تین وتر پڑھتے۔ میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا: عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا۔''

(صحيح البخاري : 1147، صحيح مسلم : 125/738)

✿ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ ظَاهِرَةٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَمْ يُصَلِّ التَّرَاوِيحَ عِشْرِينَ رَكْعَةً، وَقَدْ أَفْرَدتُّ فِي ذٰلِكَ كُرَّاسَةً .

''اس حدیث میں واضح دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیس رکعت تراویح نہیں پڑھی، اس بارے میں میرا ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔''

(التّوشيخ شرح الجامع الصّحيح : 998/3)

✿ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

لَا مَنَاصَ مِنْ تَسْلِيمِ أَنَّ تَرَاوِيحَهٗ كَانَتْ ثَمَانِيَةَ رَكْعَاتٍ، وَلَمْ يَثْبُتْ فِي رِوَايَةٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهٗ صَلَّى التَّرَاوِيْحَ وَالتَّهَجُّدَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلٰی حِدَةٍ فِي رَمَضَانَ .

”یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی نمازِ تراویح آٹھ رکعت تھی اور کسی ایک روایت سے بھی ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان میں تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ پڑھی ہوں۔“

(العَرف الشّذي :1/166)

سوال: نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا مسنون ہے، اس بارے میں کئی صحیح احادیث موجود ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت یہ نوافل پڑھتے تھے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ الْمُؤَذِّنُ إِذَا أَذَّنَ، قَامَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُونَ السَّوَارِيَ، حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذٰلِكَ، يُصَلُّونَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ شَيْءٌ .

”مؤذن اذان کہتا، تو صحابہ ستونوں کی طرف لپکتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم دو رکعت پڑھ رہے ہوتے کہ رسولِ اکرم ﷺ تشریف لے آتے، ان دنوں اذان اور اقامت کے درمیان زیادہ وقت نہیں ہوتا تھا۔“

(صحيح البخاري : 625، صحيح مسلم : 837)

❁ صحیح مسلم میں ہے:

حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الصَّلَاةَ قَدْ صُلِّيَتْ، مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُّصَلِّيهِمَا .

''اس وقت کوئی مسافر مسجد میں داخل ہوتا، تو نفل پڑھنے والوں کی کثرت دیکھ کر خیال کرتا کہ مغرب کی نماز پڑھی جا چکی ہے۔''

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ لِيُصَلُّوا بِمَا خَلْفَهَا رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ .

''جب مؤذن (مغرب کی) اذان کہتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ستونوں کی طرف لپکتے، تاکہ ان کی اوٹ میں نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھیں۔''

(شرح مُشكل الآثار للطّحاوي :5501، وسندہٗ صحيحٌ)

❀ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ ظَاهِرَةٌ عَلٰى إِثْبَاتِ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ لِقُوَّةِ إِسْنَادٍ وَكَثْرَةِ فِعْلٍ .

''اس حدیث میں واضح دلیل ہے کہ یہ دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے، کیونکہ حدیث کی سند قوی ہے اور یہ عمل بکثرت کیا جاتا تھا۔''

(شرح المِشكاة : 1178/4)

سوال: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل اور سب سے افضل صحابی ہیں، آپ کی فضیلت پر کئی قرآنی آیات اور احادیث موجود ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بالاتفاق سب سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بہترین اور افضل صحابہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بڑا مقام حاصل تھا، آپ کی رائے کو خاص اہمیت دی جاتی تھی۔

❁ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ، قَالَ: فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: فَاسْتَدَرْتُ لَهُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ، فَضَرَبْتُهُ عَلٰى حَبَلِ عَاتِقِهِ، وَأَقْبَلَ عَلَيَّ وَضَمَّنِي ضَمَّةً وَّجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي، فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللّٰهِ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا، وَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَّهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ»، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: فَقُمْتُ، فَقُلْتُ: مَنْ يَّشْهَدُ لِي؟، ثُمَّ جَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَّهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ»، قَالَ: فَقُمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَّشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ الثَّالِثَةَ، فَقُمْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ»، قَالَ: فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: صَدَقَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَبُ ذٰلِكَ الْقَتِيلِ عِنْدِي فَارْضِهٖ مِنْ حَقِّهٖ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : لَاهَا اللّٰهِ إِذَنْ لَا يَعْمِدُ إِلٰى أَسَدٍ مِّنْ أُسُدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهٗ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «صَدَقَ أَعْطِهٖ إِيَّاهُ»، فَأَعْطَانِي، قَالَ : فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهٖ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلَمَةَ، فَإِنَّهٗ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهٗ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ : وَالْمَخْرَفُ : النَّخْلُ .

''ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوہ حنین کے لیے روانہ ہوئے، جب ہم برسر پیکار ہوئے، تو مسلمانوں میں افراتفری پھیل گئی، کہتے ہیں: میں نے ایک مشرک کو دیکھا کہ اس نے ایک مسلمان کو قابو میں لیا ہوا ہے، میں گھوم کر اس کے پیچھے آیا اور اس کی گردن (کے پٹھے) پر تلوار کا وار کیا وہ پلٹ کر میری طرف آیا اور مجھے اتنے زور سے بھینچا کہ مجھے موت کی تلخی یاد آ گئی، پھر اسے موت آ گئی، تو اس نے مجھے چھوڑ دیا، میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہیں کہا: آج لوگوں کو شکست کیوں ہو گئی ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ کہتے ہیں : پھر سب لوگ واپس آ گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما ہوئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کافر کو قتل کیا اور اس کے پاس ثبوت بھی ہو، تو اس مقتول کا مال ومتاع اسی (قاتل) کو ملے گا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں کھڑا ہو گیا، پھر یہ سوچ کر بیٹھ گیا کہ میری گواہی کون دے گا؟ آپ نے (دوبارہ) فرمایا: جس نے کسی کافر کو قتل کیا اور اس کے پاس ثبوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ہو، تو اس مقتول کا مال و متاع اسی (قاتل) کو ملے گا۔ (ابوقتادہ) کہتے ہیں: میں کھڑا ہو گیا اور پھر یہ سوچ کر بیٹھ گیا کہ میری گواہی کون دے گا؟ آپ نے تیسری بار پھر یہی فرمایا: تو میں کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ابوقتادہ! کیا بات ہے؟ کہتے ہیں: میں نے آپ کو پورا واقعہ سنا دیا۔ ایک آدمی کہنے لگا: اللہ کے رسول! یہ سچ کہتا ہے اور اس مقتول کا مال و متاع میرے پاس ہے، آپ ان کو راضی کر دیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو گا، آپ ایسا نہیں کریں گے کہ اللہ کا شیر اللہ اور اس کے رسول کی حمایت میں جہاد کرے اور مال و متاع تجھے دے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا ہے، وہ سامان انہیں (ابوقتادہ کو) دے دیں۔ تو اس نے وہ مال مجھے دے دیا، میں نے ایک زرہ فروخت کر کے (محلّہ) بنوسلمہ میں ایک باغ خرید لیا اور یہ وہ پہلا مال ہے، جو میں نے اسلام میں حاصل کیا۔ مخرف کھجوروں کے باغ کو کہتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 3142، صحيح مسلم : 1571، المُنتقٰى لابن الجارود : 1076)

❀ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلَالَةٌ ظَاهِرَةٌ عَلٰى فَضْلِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَكَانَتِهٖ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ لِإِفْتَائِهٖ بِحَضْرَتِهٖ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَتَصْدِيقِهٖ لَهٗ .

''اس حدیث میں واضح دلیل ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے، نیز آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے یہاں مقام حاصل تھا، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں فتویٰ دیا اور آپ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی تصدیق بھی فرمائی۔“

(شرح المِشكاة : 2759/9)

سوال: کسی کے برے القابات رکھنا کیسا ہے؟

جواب: برے القابات رکھنا ناجائز وحرام ہے، اس میں مسلمان کی تحقیر وتذلیل ہے، جو بالاجماع حرام ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ، وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾(الحُجرات : ١١)

”ایک دوسرے کا بُرا نام مت رکھو، ایمان لانے کے بعد بُرا نام رکھنا گناہ ہے اور (یاد رکھیں کہ) جو توبہ نہ کرے، وہ ظالم ہے۔“

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِي تَحْرِيمِ تَلْقِيبِ الْإِنْسَانِ بِمَا يَكْرَهُهُ سَوَاءً كَانَ فِيهِ أَوْ لَمْ يَكُنْ .

”اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ انسان کو ناپسندیدہ لقب دینا حرام ہے، خواہ وہ (عیب) اس میں موجود ہو یا نہ ہو۔“

(تُحفة المودود، ص 136)

سوال: کیا مسائل توحید میں بھی قیاس جائز ہے؟

جواب: عقیدہ توحید کے مسائل نصوص یعنی کتاب وسنت اور اجماع اُمت سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوتے ہیں، ان میں قیاس جائز نہیں۔ قیاس شرعی مسائل و احکام میں جائز ہے۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ وَسَائِرِ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَهُمْ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْحَدِيثِ فِي نَفْيِ الْقِيَاسِ فِي التَّوْحِيدِ وَإِثْبَاتِهِ فِي الْأَحْكَامِ.

''فقہائے امصار اور تمام اہل سنت فقہا اور محدثین کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ مسائل توحید میں قیاس جائز نہیں، البتہ احکام شرعیہ میں قیاس جائز ہے۔''

(جامع بيان العلم وفضله: 887/2)

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے رشتہ ازدواج کب قائم ہوا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے شادی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کی۔ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔

❁ حافظ مزی رحمہ اللہ (۷۴۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا إِلَّا بَعْدَ مَوْتِ خَدِيجَةَ.

''اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کی۔''

(تهذيب الكمال: 201/35)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مکی دور کی بات ہے، عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اللہ کے رسول! شادی کرنا چاہیں گے؟ فرمایا: کس سے؟ کہنے لگی: کنواری سے کرنی ہے، تو آپ کی مرضی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شوہر دیدہ سے کرنی ہے، تو آپ کی مرضی۔فرمایا: کنواری کون ہے؟ کہنی لگی: یہ اس کی بیٹی ہے، جس سے آپ کو سب سے زیادہ لگاؤ ہے۔میری مراد: ابوبکر کی بیٹی عائشہ! فرمایا: اور شوہر دیدہ؟ کہا: سودہ بنت زمعہ، اچھی بھلی مؤمنہ اور با شرع خاتون ہیں۔فرمایا: جائیں، دونوں سے میرا ذکر کریں۔خولہ گئیں اور پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہوئیں۔میری ماں ام رومان سے ملاقات کی اور کہا: آپ کی تو اللہ نے سن لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عائشہ کے ساتھ نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔میری امی جان فرمانے لگیں: میرا خیال ہے، آپ ذرا رکیے، ابوبکر آتے ہی ہوں گے۔اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔خولہ کہنی لگیں: آپ پر تو اللہ کی رحمت ہو گئی ہے، اللہ کے رسول نے مجھے اپنے لیے عائشہ کا رشتہ لینے کے لیے بھیجا ہے۔ابو جی فرمانے لگے: وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی ہیں، نکاح کیسے ہو سکتا ہے؟ خولہ کہتی ہیں: یہ کہہ کر مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واپس بھیج دیا۔میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساری بات من وعن کہہ دی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں جا کر کہیے کہ ہم ایک دوسرے کے اسلامی بھائی ہیں، لہٰذا عائشہ سے نکاح ہو سکتا ہے۔خولہ نے ابو جی کو ساری بات بتا دی، تو ابو جی فرمانے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیے کہ تشریف لے آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ابو جی نے میرا نکاح کر دیا۔اس وقت میری عمر تقریباً چھ برس تھی۔‘‘

(المُعجم الكبير للطّبراني : 23/23، مسند أحمد : 210/6، حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (3/ 73) نے اسے ’’امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح‘‘ کہا ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری: 7/ 225) نے اس کی سند

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کو ''حسن'' کہا ہے۔

سوال: بعض لوگ قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے، صرف عرش پر نہیں، اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے عرش پر بلند ہے، اس پر اہل سنت والجماعت کا اجماع واتفاق ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات اور رسول اللہ ﷺ کی متواتر احادیث اس پر دلالت کناں ہیں، یہ دلائل محکم اور اپنے معنی میں واضح ہیں۔

بعض لوگ چند آیات سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے، جبکہ ان آیات میں معیت باری تعالیٰ سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم وقدرت ہے، اہل سنت والجماعت نے بالاتفاق ان سے مراد اللہ تعالیٰ کی معیت عامہ یا خاصہ لی ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنِ احْتَجُّوا بِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ﴾ وَبِقَوْلِهٖ: ﴿وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ﴾ وَبِقَوْلِهٖ: ﴿مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوٰى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ﴾ الْآيَةَ وَزَعَمُوا أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي كُلِّ مَكَانٍ بِنَفْسِهٖ وَذَاتِهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، قِيلَ لَهُمْ: لَا خِلَافَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ وَبَيْنَ سَائِرِ الْأُمَّةِ أَنَّهٗ لَيْسَ فِي الْأَرْضِ دُونَ السَّمَاءِ بِذَاتِهٖ فَوَجَبَ حَمْلُ هٰذِهِ الْآيَاتِ عَلَى الْمَعْنَى الصَّحِيحِ الْمُجْتَمَعِ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ أَنَّهٗ فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ مَعْبُودٌ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَفِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْأَرْضِ إِلٰهٌ مَعْبُودٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَكَذٰلِكَ قَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ بِالتَّفْسِيرِ فَظَاهِرُ التَّنْزِيلِ يَشْهَدُ أَنَّهُ عَلَى الْعَرْشِ وَالْاخْتِلَافُ فِي ذٰلِكَ بَيْنَنَا فَقَطْ وَأَسْعَدُ النَّاسِ بِهٖ مَنْ سَاعَدَهُ الظَّاهِرُ، وَأَمَّا قَوْلُهُ فِي الْآيَةِ الْأُخْرٰى ﴿وَفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ﴾ فَالْإِجْمَاعُ وَالْاتِّفَاقُ قَدْ بَيَّنَ الْمُرَادَ بِأَنَّهُ مَعْبُودٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَتَدَبَّرْ هٰذَا فَإِنَّهُ قَاطِعٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَمِنَ الْحُجَّةِ أَيْضًا فِي أَنَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْعَرْشِ فَوْقَ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ أَنَّ الْمُوَحِّدِينَ أَجْمَعِينَ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ إِذَا كَرَبَهُمْ أَمْرٌ أَوْ نَزَلَتْ بِهِمْ شِدَّةٌ رَفَعُوا وُجُوهَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ يَسْتَغِيثُونَ رَبَّهُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَهٰذَا أَشْهَرُ وَأَعْرَفُ عِنْدَ الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ مِنْ أَنْ يَحْتَاجَ فِيهِ إِلٰى أَكْثَرَ مِنْ حِكَايَتِهٖ لِأَنَّهُ اضْطِرَارٌ لَمْ يُؤَنِّبْهُمْ عَلَيْهِ أَحَدٌ وَلَا أَنْكَرَهُ عَلَيْهِمْ مُسْلِمٌ، وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَمَةِ الَّتِي أَرَادَ مَوْلَاهَا عِتْقَهَا إِنْ كَانَتْ مُؤْمِنَةً فَاخْتَبَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ قَالَ لَهَا: أَيْنَ اللّٰهُ، فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ لَهَا: مَنْ أَنَا، قَالَتْ: رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ: أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ، فَاكْتَفٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِرَفْعِهَا رَأْسَهَا إِلَى السَّمَاءِ وَاسْتَغْنٰى بِذٰلِكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَمَّا سِوَاهُ .

''اگر (اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کا انکار کرنے والے) لوگ استدلال میں یہ آیت پیش کریں:﴿وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ﴾ ''اللہ وہ ذات ہے، جو آسمان میں بھی الٰہ ہے اور زمین میں بھی الٰہ ہے۔'' اسی طرح یہ فرمان باری تعالیٰ بھی پیش کرتے ہیں:﴿وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ﴾ ''آسمانوں اور زمین میں وہی (حقیقی) اللہ ہے۔'' نیز اس فرمان باری تعالیٰ سے بھی استدلال کرتے ہیں: ﴿مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوٰى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ﴾ ''تین آدمی جب سرگوشی کر رہے ہوتے ہیں، تو وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے،......'' ان کا خیال ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے ہر جگہ ہوتا ہے۔

تو انہیں جواب دیا جائے گا کہ ہمارے، تمہارے اور تمام اُمتوں کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے صرف زمین میں ہی نہیں ہوتا کہ وہ آسمان میں نہ ہو۔ لہٰذا ان آیات کو اس صحیح معنی پر محمول کریں گے، جس پر اجماع ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں الٰہ ہے اور آسمان والے اس کی عبادت کرتے ہیں، اسی طرح زمین میں الٰہ ہے اور زمین والے اس کی عبادت کرتے ہیں۔ مفسرین نے یہی کہا ہے۔ لہٰذا قرآن کا ظاہر شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، اس بارے میں اختلاف صرف ہمارے درمیان ہے، خوش بخت وہی ہے، جس کی تائید قرآن کا ظاہر کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہا دوسری آیت میں فرمان الٰہی ہے: ﴿وَفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ﴾ ''وہ زمین میں بھی الٰہ ہے۔'' تو اجماع واتفاق نے یہ واضح کر دیا کہ اس سے مراد ہے کہ وہ زمین والوں کا معبود ہے۔ اس پر تدبر کیجیے، ان شاء اللہ یہ تمام اختلافات کو ختم کر دے گی۔ نیز اللہ عزوجل کے ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش پر ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ عرب وعجم کے تمام اہل توحید حاجات اور مصائب کے وقت اپنے چہروں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اور اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہیں۔ یہ ہر خاص وعام کے ہاں مشہور ومعروف ہے، اس بارے میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ یہ ایسی بنیادی ضرورت ہے، جس پر انہیں نہ تو کوئی ڈانٹتا ہے اور نہ کوئی مسلمان ان پر رد کرتا ہے۔ اسی طرح جب ایک آقا نے ارادہ کیا کہ اگر اس کی لونڈی مؤمنہ ہے، تو وہ اسے آزاد کر دے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس (کے ایمان) کی جانچ کرنے کے لیے فرمایا: اللہ کہاں ہے؟ تو اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: میں کون ہوں؟ کہا: اللہ کے رسول، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس لونڈی کو آزاد کر دیں، یہ مؤمنہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کے مؤمنہ ہونے کے لیے) اسی کو کافی سمجھا کہ اس نے اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھایا ہے۔ اور اس جواب کو دیگر (اُمور ایمان) سے کافی جانا۔''

(التّمهيد: 7/133-134)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۳۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اگر صحابی کہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فلاں شے کو حرام قرار دیا۔'' یا کہے کہ ''فلاں شے کا حکم دیا۔'' یا کہے کہ ''فلاں شے کو واجب قرار دیا۔'' وغیرہ، تو اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: اگر صحابی کہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فلاں شے کو حرام قرار دیا۔'' یا کہے کہ ''فلاں شے کا حکم دیا۔'' یا کہے کہ ''فلاں شے کو واجب قرار دیا۔'' وغیرہ، تو یہ مرفوع کے حکم میں ہوگا اور اس سے دلیل پکڑی جائے گی۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُ الصَّحَابِيِّ : «حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ كَذَا» أَوْ «أَمَرَ بِكَذَا» وَ«قَضٰى بِكَذَا» وَ«أَوْجَبَ كَذَا» فِي حُكْمِ الْمَرْفُوعِ اِتِّفَاقًا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَّا خِلَافًا شَاذًّا لَا يُعْتَدُّ بِهٖ وَلَا يُؤْبَهُ لَهٗ، وَشُبْهَةُ الْمُخَالِفِ أَنَّهٗ لَعَلَّهٗ رَوَاهُ بِالْمَعْنٰى فَظَنَّ مَا لَيْسَ بِأَمْرٍ وَلَا تَحْرِيمَ كَذٰلِكَ، وَهٰذَا فَاسِدٌ جِدًّا فَإِنَّ الصَّحَابَةَ أَعْلَمُ بِمَعَانِي النُّصُوصِ وَقَدْ تَلَقَّوْهَا مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ فَلَا يُظَنُّ بِأَحَدٍ مِنْهُمْ أَنْ يُقْدِمَ عَلٰى قَوْلِهٖ : «أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ» أَوْ «حَرَّمَ» أَوْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«فَرَضَ» إِلَّا بَعْدَ سَمَاعِ ذٰلِكَ وَدَلَالَةِ اللَّفْظِ عَلَيْهِ، وَاحْتِمَالُ خِلَافِ هٰذَا كَاحْتِمَالِ الْغَلَطِ وَالسَّهْوِ فِي الرِّوَايَة بَلْ دُونَهٗ فَإِنْ رُدَّ قَوْلُهٗ : «أَمَرَ» وَنَحْوَهٗ بِهٰذَا الْاِحْتِمَال وَجَبَ رَدُّ رِوَايَتِهٖ لِاحْتِمَالِ السَّهْوِ وَالْغَلَطِ وَإِنْ قُبِلَتْ رِوَايَتُهٗ وَجَبَ قَبُولُ الْآخَرِ .

''صحابی کا کہنا کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فلاں شے کو حرام قرار دیا۔'' یا ''فلاں شے کا حکم فرمایا۔'' یا فلاں چیز کا فیصلہ فرمایا۔'' یا فلاں چیز کو واجب کیا۔'' وغیرہ مرفوع کے حکم میں ہے، اس پر اہل علم کا اتفاق ہے، البتہ شاذ اختلاف ہے، جس کی کوئی حیثیت نہیں۔ مخالف کا شبہ یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ صحابی نے روایت بالمعنی کی ہو اور اس نے ایسے کام کو حکم رسول سمجھ لیا ہو، جو حقیقت میں حکم نہیں ہے، اسی طرح اس چیز کو حرام سمجھ لیا ہو، جو دراصل حرام نہیں تھی۔ یہ فاسد ترین شبہ ہے، کیونکہ صحابہ نصوص کے معانی سب سے بہتر جانتے تھے، انہوں نے نصوص رسول اللہ ﷺ کے منہ سے سنی ہوتی تھیں، لہٰذا کسی صحابی کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا ہے کہ جب وہ کہتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فلاں شے کا حکم دیا۔'' یا ''فلاں شے کو حرام قرار دیا۔'' یا ''فلاں شے کو فرض قرار دیا۔'' تو وہ یہ الفاظ اسی وقت بولتے ہیں، جن انہوں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو اور نبوی الفاظ کی دلالت اسی پر ہو۔ اس کے برعکس کسی قسم کا احتمال ظاہر کرنا ایسے ہی ہے کہ جیسے صحابی سے روایت حدیث میں غلطی اور سہو کا احتمال ہے، بلکہ مذکورہ صورت میں غلطی کا احتمال کم ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر قول صحابی: ''رسول اللہ ﷺ نے فلاں شے کا حکم دیا۔'' وغیرہ کو اس احتمال کی وجہ سے رد کر دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے، تو واجب ہے کہ غلطی اور سہو کے احتمال کی وجہ سے اس کی روایت کو بھی رد کر دیا جائے، تو جب روایت کو قبول کرنا واجب ہے، تو اس دوسرے بھی قبول کرنا واجب ہے۔''

(تهذيب السّنن : 9/238-239)

سوال: مشرکوں کے لیے استغفار کرنا کیسا ہے؟

جواب: جو مشرک شرک پر فوت ہو، اس کے لیے استغفار کرنا ممنوع ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأُمِّي فَلَمْ يَأْذَنْ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي .

''میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے لیے استغفار کی اجازت مانگی، تو اس نے مجھے اجازت نہ دی، پھر میں نے ماں کی قبر کی زیارت کے لیے اجازت مانگی، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت دے دی۔''

(صحيح مسلم : 976)

❀ علامہ ابن ہبیرہ رحمہ اللہ (۵۶۰ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ النَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ، وَقَدْ دَلَّتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ، وَهِيَ قَوْلُهُ تَعَالٰى : ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾(التوبة : ١١٣)

''یہ حدیث دلیل ہے کہ مشرکوں کے لیے استغفار کرنا منع ہے، اس پر قرآنی آیت بھی دلالت کرتی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے : ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ ''نبی اور مومنوں کے لیے روا نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں۔''

(الإفصاح : 136/8)

سوال: کیا جنت میں داخل ہونے کے لیے ''پل صراط'' سے گزرنا ضروری ہے؟

جواب: ہر نبی وغیر نبی، ولی، صالح، مسلمان، کافر، جنتی اور جہنمی سب کو پل صراط سے گزرنا پڑے گا، جنت کے داخل ہونے کے لیے بھی پل صراط سے گزرنا ضروری ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا، ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾(مریم : ۷۱-۷۲)

''تم میں سے ہر ایک نے اس پر وارد ہونا ہے، یہ تیرے رب کے ہاں حتمی اور فیصلہ شدہ بات ہے، پھر ہم پرہیزگاروں کو (وہاں سے) بچا لیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرتا چھوڑ دیں گے۔''

جمہور مفسرین کے مطابق اس آیت میں جس جگہ وارد ہونے کا ذکر ہے، وہ ''پل صراط'' ہے۔ صحیح احادیث اسی تفسیر کی تائید کرتی ہیں۔

یہ جہنم کے اوپر ایک پُل ہے، جو بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ (مسلم: ۱۸۳) ہر ایک کو یہاں سے گزرنا ہے، خواہ جنتی ہو یا جہنمی۔ مگر گزرنے کی کیفیت ہر ایک کی اعمال کے مطابق ہوگی، کوئی برق رفتاری سے گزر جائے گا، تو کوئی لڑھکتا ہوا، کوئی جہنم رسید ہو جائے گا۔ سب سے پہلے نبی کریم ﷺ پل صراط سے گزریں گے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

...... يُضْرَبُ جِسْرُ جَهَنَّمَ ...... فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ، وَدُعَاءُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ؛ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ، وَبِهِ كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ؟ قَالُوا : بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ : فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، غَيْرَ أَنَّهَا لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ، فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ، مِنْهُمُ الْمُوبَقُ بِعَمَلِهِ، وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ .

”جہنم پر پل رکھا جائے گا۔......سب سے پہلے میں پل کو عبور کروں گا، اُس دن تمام انبیا یہی پکار رہے ہوں گے: اللہ! سلامتی کا سوال ہے (سلامتی سے گزار دے۔) پل صراط پر سعدان (ایک درخت کا نام) کے کانٹوں کی طرح کانٹے ہوں گے۔ (اے صحابہ!) کیا آپ نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول! فرمایا: پل صراط پر بھی اس طرح کے کانٹے ہوں گے، مگر وہ کتنے بڑے ہوں گے، یہ اللہ ہی جانتا ہے، وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق پکڑیں گے، بعض اپنے (برے) اعمال کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور بعض زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے۔“

(صحيح البخاري : 6573، صحيح مسلم : 182)

❀ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَبْقٰى لِلْجَنَّةِ طَرِيقٌ إِلَّا الصِّرَاطُ، كَمَا دَلَّتْ عَلَيْهِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جنت میں جانے کے صرف پل صراط والا راستہ ہے، جیسا کہ صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں۔“

(المُفهم : 186/7)

سوال: جمعہ فرض کفایہ ہے یا فرض عین؟

جواب: جمعہ پڑھنا ہر بالغ مرد پر فرض عین ہے، البتہ عورتوں اور بیماروں پر جمعہ فرض نہیں، وہ گھر میں ظہر پڑھ سکتے ہیں۔

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

دَلَّتْ عَلَيْهِ النُّصُوصُ وَعَمَلُ الْأُمَّةِ، مِنْ وُجُوبِ الْجُمُعَةِ عَلَى الْأَعْيَانِ.

”نصوص اور اُمت کا عمل دلالت کرتا ہے کہ جمعہ فرض عین ہے۔“

(إحكام الأحكام شرح عُمدة الأحكام : 180/2)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَا يَعُودُ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے، تو رفع الیدین کرتے، پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔“

(أخبار القُضاة لوكيع : 253/3، تاريخ بغداد للخطيب : 254/14)

جواب: سند ضعیف ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

① محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سی ء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

② حکم بن عتیبہ کا عنعنہ ہے۔

③ حکم بن عتیبہ کا سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

عَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهٖ مَرِيضًا، وَأَنَا مَعَهٗ فَدَخَلَ عَلَيْهِ، وَهُوَ يُصَلِّي عَلٰى عُودٍ فَوَضَعَ جَبْهَتَهٗ عَلَى الْعُودِ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ فَطَرَحَ الْعُودَ وَأَخَذَ وِسَادَةً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : دَعْهَا عَنْكَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَسْجُدَ عَلَى الْأَرْضِ، وَإِلَّا فَأَوْمِئْ إِيمَاءً، وَاجْعَلْ سُجُودَكَ أَخْفَضَ مِنْ رُكُوعِكَ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کی عیادت کی، وہ مریض تھے، میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے، تو وہ نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے (سجدہ کرتے ہوئے) اپنی پیشانی ایک لکڑی پر رکھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا، تو اس نے لکڑی ہٹا دی اور تکیہ پکڑ لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی ہٹا دیجئے، اگر آپ زمین پر سجدہ کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں، تو درست ورنہ اشارہ سے سجدہ کرلیں، سجدہ میں رکوع کی بہ نسبت زیادہ جھک جائیں۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 269/12)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سند سخت ضعیف ہے۔ حفص بن سلیمان ''متروک'' ہے۔

❁ اس کی ایک دوسری سند بھی ہے۔

(المَطالب العَالية لابن حجر : 555)

سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن عامر اسلمی ضعیف ہے۔

❁ المعجم الاوسط للطبرانی (۷۰۸۹) میں عبداللہ بن عامر کی متابعت عبیداللہ بن عمر عمری نے کی ہے، مگر اس روایت میں قران بن تمام ہے، جو اگرچہ حسن الحدیث ہے، مگر یہ خطا اور وہم کا شکار ہو جاتا تھا۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُخْطِئُ .

''یہ خطا کر جاتا تھا۔''

(الثّقات : 346/7)

ممکن ہے کہ اس روایت کو مرفوع بیان کرنا اس کی خطا ہو، کیونکہ امام مالک جیسے کبار ائمہ نے اس روایت کو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوف ذکر کیا ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ مَرِيضًا، فَرَآهُ يُصَلِّي عَلٰى وِسَادَةٍ، فَرَمٰى بِهَا، فَأَخَذَ عُودًا يُصَلِّي عَلَيْهِ، فَرَمٰى بِهٖ، وَقَالَ : إِنْ أَطَقْتَ الْأَرْضَ وَإِلَّا فَأَوْمِئْ إِيمَاءً، وَاجْعَلْ سُجُودَكَ أَخْفَضَ مِنْ رُكُوعِكَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، تو دیکھا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ تکیہ رکھ کر نماز پڑھ رہا ہے، آپ ﷺ نے وہ تکیہ ہٹا دیا، تو اس نے لکڑی لی اور اس پر نماز پڑھنے لگا، آپ ﷺ نے وہ بھی ہٹا دی، نیز فرمایا: اگر آپ زمین پر سجدہ کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں، تو درست ورنہ اشارے سے سجدہ کر لیں اور سجدہ میں رکوع کی بہ نسبت زیادہ جھک جائیں۔''

(مسند البزّار [كشف الأستار]: 275/1، معرفة السّنن والآثار للبيهقي: 4359)

سند ضعیف ہے۔

① سفیان ثوری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

② ابو الزبیر مکی رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

③ اس حدیث کا مرفوع ہونا خطا ہے، امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے اس کا موقوف ہونا راجح قرار دیا ہے۔

(عِلَل الحديث: 196/2)

❁ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(مسند أبي يعلى: 1811)

یہ سند باطل ہے۔

① حفص بن سلیمان القاری ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

يُصَلِّي الْمَرِيضُ قَائِمًا، فَإِنْ نَالَتْهُ مَشَقَّةٌ صَلَّى جَالِسًا، فَإِنْ نَالَتْهُ مَشَقَّةٌ صَلَّى نَائِمًا يُومِئُ بِرَأْسِهِ، فَإِنْ نَالَتْهُ مَشَقَّةٌ سَبَّحَ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”مریض کو چاہیے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے، اگر مشقت ہو، تو بیٹھ کر پڑھ لے، اگر اس سے بھی زیادہ تکلیف ہو، تو لیٹ کر اشارے سے پڑھ لے، اگر تکلیف اور زیادہ ہو، تو دل میں پڑھ لے۔“

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 3997)

سند سخت ضعیف ہے۔

① حلبس بن محمد ضبعی ”متروک“ ہے۔

② علی بن سعید رازی میں کلام ہے۔

فائدہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيضُ السُّجُودَ، أَوْمَأَ بِرَأْسِهٖ إِيمَاءً، وَلَمْ يَرْفَعْ إِلٰى جَبْهَتِهٖ شَيْئًا .

”جب مریض سجدہ نہ کر سکے، تو وہ سر کے اشارہ سجدہ کرے، پیشانی تک کوئی شے نہ اٹھائے۔“

(موطأ الإمام مالك : 168/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: بغلوں کے بال اکھاڑنا افضل ہے یا مونڈنا؟

جواب: بغلوں کے بال اکھاڑنا اور نوچنا افضل ہے، اگرچہ مونڈنے اور صاف کرنے سے بھی مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی جائز ہے، البتہ افضل نوچنا ہی ہے، لیکن بغلوں کے بال وہی نوچ سکتا ہے، جو آغاز سے ہی نوچتا رہا ہو، اگر کوئی آغاز سے مونڈتا رہا ہو، تو اس کے لیے بعد میں نوچنا انتہائی تکلیف دہ ہو گا، اب وہ بغلوں کے بال بروقت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صاف کرتا رہے، اسی میں عافیت ہے۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

الْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ .

''پانچ چیزیں فطرت ہیں: ختنہ کروانا، لوہے کا استعمال (زیر ناف بالوں کی صفائی کے لئے)، بغلوں کے بال اکھاڑنا، ناخن کاٹنا اور مونچھیں پست کرنا۔''

(صحيح البخاري: 5889، صحيح مسلم: 257)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ؛ قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ . قَالَ زَكَرِيَّا : قَالَ مُصْعَبٌ : وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ .

''دس خصائل فطرت ہیں: (۱) مونچھیں کاٹنا، (۲) داڑھی بڑھانا، (۳) مسواک کرنا، (۴) وضو کرتے وقت ناک میں پانی چڑھانا، (۵) ناخن کاٹنا، (۶) انگلیوں کے جوڑ دھونا، (۷) بغلوں کے بال نوچنا، (۸) زیر ناف بال مونڈنا، (۹) استنجا کرنا۔ دسویں چیز راوی (مصعب) بھول گئے ہیں، کہتے ہیں: شاید وہ کلی ہو۔''

(صحيح مسلم: 261)

❁ علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَمَّا نَتْفُ الْإِبِطِ، فَهُوَ إِزَالَةُ شَعْرِهَا بِالنَّتْفِ، وَيَحْصُلُ أَيْضًا بِالْحَلْقِ، وَالنُّورَةِ؛ لٰكِنَّ الْأَفْضَلَ مَا دَلَّتْ عَلَيْهِ السُّنَّةُ، وَهُوَ النَّتْفُ.

''بغلیں نوچنے سے مراد بغلوں کے بال نوچ کر زائل کرنا ہے، اگرچہ مونڈنے اور بال زائل کرنے والا پاؤڈر لگا کر بھی مقصود حاصل ہو جاتا ہے، لیکن افضل وہی ہے، جس پر سنت دلالت کرتی ہے، یعنی نوچنا۔''

(العُدّة شرح العُمدة: 194/1)

سوال: حیض میں دی گئی طلاق معتبر ہوتی ہے؟

جواب: حیض میں طلاق دینا حرام اور ناجائز ہے، مگر حیض میں طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے۔

❀ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی، تو ان کے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَتِلْكَ العِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ.

''انہیں کہیں کہ رجوع کر لیں، پھر طہر تک روکے رکھیں، تا آنکہ بیوی حیض کے بعد دوبارہ طہر میں آ جائے۔ پھر رکھنا چاہیں، تو رکھیں، طلاق دینا چاہیں، تو طلاق دے دیں۔ اللہ کا مقرر کردہ اندازِ طلاق یہی ہے۔''

(صحيح البخاري: 5251، صحيح مسلم: 1471)

❀ علامہ رافعی قزوینی رحمہ اللہ (۶۲۳ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فِي قَوْلِهٖ : «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا» دَلِيلٌ عَلٰى وُقُوعِ الطَّلَاقِ وَإِنْ كَانَ بِدْعِيًّا؛ لِأَنَّ الرَّجْعَةَ تَكُونُ بَعْدَ الطَّلَاقِ .

''فرمان نبوی: ''انہیں حکم دیں کہ بیوی سے رجوع کر لیں۔'' دلیل ہے کہ (حیض میں) طلاق واقع ہو جاتی ہے، اگر چہ یہ طلاق بدعی ہے، کیونکہ رجوع طلاق کے بعد ہی کیا جاتا ہے۔''

(شرح مُسند الشّافعي : 173/2)

سوال: کیا عورت اجنبی مرد سے کلام کر سکتی ہے؟

جواب: کوئی ضروری اَمر ہو، تو عورت اجنبی مرد سے پردہ میں بات کر سکتی ہے، لیکن وہ بات کرتے ہوئے آواز میں لچک پیدا نہ کرے۔

قرآنی آیات اور بے شمار احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ الْفَضْلُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ تِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ، فَقَالَتْ : إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَّا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ : نَعَمْ وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ .

''سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے، اسی اثنا بنو خثعم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک عورت آئی، تو فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور وہ عورت ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ عورت کہنی لگی: میرے بوڑھے باپ پر حج فرض ہو گیا ہے، لیکن وہ سفر نہیں کر سکتے، کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ فرمایا: جی ہاں۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔''

(صحيح البخاري: 1855، صحيح مسلم: 1334)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

...... جَوَازُ كَلَامِ الْمَرْأَةِ وَسَمَاعِ صَوْتِهَا لِلْأَجَانِبِ عِنْدَ الضَّرُورَةِ كَالِاسْتِفْتَاءِ عَنِ الْعِلْمِ وَالتَّرَافُعِ فِي الْحُكْمِ وَالْمُعَامَلَةِ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ عورتیں اجنبی مردوں سے کلام کر سکتی ہیں اور انہیں اپنی آواز بھی سنا سکتی ہیں، لیکن کسی سے فتویٰ لینے یا کسی وکیل سے کیس یا تنازع کی پیروی کروانے کے لیے۔''

(فتح الباري: 70/4)

سوال: کیا استعمال شدہ زیورات پر زکوۃ ہے؟

جواب: استعمال شدہ زیورات پر بھی زکوۃ ہے، بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جائیں، راجح یہی بات معلوم ہوتی ہے۔

سوال: کیا لہسن کھانا حرام ہے؟

جواب: کچا لہسن اور پیاز کھانا جائز اور حلال ہے، البتہ کچا لہسن اور پیاز کھا کر مسجد آنے کی ممانعت ہے، کیونکہ اس کی بدبو سے مسجد میں موجود فرشتے اور لوگ اذیت محسوس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے موقع پر فرمایا:

مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، يَعْنِي الثُّومَ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا .

”جس نے (کچا) تھوم کھایا، وہ (نماز کے لیے) ہماری مسجد کے قریب نہ پھٹکے۔“

(صحيح البخاري : 853، صحيح مسلم :561)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، يُرِيدُ الثُّومَ، فَلَا يَغْشَانَا فِي مَسَاجِدِنَا .

”جس نے (کچا) تھوم کھایا، وہ (نماز کے لیے) ہماری مساجد میں نہ آئے۔“

(صحيح البخاري : 854، صحيح مسلم : 564)

❀ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى إِبَاحَةِ أَكْلِهَا، لَا عَلٰى تَحْرِيمِهَا .

”یہ حدیث لہسن کھانے کی حلت پر دلیل ہے، نہ کہ حرمت پر۔“

(المَسالك :477/1)

❀ علامہ کرمانی رحمہ اللہ (۷۸۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى إِبَاحَةِ أَكْلِهِ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ لہسن کھانا مباح ہے۔“

(شرح الكرماني : 101/16)

سوال: امام نماز پڑھا رہا تھا کہ اچانک اس کی طبیعت خراب ہوگئی، تو وہ کیا کرے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): اگر وہ نماز مکمل کر سکتا ہے، تو جلدی سے نماز مکمل کرا دے، اگر طبیعت زیادہ بگڑ گئی ہے، تو پیچھے ہٹ جائے اور اپنی جگہ کسی کو کھڑا کر دے، کیونکہ عذر کی وجہ سے امام کی نیابت جائز ہے۔

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَقَعَ بَيْنَ حَيَّيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ كَلَامٌ فِي شَيْءٍ كَانَ بَيْنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ حَتّٰى نَزَعَ الشَّيْطَانُ بَيْنَهُمْ، وَقَالَ مَرَّةً: حَتّٰى تَنَاوَلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُمْ فَاحْتُبِسَ فَأَذَّنَ بِلَالٌ فَلَمَّا أَبْطَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجِيءْ فَأَقَامَ بِلَالٌ فَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا تَقَدَّمَ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ فَتَخَلَّلَ الصُّفُوفَ حَتَّى انْتَهٰى إِلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهٖ فَصَفَّحَ النَّاسُ هٰكَذَا بِأَيْدِيهِمْ فَلَمَّا سَمِعَ التَّصْفِيحَ الْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ امْكُثْ وَقَالَ مَرَّةً: فَرَفَعَ رَأْسَهٗ إِلَى السَّمَاءِ وَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ الْقَهْقَرٰى فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ: «مَا مَنَعَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَنْ تَثْبُتَ؟» قَالَ: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَرَى ابْنَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَبِي قُحَافَةَ بَيْنَ يَدَيْ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”زمانہ جاہلیت میں پائے جانے والے اختلاف کی بنا پر دو انصاری قبائل میں تلخ کلامی ہوگئی، حتی کہ شیطان حائل ہو گیا (یعنی جھگڑ پڑے) اور ایک روایت میں ہے: حتی کہ انہوں نے ایک دوسرے کو پکڑ لیا۔ نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا، تو ان کی صلح کرانے آئے، آپ کو کچھ دیر (نماز تک) ٹھہرنا پڑ گیا، تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہہ دی، آپ مزید لیٹ ہوئے اور آنہ سکے، تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہہ دی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ (نماز پڑھانے کے لیے) آگے ہو گئے، امامت شروع کی، تو رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ صفوں میں سے گزرتے ہوئے، پہلی صف میں کھڑے ہو گئے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوا کرتے تھے، لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں، جب تالیوں کی آواز سنی، تو اس طرف متوجہ ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسی جگہ کھڑا رہنے کا اشارہ کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور الٹے پاؤں پیچھے ہٹ گئے۔ نبی کریم ﷺ آگے ہو گئے، نماز پوری کرنے کے بعد پوچھا: ابوبکر! نماز کی امامت جاری کیوں نہ رکھی؟ عرض کیا: اللہ تعالیٰ ابوقحافہ کے بیٹے کو اپنے نبی کریم ﷺ کے آگے (کھڑا) نہیں دیکھنا چاہتا۔“

(صحيح البخاري: 684، صحيح مسلم: 421، المُنتقٰى لابن الجارود: 311)

❀ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ الْاِسْتِخْلَافِ فِي الصَّلَاةِ إِذَا أَحْدَثَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْإِمَامُ، أَوْ مَنَعَهُ مِنْ إِتْمَامِ صَلَاتِهِ مَانِعٌ، وَقَدْ تَأَخَّرَ أَبُو بَكْرٍ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ امام بے وضو ہو جائے یا کسی عذر کی وجہ سے وہ نماز مکمل نہ کرا سکے، تو نماز میں (امام کی) نیابت جائز ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹے، حالانکہ وہ بے وضو نہیں ہوئے تھے۔“

(المَسالك : 149/3)

سوال: کیا نبی پر جادو ہو سکتا ہے؟

جواب: جادو حق ہے، اس کا اثر ہوتا ہے، نبی اور رسول پر بھی جادو ہو سکتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا بھی ہے، جس طرح انبیا کو دیگر امراض اور احوال لاحق ہو سکتے ہیں، اسی طرح ان پر جادو بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

سَحَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودِيٌّ مِّنْ يَهُودِ بَنِي زُرَيْقٍ، يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَتْ : حَتّٰى كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ، وَمَا يَفْعَلُهُ، حَتّٰى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ، أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ، دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ دَعَا، ثُمَّ دَعَا، ثُمَّ قَالَ : يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ؟ جَاءَنِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ الَّذِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عِنْدَ رَأْسِي لِلَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ، أَوِ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي : مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ : مَطْبُوبٌ، قَالَ : مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ : لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَ : فِي أَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ : فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ، قَالَ : وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ، قَالَ : فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ : فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ، قَالَتْ : فَأَتَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ، ثُمَّ قَالَ : يَا عَائِشَةُ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ، وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ قَالَتْ : فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا أَحْرَقْتَهُ؟ قَالَ : لَا، أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللّٰهُ، وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا، فَأَمَرْتُ بِهَا فَدُفِنَتْ .

''بنو زریق کے لبید بن اعصم نامی ایک آدمی نے اللہ کے رسول ﷺ پر جادو کر دیا، آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ کسی کام کو کر رہے ہیں، حالانکہ کیا نہ ہوتا تھا، حتیٰ کہ ایک دن یا ایک رات جبکہ آپ ﷺ میرے پاس تھے، آپ نے بار بار دعا کی، پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے، جو میں اس سے پوچھ رہا تھا؟ میرے پاس دو آدمی آئے، ایک میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا، ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھا: اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے، اس نے کہا: کس نے کیا ہے؟ کہا: لبید بن اعصم نے، اس نے کہا: کس چیز میں؟ کہا: کنگھی، بالوں اور نر کھجور کے شگوفے میں۔ اس نے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ کہاں ہے؟ کہا: بئرِ ذی اَروان میں۔ آپ ﷺ کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ وہاں گئے، پھر واپس آئے اور فرمایا: اے عائشہ! اس کنویں کا پانی گویا کہ مہندی ملا ہوا تھا اور اس کی کھجوریں گویا شیطانوں کے سر تھے۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) میں نے کہا: کیا آپ نے اسے نکالا ہے؟ فرمایا: نہیں، مجھے تو اللہ نے عافیت دے دی ہے، میں اس بات سے ڈر گیا کہ اس کا شر لوگوں میں اٹھاؤں، لہٰذا میں نے اسے دفن کرنے کا حکم دے دیا۔''

(صحيح البخاري : 5766، صحيح مسلم :2891)

❀ علامہ رافعی قزوینی رحمہ اللہ (٦٢٣ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ لِلسِّحْرِ حَقِيقَةً وَأَثَرًا، وَعَلٰى أَنَّهٗ لَا بَأْسَ بِظُهُورِ أَثَرِهٖ عَلَى الرُّسُلِ، وَسَبِيلُهٗ سَبِيلُ مَا يَلْحَقُ مِنَ الْعِلَلِ وَالْأَمْرَاضِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جادو کی حقیقت اور اثر ہے، نیز دلیل ہے کہ رسولوں پر بھی جادو کا اثر ظاہر ہوسکتا ہے۔ یہ بھی اسی طرح ہے، جس طرح دیگر عوارض اور امراض لاحق ہوتے ہیں۔''

(شرح مُسند الشّافعي : 335/4)

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۳۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا مقتدی کے لیے سورت فاتحہ پڑھنا واجب ہے؟

جواب: ہر نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ واجب ہے، امام کا فاتحہ پڑھنا مقتدی کو کفایت نہیں کرتا، اس کے لیے بھی ہر جہری اور سری نماز میں امام کی اقتدا میں سورت فاتحہ کی قرائت کرنا ضروری ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ، فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ : إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ : اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ .

''جس نے سورت فاتحہ کے بغیر نماز پڑھی، وہ نماز ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے، مکمل نہیں ہے۔تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں؟ فرمایا:سورت فاتحہ آہستہ سے پڑھیں۔''

(مؤطأ الإمام مالك :84/1، صحيح مسلم : 395)

یہ حدیث محدثین کے ہاں بالاتفاق ''صحیح'' ہے۔ اسے امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۹۵۳) نے ''حسن''، امام ابوزرعہ (ترمذی، تحت الحدیث:۲۹۵۳)، امام ابوعوانہ (۱۶۷۳)، امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن خزیمہ (۵۰۲) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (۱۷۸۴) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ علامہ رافعی قزوینی رحمہ اللہ (۶۲۳ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الصَّلَاةَ لَا تُجْزِىءُ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَعَلٰى أَنَّ الْمَأْمُومَ فِي قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ كَغَيْرِهٖ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ سورت فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، نیز دلیل ہے کہ سورت فاتحہ کی قرأت میں مقتدی کا بھی وہی حکم ہے، جو دوسروں (امام اور منفرد) کا ہے۔''

(شرح مُسند الشّافعي :320/1)

سوال: شکاری کتے کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: کتا نجس العین ہے، اس کی خرید وفروخت جائز نہیں، شکاری کتے کا بھی یہی حکم ہے۔ جن روایت میں شکاری کتے کی استثناء آئی ہے، وہ ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا.

''جب کتا کسی کے برتن سے پی جائے، تو اس برتن کو سات دفعہ دھوئیں۔''

(صحيح البخاري : 172، صحيح مسلم : 279)

اس حدیث سے علما ثابت کرتے ہیں کہ کتا نجس العین ہے، نجس العین کی خرید وفروخت جائز نہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَصِحُّ بَيْعُ الْكَلْبِ، مُعَلَّمًا كَانَ أَوْ غَيْرَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُعَلَّمٍ؛ لِأَنَّهُ نَجِسٌ، وَالنَّجِسُ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ.

''یہ اس بات پر دلیل ہے کہ کتے کی بیع درست نہیں، چاہے وہ سدھارا ہوا کتا ہو یا سدھارا ہوا نہ ہو، کیوں کہ کتا نجس ہے اور نجس چیز کی بیع جائز نہیں۔''

(الإيجاز في شرح سنن أبي داود، ص 319)

سوال: نابالغ بچی کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ولی اپنی نابالغ بچی کا نکاح کر دے، تو وہ نکاح جائز اور معتبر ہے، البتہ بالغ ہونے کے بعد بچی کو خیار بلوغ حاصل ہوگا، وہ چاہے تو اپنے ولی کا نکاح قائم رکھے اور چاہے تو نکاح فسخ کر دے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ، وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت میری عمر چھ سال تھی، رخصتی کے وقت نو سال اور آپ کی وفات کے وقت اٹھارہ سال تھی۔''

(صحيح مسلم: 72/1422)

✿ علامہ رافعی قزوینی رحمہ اللہ (۶۲۳ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ لِلْأَبِ تَزْوِيجَ الْبِكْرِ الصَّغِيرَةِ، وَقَدِ اتَّفَقَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ والد اپنی نابالغ بچی کا نکاح کر سکتا ہے، اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(شرح مُسند الشّافعي : 406/3)

سوال: کیا نابینا امام بن سکتا ہے؟

جواب: نابینا کی امامت جائز ہے، عہد نبوی میں کئی نابینے اپنی قوم کو امامت کراتے رہے ہیں، انہیں منع نہیں کیا گیا۔ اگر نابینے کی امامت مکروہ یا ناجائز ہوتی، تو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے منع کر دیتا یا رسول اللہ ﷺ امام تبدیل کر دیتے، اللہ تعالیٰ کا منع نہ کرنا اور رسول اللہ ﷺ کا امام تبدیل نہ کرنا دلیل ہے کہ نابینا کی امامت بلا کراہت جائز اور صحیح ہے۔

❁ سیدنا محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ، كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ أَعْمٰى، وَأَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهَا تَكُونُ الظُّلْمَةُ وَالسَّيْلُ، وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ، فَصَلِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى، فَجَاءَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ؟ فَأَشَارَ إِلٰى مَكَانٍ مِّنَ الْبَيْتِ، فَصَلّٰى فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے امام تھے، آپ رضی اللہ عنہ نابینا تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! میرے گھر اور مسجد کے درمیان اندھیرا اور برساتی نالا حائل ہے، ہوں بھی نابینا، آپ سے درخواست ہے کہ آپ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ دیں تاکہ میں وہ جگہ نماز کے لیے خاص کر دوں۔ نبی کریم ﷺ (اگلے دن) ان کے گھر آئے اور فرمایا: کہاں نماز پڑھوں؟ انہوں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے وہاں نماز پڑھ دی۔''

(صحيح البخاري : 667)

❀ علامہ ابوالولید باجی رحمہ اللہ (۴۷۴ھ) فرماتے ہیں:

دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ إِمَامَةِ الْأَعْمٰى .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ نابینا کی امامت جائز ہے۔''

(المُنتقٰى شرح الموطأ :307/1)

سوال: کیا جنات کا وجود ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت بالاتفاق جنات کے وجود کے قائل ہیں۔ جنات اور شیاطین کی حقیقت اور وجود مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے تخلیق کیا ہے۔ ان کا اپنا ایک جہان ہے۔ یہ غیبی مخلوق ہیں، اکثر اوقات نظر نہیں آتے، بعض اوقات نظر آ جاتے ہیں۔ یہ کھاتے پیتے ہیں، ان میں توالد وتناسل کا سلسلہ ہے، یہ شرع کے مکلّف ہیں، نبی کریم ﷺ کی بعثت ان کی طرف بھی ہوئی۔ ان میں بھی مؤمن اور کافر ہوتے ہیں۔ جنات کو نیکیوں پر اجر ملے گا اور گناہوں پر عذاب ہوگا، بالفاظ دیگر انسانوں کی طرح جنات بھی جنت اور جہنم میں جائیں گے۔

انہیں موت بھی آتی ہے، البتہ ان کی عمریں لمبی ہوتی ہیں، جن انسان میں داخل ہوسکتا ہے، اسے نقصان بھی پہنچا سکتا ہے، بلکہ قتل بھی کرسکتا ہے۔ شیاطین جنوں کو انسان کے دل تک دسترس حاصل ہے۔ وہ دل میں گھس کر وسوسے ڈالتا ہے۔

جنات کی اپنی شکلیں ہیں، نیز یہ مختلف شکلیں اور صورتیں بھی دھار لیتے ہیں۔ اکثر طور پر انسان، سانپ، بچھو، کتے، اونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، خچر، گدھے اور پرندے کی شکل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرتے ہیں۔ بعض انسانوں سے ان کا کلام کرنا بھی ثابت ہے۔ بامشقت کام بھی کر لیتے ہیں۔ انسانوں کی طرح یہ بھی عاقل ہیں۔ جنوں اور انسانوں کا قرآن وحدیث میں ''ثقلین'' کہا گیا ہے، مطلب کہ روئے زمین پر سب سے اہم اور افضل مخلوقات جنات اور انسان ہیں۔

فلاسفہ، قدریہ، زنادقہ، جہمیہ اور معتزلہ جنات اور شیاطین کے حقیقی وجود کے منکر ہیں۔ جنات اور شیاطین کے وجود کا انکار دراصل قرآن اور متواتر احادیث کا جحود و تکذیب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جنات کے بارے میں ایک مستقل سورت نازل فرمائی، جس کا نام ''سورت جن'' ہے۔ یہ جنات کے وجود پر بین دلیل ہے۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهُ أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ نَصِيبِينَ، وَنِعْمَ الْجِنُّ، فَسَأَلُونِي الزَّادَ، فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ أَنْ لَّا يَمُرُّوا بِعَظْمٍ، وَلَا بِرَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعَامًا .

''میرے پاس نصیبین (مدینے کی بستی) کے جنوں کا وفد آیا، کیا ہی اچھے جن تھے، مجھ سے اشیائے خوردنی کا سوال کرنے لگے، میں نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں ملنے والی ہر ہڈی پر کھانا مل جائے۔''

(صحيح البخاري : 3860)

❁ علقمہ بن قیس نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقُلْتُ : هَلْ شَهِدَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ قَالَ : لَا، وَلٰكِنَّا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ، فَقُلْنَا : اسْتُطِيرَ أَوِ اغْتِيلَ، قَالَ : فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءٍ مِنْ قِبَلَ حِرَاءٍ، قَالَ : فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ، فَقَالَ : أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهٗ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ قَالَ : فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ فَقَالَ : لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ .

”میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا لیلۃ الجن کو آپ میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا؟ فرمایا: نہیں، دراصل ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گم پایا، ہم نے آپ کو وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا، (مگر آپ نہ ملے) تو ہم سوچنے لگے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اڑا لیا گیا ہے یا شہید کر دیا گیا ہے۔ ہم نے بڑی مشکل میں رات گزاری، جب صبح ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا کی طرف سے تشریف لا رہے تھے، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو گم پایا، تو آپ کو تلاش کرتے رہے، لیکن آپ ہمیں نہ ملے، ہماری رات بہت بری گزری، فرمایا: میرے پاس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جنات کی طرف سے دعوت دینے والا آیا، تو میں اس کے ساتھ چلا گیا، میں نے ان پر قرآنی آیات کی تلاوت کی۔ پھر نبی کریم ﷺ ہمیں ساتھ لے گئے اور ہمیں ان کے قدموں کے نقوش اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔ جنات نے نبی کریم ﷺ سے خوراک کا مطالبہ بھی کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپ ہر اس جانور کی ہڈی کھا سکتے ہیں، جو اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہے، آپ کے ہاتھ میں ہڈی آئے گی، تو اس پر پہلے سے زیادہ گوشت چڑھ جائے گا، نیز لید تمہارے چوپائیوں کا چارہ ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ سے) فرمایا: ان دو چیزوں (ہڈی اور لید) سے آپ استنجا نہ کیا کریں، کیونکہ یہ آپ کے بھائیوں (جنات) کی خوراک ہے۔''

(صحیح مسلم: 450)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى وُجُودِهِمْ وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَقِّ، وَقَدْ تَظَاهَرَتْ عَلَيْهِ دَلَائِلُ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ الصَّرِيحَةِ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جنات کا وجود ہے، یہ اہل حق کا مذہب ہے، اس پر قرآنی آیات اور صریح احادیث کے دلائل بالکل واضح ہیں۔''

(الإيجاز في شرح سنن أبي داود، ص 192)

سوال: اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کلام کرنا کیسا ہے؟

جواب: اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان ضروری بات کی جا سکتی ہے، امام بھی بات کر سکتا ہے اور مقتدی بھی، نیز گفتگو کے بعد دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر کئی صحیح احادیث دلیل ہیں۔

❁ مالک بن ابی عامر مدنی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَقَامَتِ الصَّلَاةُ، وَأَنَا أُكَلِّمُهُ فِي أَنْ يَفْرِضَ لِي، فَلَمْ أَزَلْ أُكَلِّمُهُ، وَهُوَ يُسَوِّي الْحَصْبَاءَ بِنَعْلَيْهِ، حَتّٰى جَاءَهُ رِجَالٌ، قَدْ كَانَ وَكَلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الصُّفُوفَ قَدِ اسْتَوَتْ، فَقَالَ لِي: اسْتَوِ فِي الصَّفِّ، ثُمَّ كَبَّرَ.

''نماز کی اقامت کہہ دی گئی، میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے وظیفہ کے متعلق گفتگو کر رہا تھا، میں اُن سے بات کرتا رہا اور وہ پاؤں سے کنکریاں ہلاتے رہے، یہاں تک کہ وہ لوگ آئے، جنہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے صفیں درست کرانے کی ذمہ داری دی ہوئی تھی، انہوں نے بتایا کہ صفیں درست ہو چکی ہیں، تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: آپ بھی صف میں سیدھے ہو کر کھڑے ہو جائیں، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تکبیر تحریمہ کہی۔''

(موطأ الإمام مالك: 158/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ ابوالولید باجی رحمہ اللہ (۴۷۴ھ) فرماتے ہیں:

دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ الْكَلَامِ بَعْدَ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْإِحْرَامِ بِهَا وَبِهٰذَا قَالَ فُقَهَاءُ الْأَمْصَارِ غَيْرَ أَهْلِ الْكُوفَةِ فَإِنَّهُمْ قَالُوا إِنَّ الْكَلَامَ مَمْنُوعٌ بَعْدَ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَقَبْلَ الْإِحْرَامِ لَهَا.

''یہ روایت دلیل ہے کہ نماز کی اقامت کے بعد اور تکبیر تحریمہ سے پہلے کلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا جائز ہے، تمام علاقوں کے فقہا کا یہی مذہب ہے، البتہ اہل کوفہ کہتے ہیں کہ اقامت کے بعد اور تکبیر تحریمہ سے پہلے کلام کرنا ممنوع ہے۔“

(المُنتقٰی شرح الموطأ :280/1)

سوال: اللہ تعالیٰ کی تسبیح سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی تسبیح سے مراد اللہ تعالیٰ کو تمام عیوب ونقائص سے پاک کرنا ہے، گویا ”سبحان اللہ“ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیب، نقص اور کمی سے منزہ ہے۔

❁ امام اللغۃ، زجاج رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلافَ بَيْنَ أَهْلِ اللُّغَةِ أَنَّ التَّسْبِيحَ هُوَ التَّنْزِيهُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ كُلِّ سُوءٍ .

”اہل لغت کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ تسبیح سے مراد اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے پاک گردانا ہے۔“

(التّبصرة لابن الجوزي :136/1)

سوال: مدلس راوی کی ”عن“ والی روایت کا کیا حکم ہے؟

جواب: مدلس راوی کی روایت اگر صحیح بخاری وصحیح مسلم کے علاوہ کسی کتاب میں موجود ہے، تو اس کے قبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مدلس راوی اپنے استاذ سے سماع کی صراحت کرے، یا کوئی قرینہ موجود ہو کہ مدلس نے یہ روایت اپنے استاذ سے سنی ہے۔ اگر مدلس راوی ”عن“ سے بیان کرے اور نہ سماع کی صراحت ہو اور نہ کوئی سماع پر دلالت کرنے والا قرینہ موجود ہو، تو روایت سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَدِ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّ الْمُدَلِّسَ إِذَا قَالَ : «عَنْ» لَا يُحْتَجُّ بِهٖ إِلَّا أَنْ يَّثْبُتَ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ أَنَّهٗ سَمِعَ ذٰلِكَ الْحَدِيثَ مِنْ ذٰلِكَ الشَّخْصِ .

''محدثین کا اتفاق ہے کہ مدلس جب ''عن'' کہے، تو اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جائے گی، تا آنکہ دوسرے طریق سے ثابت ہو جائے کہ اس نے اس حدیث کا اُس شخص سے سماع کیا ہوا ہے۔''

(الإيجاز، ص 378)

سوال: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف تلوار اٹھائی، کیا ان کا یہ اقدام درست تھا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب عرب کے بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کرنے کا حکم دیا، ابتدا میں بعض صحابہ کو اس پر اشکال ہوا، لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وضاحت کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے درست معلوم ہوئی اور انہوں نے اس اقدام پر اجماع کر لیا، یوں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام تمام صحابہ کا اجماع و اتفاقی فیصلہ تھا۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ : يَا أَبَا بَكْرٍ، كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ : وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ : فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ .

''نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے، تو عرب کے کچھ لوگ کافر (مرتد) ہو گئے، (تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوبکر! آپ لوگوں سے قتال کیسے کر سکتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مجھے لوگوں سے تب تک قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دیں، جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا، اس نے مجھ سے اپنا مال اور جان محفوظ کرلیا، سوائے اس کے حق کے اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص سے قتال کروں گا، جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، اللہ کی قسم! اگر لوگ بکری کا ایک بچہ دینے سے انکار کریں کہ جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے، تو میں اسے روکنے پر بھی ان سے قتال کروں گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کر دیا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تھا، پھر میں بھی جان گیا کہ یہی حق ہے۔‘‘

(صحيح البخاري : 6924، 6925)

دین سے مرتد ہونے والے کو قتل کرنا اسلام کا حق ہے۔ اس پر اُمت کے علما کا اتفاق ہے کہ دین اسلام کے بنیادی اور ضروری عقائد میں سے کسی ثابت اور متفقہ عقیدہ کا انکار کفر اور ارتداد ہے، اسی طرح دین میں کسی ایسی شے کا کلی طور پر انکار کرنا بھی کفر وارتداد ہے، جو کتاب وسنت کے واضح دلائل سے ثابت ہو۔

یقیناً زکوٰۃ کا حکم متعدد آیات قرآنیہ میں موجود ہے، نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھی دیا ہے اور لوگوں سے زکوٰۃ وصول بھی کی ہے، لہٰذا زکوٰۃ کا انکار کرنا کفر وارتداد ہے۔

عہد صدیقی میں جن لوگوں نے زکوٰۃ کا انکار کیا، وہ مرتد ہو چکے تھے، ان سے قتال کرنا جائز تھا، لہٰذا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کا حکم دیا اور بالآخر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے حکم سے اتفاق کیا، کسی نے اختلاف نہ کیا، یوں اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا اور اجماع معصوم دلیل ہے، اس پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

اُمت مسلمہ کے ہاں بھی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ عمل درست اور صحیح ہے۔

❀ علامہ ابو الولید باجی رحمہ اللہ (۴۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى صَوَابِ فِعْلِهٖ فِي ذٰلِكَ .

’’مسلمانوں کا اجماع ہے کہ منکرین زکوٰۃ کے متعلق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قتال کرنا درست تھا۔‘‘

(المُنتقٰى شرح الموطأ : 157/2)

سوال: جنات کی کتنی اقسام ہیں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: جنات کی تین اقسام بیان کی گئیں ہیں؛ ① جان ② جن ③ شیاطین۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْجِنُّ ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ؛ جَانٌّ، وَجِنٌّ، وَشَيَاطِينُ، وَلَا خِلَافَ أَنَّ الْكُلَّ خُلِقُوا قَبْلَ آدَمَ .

''جنات کی تین اقسام ہیں؛ ① جان ② جن ③ شیاطین۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان سب کی تخلیق سیدنا آدم علیہ السلام سے پہلے ہوئی ہے۔''

(المُنتظم :174/1)

سوال: کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے؟

جواب: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینہ میں شہید ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ پر نماز فجر میں حملہ کیا گیا، آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے، زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت کی موت دینا اور مجھے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر (مدینہ) میں موت دینا۔''

(صحيح البخاري : 1890، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ ابوالولید باجی رحمہ اللہ (۴۷۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ هٰذَا الدُّعَاءَ مُسْتَجَابٌ وَأَنَّهٗ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَهِيدٌ .

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی) یہ دعا قبول ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔“

(المُنتقٰی شرح الموطأ : 209/3)

❁ مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ، لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ....

”جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا، تو آپ رضی اللہ عنہ شدید تکلیف محسوس کر رہے تھے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا: امیر المومنین! آپ پریشان کیوں ہیں؟ آپ نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اور صحبت میں اچھا وقت گزارہ، پھر جب (وفات کے وقت) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے جدا ہوئے، تو آپ سے راضی تھے......۔“

(صحيح البخاري : 3692)

❁ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک مجوسی یا عیسائی نے وار کر کے زخمی کر دیا اور آپ کا پیٹ چاک ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو نبیذ پلائی گئی، وہ آنتوں کے راستے باہر نکل آئی، دودھ لایا گیا، آپ نے پیا تو وہ بھی آنتوں کے راستے باہر نکل آیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جان گئے کہ آپ رضی اللہ عنہ جانبر نہیں ہو سکیں گے۔ لوگ آپ کی تعریف کر رہے تھے۔ اسی اثنا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں ایک نوجوان آیا، اس نے کہا، اے امیر المومنین! آپ کو بشارت ہو، آپ کو صحبتِ رسول کا شرف حاصل ہے، یقیناً آپ جانتے ہیں کہ آپ کو سبقتِ اسلام کا بھی شرف حاصل ہے، آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے عدل وانصاف کے پھریرے لہرا دیئے، اب اللہ تعالیٰ آپ کو شہادت کے منصب پر فائز کرنے والے ہیں۔ (یہ سن کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے) فرمایا: میری خواہش ہے کہ یہ سب امور میرے لیے برابر ہو جائیں، نہ عذاب ہو نہ ہی ثواب! جب وہ نوجوان واپس پلٹا، تو اس کا تہبند زمین پر لگ رہا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَا ابْنَ أَخِي ارْفَعْ ثَوْبَكَ، فَإِنَّهُ أَبْقٰى لِثَوْبِكَ، وَأَتْقٰى لِرَبِّكَ .

”بھتیجے! اپنا کپڑا ٹخنوں سے اوپر اٹھالیں۔ اس میں آپ کے کپڑوں کی صفائی ہے اور تقویٰ کا باعث ہے۔“

(صحيح البخاري: 3700)

❀ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِي، فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: غُلَامُ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: الصَّنَعُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قَاتَلَهُ اللّٰهُ، لَقَدْ أَمَرْتُ بِهٖ مَعْرُوفًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مِيتَتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ .

”ابن عباس! معلوم کرنا کہ مجھ پر حملہ کس نے کیا ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کچھ دیر گھوم پھر کر دیکھا، پھر واپس آ کر عرض کیا کہ آپ پر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے حملہ کیا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: جو بڑھی ہے؟ عرض کیا: جی ہاں،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

فرمایا: اللہ اسے تباہ کرے، میں نے اس کے متعلق اچھی بات کہی تھی۔ (بہر کیف) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میرا قتل کسی مسلمان کے ہاتھوں نہیں کیا۔‘‘

(صحیح البخاري : 3700)

سوال: فرمان باری تعالیٰ: ﴿مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُومِهَا﴾(البقرة : ٦١) میں ﴿فُومِهَا﴾ سے مراد کیا ہے؟

جواب: آیت مبارکہ میں ﴿فُومِهَا﴾ سے مراد گندم اور ہر وہ دانہ ہے، جسے پیس کر روٹی بنائی جاتی ہے، جیسے جو، باجرہ اور مکئی وغیرہ

❀ امام اللغۃ، زجاج رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ عِنْدَ أَهْلِ اللُّغَةِ أَنَّ الْفُومَ الْحِنْطَةُ، وَسَائِرُ الْحُبُوبِ الَّتِي تُخْبَزُ يَلْحَقُهَا اسْمُ الْفُومِ.

’’اس میں اہل لغت کا کوئی اختلاف نہیں کہ یہاں ’’فوم‘‘ سے مراد گندم ہے۔ دیگر تمام دانے، جن سے روٹی بنائی جاتی ہے، انہیں بھی ’’فوم‘‘ کہا جاتا ہے۔‘‘

(مَعاني القرآن وإعرابه : 143/1)

سوال: کیا ہر راوی کی حدیث قابل حجت ہے؟

جواب: ہر راوی کی حدیث قابل حجت نہیں، شرعی احکام میں ان راویوں کی روایت قابل حجت ہے، جو کم سے کم صدوق حسن الحدیث ہوں۔ محدثین کا اسی پر عمل رہا ہے۔

❀ امام حاکم رحمہ اللہ (۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ قَاطِبَةً بِلَا خِلَافٍ بَيْنَهُمْ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْاِحْتِجَاجُ فِي أَحْكَامِ الشَّرِيعَةِ إِلَّا بِحَدِيثِ الصَّدُوقِ الْعَاقِلِ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اس پر سارے کے سارے مسلمانوں کا بلا اختلاف اجماع ہے کہ شرعی احکام میں صرف اور صرف صدوق عاقل کی حدیث سے ہی حجت پکڑی جائے گی۔“

(المَدخل إلى الإكليل، ص 69)

سوال: نمازی کے آگے سترہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نمازی کا اپنے آگے سترہ رکھنا مشروع و مستحب ہے۔ سترہ کسی بھی جاندار اور بے جان شے کو بنایا جا سکتا ہے۔

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ السُّتْرَةَ لِلْمُصَلِّي مَشْرُوعَةٌ إِذَا كَانَ فِي مَوْضِعٍ لَا يَأْمَنُ مِنَ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيْهِ .

”اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب نمازی ایسی جگہ پر نماز پڑھ رہا ہو، جہاں پر آگے سے گزرنے کا اندیشہ ہو، تو اس کے لیے سترہ رکھنا مشروع ہے۔“

(إكمال المُعلِم : 418/2)

سوال: کیا متنفل کے اقتدا میں مفترض کی نماز درست ہے؟

جواب: نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھے جا سکتے ہیں۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

كَانَ مُعَاذٌ يُّصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَوْمَهٗ، فَصَلّٰى لَيْلَةً مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ أَتٰى قَوْمَهٗ فَأَمَّهُمْ ......

”سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کرتے، پھر آ کر اپنی قوم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی امامت فرماتے۔ایک رات انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں عشا کی نماز ادا کی اور اپنی قوم کو آ کر یہی نماز پڑھائی......۔''

(صحيح البخاري : 700؛ صحيح مسلم : 465، واللّفظ لهٗ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ أَصْحَابِنَا الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوا : إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فِي الْمَكْتُوبَةِ، وَقَدْ كَانَ صَلَّاهَا قَبْلَ ذٰلِكَ، أَنَّ صَلَاةَ مَنِ ائْتَمَّ بِهٖ جَائِزَةٌ، وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ جَابِرٍ فِي قِصَّةِ مُعَاذٍ .

''ہمارے اصحاب (محدثین) کا اسی پر عمل ہے،جن میں امام شافعی،امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ جب ایسا آدمی فرضوں میں لوگوں کی امامت کرے، جو خود اس سے پہلے وہی نماز پڑھ چکا ہو،تو اس کی اقتدا کرنے والوں کی نماز جائز ہے۔انہوں نے معاذ رضی اللہ عنہ کے قصہ والی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل لی ہے۔''

(سنن التِّرمذي، تحت الحديث : 583)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاذًا كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَنْصَرِفُ إِلٰی قَوْمِهٖ فَيُصَلِّي بِهِمْ، هِيَ لَهٗ تَطَوُّعٌ وَلَهُمْ فَرِيضَةٌ .

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کرتے، پھر اپنی قوم میں واپس جاتے اور انہیں نماز عشاء پڑھاتے۔وہ نماز سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نفل ہوتی اور لوگوں کے لیے فرض ہوتی۔''

(سنن الدّارقطني :1/274-275، السّنن الکبری للبیهقي : 3/86، وسندهٗ صحیحٌ)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ ثَابِتٌ .

''یہ حدیث ثابت ہے۔''

(معرفة السّنن والآثار للبیهقي : 4/153)

امام ابن شاہین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ النَّقْلِ لِلْحَدِيثِ أَنَّهٗ حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ .

''ناقلین حدیث (محدثین) کے ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔''

(ناسخ الحدیث ومَنسوخه، ص 249)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

''یہ حدیث صحیح ہے، اس کے راوی صحیح بخاری والے ہیں۔''

(فتح الباري : 2/196)

فائدہ:

روایت کے آخری الفاظ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے ہی ہیں، کسی راوی کا ادراج نہیں، کیونکہ اس کے مدرج ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں اور روایت میں اصل عدم ادراج ہے، تا آنکہ مدرج ہونے پر دلیل آجائے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلظَّاهِرُ أَنَّ قَوْلَهُ : «هِيَ لَهُ تَطَوُّعٌ وَهِيَ لَهُمْ مَكْتُوبَةٌ» مِنْ قَوْلِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ .

''یہی معلوم ہوتا ہے کہ روایت کے الفاظ: ''وہ نماز معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے نفل اور لوگوں کے لیے فرض ہوتی تھی۔'' سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے ہیں۔''

(مَعرفة السّنن والآثار : 154/4)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۳۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا یا جوج ماجوج ذریت آدم علیہ السلام سے ہیں؟

جواب: یا جوج ماجوج اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب مخلوق ہے۔ یہ ایک مضبوط دیوار کے پیچھے ہے، جسے بادشاہ ذوالقرنین نے بنایا ہے۔ سورت کہف (۹۰۔۹۸) میں یاجوج وماجوج کا ذکر موجود ہے۔

یاجوج ماجوج کا خروج قیامت کی نشانی ہے۔ قرب قیامت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد یاجوج ماجوج دیوار سے نکلیں گے اور زمین میں تباہی برپا کر دیں گے۔

یہ ذریت آدم علیہ السلام سے ہیں۔

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : يَا آدَمُ، يَقُولُ : لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، فَيُنَادٰى بِصَوْتٍ : إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ، قَالَ : يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ : مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أُرَاهُ قَالَ : تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، فَحِينَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا، وَيَشِيبُ الْوَلِيدُ، وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى، وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

النَّاسِ حَتّٰى تَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ .

''روز قیامت اللہ عز وجل فرمائے گا: اے آدم! سیدنا آدم علیہ السلام عرض کریں گے: ہمارے رب! میں حاضر ہوں اور یہ سعادت مندی ہے۔ تو اس وقت باآواز بلند پکارا جائے گا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اپنی ذریت میں سے ایک حصہ جہنم کی طرف نکال لیں۔ آدم علیہ السلام کہیں گے: میرے رب! جہنم کا حصہ کیا ہے؟ فرمایا: ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ تو اس وقت حاملہ اپنا حمل وضع کر دے گی، بچہ جوان ہو جائے گا، آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ نشے سے مدہوش ہیں، مگر وہ نشے میں نہیں ہوں گے، بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی اتنا شدید ہے۔ یہ بات صحابہ پر بہت گراں گزری، یہاں تک کہ ان کے چہرے متغیر ہو گئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ننانوے بندے یاجوج وماجوج میں سے ہوں گے اور ایک بندے آپ میں سے ہو گا۔''

(صحیح البخاري : 4741، صحیح مسلم : 222)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ بِلَا خِلَافٍ نَعْلَمُهُ .

''یاجوج ماجوج سیدنا آدم علیہ السلام کی ذریت سے ہیں، ہمارے علم کے مطابق اس میں اختلاف نہیں۔''

(البِداية والنّهاية : 552/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سوال): اہل علم کی مجالس میں بیٹھنے کے لیے صاف ستھرا لباس پہننا کیسا ہے؟

(جواب): اہل علم اور علم کے آداب میں سے ہے کہ مجالس علم میں بیٹھنے کے لیے صاف ستھرا لباس پہنا جائے، خوبصورت ہیئت اپنائی جائے۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ، لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا أَحَدٌ، حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ ...... قَالَ : ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِي : يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ : اَللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَعْلَمُ، قَالَ : فَإِنَّهٗ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ .

”ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، اسی اثنا میں ایک آدمی ظاہر ہوا، جس کے کپڑے چٹے سفید تھے، بال کالے سیاہ تھے، اس پر سفر کے اثرات نظر نہیں آ رہے تھے، نہ ہم میں سے کوئی اسے جانتا تھا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا، اس نے اپنے گھٹنے نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں سے ملا لیے اور اپنی ہتھیلیاں اپنی رانوں پر رکھ لیں۔...... (اس نے کچھ سوالات کیے) پھر چلا گیا، کچھ دیر بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے عمر! کیا آپ جانتے ہیں کہ سوال کرنے والا کون تھا؟ عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔ فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ جبریل علیہ السلام تھے، وہ آپ لوگوں کو دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔“

(صحيح مسلم : 8)

حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى تَحْسِينِ الثِّيَابِ وَالْهَيْئَةِ وَالنَّظَافَةِ عِنْدَ الدُّخُولِ عَلَى الْعُلَمَاءِ وَالْفُضَلَاءِ وَالْمُلُوكِ فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتٰى مُعَلِّمًا لِلنَّاسِ بِحَالِهِ وَمَقَالِهِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ علماء، فضلا اور بادشاہوں کے پاس جاتے ہوئے بہترین لباس، عمدہ ہیئت اور صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا چاہیے، کیونکہ سیدنا جبریل علیہ السلام اس حالت اور کیفیت کے ساتھ لوگوں کو تعلیم دینے آئے تھے۔“

(شرح الأربعين النّووية، ص 29)

سوال: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سن وفات کیا ہے؟

جواب: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات بالاتفاق سن ۶۰ھ میں ہوئی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، كَانَتْ وَفَاتُهُ فِي سَنَةِ سِتِّينَ بِلَا خِلَافٍ، فَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات سن ۶۰ھ میں ہوئی، اس میں کوئی اختلاف نہیں، واللہ اعلم!“

(البِداية والنّهاية : 229/9)

سوال: نماز عید سے پہلے خطبہ دینے کا آغاز کب ہوا؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت یہ ہے کہ عید کے دن پہلے نماز پڑھی جائے گی اور پھر خطبہ دیا جائے گا، اس سنت کے برعکس پہلے خطبہ اور بعد میں نماز کا اجراء سب سے پہلے مروان بن حکم نے کیا، جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نکیر بھی فرمائی۔

❁ سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ، فَقَالَ: الصَّلَاةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، فَقَالَ: قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ.

”عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ دینے کا اجراء سب سے پہلے مروان بن حکم نے کیا، تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: خطبہ سے پہلے نماز عید ہے۔ مروان نے کہا: پہلے جو طریقہ یہاں رائج تھا، اسے ترک کر دیا گیا ہے۔ تو سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: اس شخص نے (مروان پر نکیر کر کے) اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”آپ میں کوئی شخص جب برائی دیکھے، تو اسے ہاتھ سے ختم کرے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو، تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت و طاقت نہ ہو، تو دل میں برا جانے، یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“

(صحیح مسلم: 49)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

✿ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَمْ يَعْمَلْ بِذٰلِكَ أَحَدٌ قَبْلَ مَرْوَانَ .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ یہ کام (نمازعید سے پہلے خطبہ دینا) مروان نے پہلے کسی نے نہیں کیا۔''

(شرح الأربعين النّووية، ص 111)

(سوال): نمازی کے آگے سترہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نمازی کے آگے سترہ رکھنا مشروع ومستحب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سترہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے، وہ استحبابی ہے۔ اگر کوئی بغیر سترہ کے نماز پڑھ لے، تو اس کی نماز درست اور جائز ہے اور وہ گناہ گار نہیں۔

✿ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ جَمِيعِ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ فِي أَنَّ مُصَلِّيًا لَوْ صَلّٰى إِلٰى سُتْرَةٍ هِيَ أَطْوَلُ أَوْ أَقْصَرُ مِنْ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ، أَنَّ صَلَاتَهٗ مَاضِيَةٌ جَائِزَةٌ، وَأَنَّهٗ غَيْرُ عَاصٍ رَبَّهٗ بِفِعْلِهٖ ذٰلِك، فَمَعْلُومٌ بِذٰلِكَ أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَمْرِهٖ عَلٰى وَجْهِ النُّدْبِ وَالْاِخْتِيَارِ .

''تمام علمائے اُمت کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی نمازی سترہ رکھ کر نماز پڑھے، اس کا سترہ کجاوے کی پچھلی لکڑی سے زیادہ لمبا یا چھوٹا ہو، تو اس کی نماز درست اور صحیح ہے، نیز وہ ایسا کرنے سے رب تعالیٰ کا گناہ گار نہیں ہوگا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم استحباب اور اختیار پر محمول ہے۔''

(تهذيب الآثار [الجزء المفقود]، ص 318)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: نبی کریم ﷺ کی ولادت کس دن ہوئی؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سوموار کے دن ہوئی۔

❁ سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ؟ قَالَ : ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ .

''نبی کریم ﷺ سے سوموار کے روزے کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا: اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھے نبوت ملی۔''

(صحیح مسلم : 1162)

❁ امام طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مِمَّا لَا خِلَافَ فِيهِ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ .

''(نبی کریم ﷺ کی پیدائش اور بعثت سوموار کو ہوئی) اس میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔''

(تاريخ الطّبري : 293/2)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هَذَا مَا لَا خِلَافَ فِيهِ أَنَّهُ وُلِدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ .

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سوموار کے دن ہوئی۔''

(البداية والنّهاية : 374/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: قربانی کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے ہاں قربانی مشروع ہے۔قربانی میں مخصوص دن کو مخصوص عمر کے جانوروں کا خون بہایا جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کا متوارث عمل ہے اوراس پر امت کا تعامل رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خود قربانی کی ،صحابہ،تابعین، تبع تابعین اورائمہ دین قربانی کرتے رہے۔

نیز قربانی کے استحباب ومشروعیت پر کتاب وسنت اورامت کا اجماع دلیل ہے۔ یہ اسلام کا شعاراور اللہ کریم کے شکر کا نرالہ انداز بھی ہے۔قربانی اللہ کا حق ہے اوراس کے قرب کا بہترین ذریعہ ہے۔

جولوگ قربانی کی اہانت کرتے ہوئے اس کوترک کردیتے ہیں،وہ گناہ گار ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾(الحج : ٣٤) .

’’ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی ہے،تا کہ وہ ان کوعطا کردہ چوپاوں پراللہ کا نام ذکرکریں۔‘‘

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (٧٠٢ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ الْأُضْحِيَّةَ مِنْ شَعَائِرِ الدِّينِ .

’’قربانی دین کے شعائر میں سے ہے،اس میں کوئی اختلاف نہیں۔‘‘

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 291/2)

سوال: نبی کریم ﷺ کی وفات کب ہوئی؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: نبی کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات ربیع الاول کے مہینے میں سوموار کے دن ہوئی۔ یہاں تک اہل علم کا اتفاق ہے، تاریخ میں اختلاف ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ : فِي كَمْ كَفَّنْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ : فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَقَالَ لَهَا : فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ : يَوْمَ الِاثْنَيْنِ .

''میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں گئی، تو انہوں نے پوچھا: آپ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ عرض کیا: تین سفید چادروں میں، کفن میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔ پھر پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی وفات کس دن ہوئی، عرض کیا: سوموار کو۔''

(صحيح البخاري : 1387)

❁ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ فِيهِ أَنَّهٗ كَانَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ .

''محدثین کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات ماہ ربیع الاول میں سوموار کے دن ہوئی۔''

(تاريخ الطّبري : 199/3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ تُوُفِّيَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ .

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات سوموار کے دن ہوئی۔''

(البِداية والنّهاية : 104/8)

سوال: ''غلس'' کسے کہتے ہیں؟

جواب: نماز فجر اندھیرے میں ادا کی جاتی ہے، اس اندھیرے کو عربی میں ''غلس'' کہتے ہیں۔

بعض الناس کا کہنا ہے کہ مسجد نبوی کی چھت نیچی تھی، باہر روشنی ہوتی تھی اور مسجد میں اندھیرا ہوتا تھا، نبی کریم ﷺ مسجد کے اندر نماز پڑھتے تھے، دیکھنے والے نے مسجد کے اندر موجود اندھیرے پر ''غلس'' کا لفظ بول دیا۔

جبکہ علم اس بات کی حمایت نہیں کرتا، کیونکہ غلس کا معنی رات کے آخری حصے کا اندھیرا ہوتا ہے۔ کمرے کے اندھیرے پر یہ لفظ نہیں بولا جاتا۔

سوال: حج کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: حج کی تین اقسام ہیں؛ ① حج افراد ② حج تمتع ③ حج قران۔

حج افراد کا مطلب میقات پر اکیلے حج کی نیت سے احرام باندھنا، حج کے بعد احرام کھول دینا۔ قران کا مطلب ایک ہی احرام کے ساتھ حج اور عمرہ کرنا اور حج تمتع کا مطلب یہ ہے کہ حج سے پہلے عمرہ کا احرام باندھنا، عمرہ مکمل کرنے کے بعد احرام کھول دینا، پھر حج کے آغاز کے وقت دوبارہ احرام باندھنا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حج کے یہ تینوں طریقے جائز اور صحیح ہیں۔قرآن کریم، احادیث صحیحہ اور اجماع اُمت اس پر واضح دلیل ہیں۔

۞ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِي جَوَازِ التَّمَتُّعِ وَالْقِرَانِ وَالْإِفْرَادِ .

وَالتَّمَتُّعُ : هُوَ أَنْ يُحْرِمَ بِالْعُمْرَةِ مِنَ الْمِيقَاتِ وَيَدْخُلَ مَكَّةَ وَيَطُوفَ وَيَسْعٰى، وَيَفْعَلَ أَفْعَالَ الْعُمْرَةِ وَيَتَحَلَّلَ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ، أَحْرَمَ بِالْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ، ثُمَّ يَخْرُجُ إِلٰى عَرَفَةَ وَيَفْعَلُ أَفْعَالَ الْحَجِّ .

وَالْإِفْرَادُ : أَنْ يُحْرِمَ بِالْحَجِّ وَحْدَهٗ مِنَ الْمِيقَاتِ، ثُمَّ يَقِفَ بِعَرَفَةَ وَيَفْعَلَ أَفْعَالَ الْحَجِّ، فَإِذَا تَحَلَّلَ، خَرَجَ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ وَفَعَلَ أَفْعَالَهَا .

وَالْقِرَانُ : أَنْ يَنْوِيَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مِنَ الْمِيقَاتِ، وَيَطُوفَ لَهُمَا وَيَسْعٰى، وَكُلُّهٗ جَائِزٌ .

”حج تمتع، قران اور افراد کے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔

حج تمتع یہ ہے کہ آدمی میقات سے عمرہ کا احرام باندھے، مکہ میں داخل ہو، طواف کعبہ اور صفا ومروہ کی سعی کرے اور عمرہ کے افعال اسرانجام دے اور احرام کھول دے، پھر جب یوم ترویہ (آٹھ ذوالحج) ہو، تو مکہ سے ہی حج کا احرام باندھ لے، میدان عرفات جائے اور حج کے ارکان ادا کرے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حج افراد یہ ہے کہ آدمی میقات سے اکیلے حج کی نیت سے احرام باندھے، پھر میدان عرفات میں وقوف کرے اور ارکان حج ادا کرے، پھر جب احرام کھول دے، تو (چاہے تو) مقام تنعیم (مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا) کے پاس جائے، عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ کی ادائیگی کرے۔

حج قران یہ ہے کہ آدمی میقات پر حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھے، حج وعمرہ کا طواف اور سعی کرے۔

یہ سب طریقے جائز ہیں۔''

(مُثير العَزم السّاكن :197/1، كشف المُشكل :182/1)

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ كُلَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ بِإِجْمَاعٍ .

''حج کی یہ تینوں قسمیں جائز ہیں، اس پر اجماع ہے۔''

(تفسير القُرطبي : 390/2)

سوال: درج ذیل آیت کریمہ کی تفسیر کیا ہے؟

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَّلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾

(آل عمران : ٧٨)

''اہل کتاب میں سے ایک جماعت ایسی ہے، جو کتاب کی تلاوت کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اپنی زبانیں مروڑتے ہیں، تاکہ تم اسے کتاب اللہ کا حصہ سمجھ لو، حالانکہ وہ کتاب اللہ کا حصہ نہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ (حکم) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہے، یہ لوگ جانتے بوجھتے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں۔''

(جواب): یہ آیت اہل کتاب کے علما کے بارے میں نازل ہوئی، جو اپنی کتاب کی من مانی تشریح و تفسیر کرتے تھے، اپنی خواہشات کو کتاب اللہ کا نام دیتے تھے اور اسے اللہ تعالیٰ کی وحی قرار دیتے تھے، اس لیے وہ ان الفاظ کی تلاوت بھی اسی طرح کرتے، جس طرح وہ اپنی کتاب کی تلاوت کرتے تھے، لوگوں کو یہ باور کراتے کہ ہم کتاب اللہ کی آیات تلاوت کر رہے ہیں، یوں وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور بہتان بازی کے مرتکب قرار پائے، خود تو گمراہ ہوئے، لوگوں کی گمراہی کا بھی سبب بنے۔ یہاں اللہ تعالیٰ انہیں راہبوں اور احبار کی مذمت فرما رہے ہیں۔

✿ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أَخْبَرَ تَعَالٰی أَنَّهُمْ يُفَسِّرُونَهَا وَيُؤَوِّلُونَهَا، وَيَضَعُونَهَا عَلٰی غَيْرِ مَوَاضِعِهَا، وَهٰذَا مَا لَا خِلَافَ فِيهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ أَنَّهُمْ يَتَصَرَّفُونَ فِي مَعَانِيهَا وَيَحْمِلُونَهَا عَلٰی غَيْرِ الْمُرَادِ، كَمَا بَدَّلُوا حُكْمَ الرَّجْمِ بِالْجَلْدِ وَالتَّحْمِيمِ مَعَ بَقَاءِ لَفْظِ الرَّجْمِ فِيهَا، وَكَمَا أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، مَعَ أَنَّهُمْ مَأْمُورُونَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِإقَامَةِ الْحَدِّ وَالْقَطْعِ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ .

”اللہ تعالیٰ کا خبر دی ہے کہ اہل کتاب (کے علماء) اپنی کتاب کی تفسیر اور تاویل کرتے ہیں اور اس کے مفاہیم اور مرادوں کو بدل دیتے ہیں، اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ اہل کتاب اپنی کتابوں کے معانی ومفاہیم میں تصرف کرتے تھے اور ان آیات کو ایسے معانی پر محمول کر دیتے تھے، جو آیات میں مراد ہی نہیں ہوتے تھے، جیسا کہ انہوں نے رجم کے حکم کو کوڑے مارنے اور منہ کالا کرنے سے بدل دیا، حالانکہ ان کی کتاب میں ”رجم“ کا لفظ موجود تھا، اسی طرح ان کے ہاں کوئی معزز شخص چوری کرتا، تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا، تو اس پر حد قائم کرتے تھے، حالانکہ انہیں ہر معزز اور کمزور آدمی پر حد قائم کرنے اور ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا تھا۔“

(البِداية والنّهاية : 3/79)

سوال: اگر کسی برائی کو دور کرنے سے موت کا اندیشہ ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: برائی کو دور کرنا واجب ہے، البتہ اگر ہاتھ یا زبان سے برائی کو دور کرنے سے قتل ہونے کا اندیشہ ہو، تو یہ حکم واجب نہیں، کیونکہ جب جان بچاتے ہوئے زبان پر کلمہ کفر لانا جائز ہے، تو جان بچانے کے لیے برائی کے خلاف آواز نہ اٹھانا بالاولیٰ جائز ہے۔

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ .

”آپ میں کوئی شخص جب برائی دیکھے، تو اسے ہاتھ سے ختم کرے، اگر اس کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

استطاعت نہ ہو، تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت وطاقت نہ ہو، تو دل میں برا جانے، یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

(صحیح مسلم : 49)

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ مَنْ خَافَ الْقَتْلَ أَوِ الضَّرْبَ سَقَطَ عَنْهُ التَّغْيِيرُ وَهُوَ مَذْهَبُ الْمُحَقِّقِينَ سَلَفًا وَّخَلَفًا .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ جس شخص کو قتل یا مار پڑنے کا اندیشہ ہو، اس سے برائی دور کرنے کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ یہ سلف وخلف میں محققین اہل علم کا مذہب ہے۔''

(شرح الأربعين النّووية، ص 115)

البتہ اگر کوئی شخص موت کے خوف کے باوجود برائی پر نکیر کرے، تو یہ عزیمت ہے اور قتل کے اندیشہ سے خاموشی اختیار کرنا رخصت ہے، لیکن وہ برائی کو دل میں برا ضرور جانے۔ اگر برائی کے خلاف آواز اٹھانے پر قتل کر دیا جائے، تو یقیناً یہ شہادت ہے۔

سوال: کیا غیر اللہ مخلوق کی مدد و نصرت کر سکتے ہیں؟

جواب: مافوق الاسباب مدد نہ غیر اللہ سے مانگی جا سکتی ہے اور نہ وہ مدد کرنے کی استطاعت وقدرت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن سے بھی مانگا جاتا ہے اور جن کو بھی پکارا جاتا ہے، وہ نہ اپنی خود مدد کر سکتے ہیں اور نہ کسی کے کام آ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف انداز سے مشرکوں اور ان کے معبودوں کی بے بسی کو بیان کیا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ، إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ❊ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾(الحجّ : ٧٣۔٧٤)

''لوگو! ایک عظیم الشان مثال بیان کی جارہی ہے، اسے پوری طرح توجہ سے سنو، یقیناً اللہ کے علاوہ جنہیں تم پکارتے ہو، وہ سب کے سب اکٹھے بھی ہو جائیں، تو کبھی ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اور اگر مکھی ان سے کوئی شے چھین کر لے جائے، تو وہ اس سے وہ شے بھی واپس نہیں لے سکتے، پکارنے والا بھی کمزور ہے اور جسے پکارا جا رہا ہے، وہ بھی کمزور ہے۔لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی کہ جو قدر کرنے کا حق تھا، بے شک اللہ تعالیٰ بہت قوت وطاقت والا اور غالب ہے۔''

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَخْبَرَ تَعَالٰى أَنَّهٗ لَوِ اجْتَمَعَتْ آلِهَتُهُمْ كُلُّهَا، مَا اسْتَطَاعُوا خَلْقَ ذُبَابَةٍ، بَلْ لَوِ اسْتَلَبَتْهُمُ الذُّبَابَةُ شَيْئًا مِّنْ حَقِيرِ الْمَطَاعِمِ وَطَارَتْ، لَمَا اسْتَطَاعُوا إِنْقَاذَ ذٰلِكَ مِنْهَا، فَمَنْ هٰذِهٖ صِفَتُهٗ وَحَالُهٗ كَيْفَ يُعْبَدُ لِيَرْزُقَ وَيُسْتَنْصَرُ؟ وَلِهٰذَا قَالَ تَعَالٰى : ﴿لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ﴾ أَيْ بَلْ هُمْ مَخْلُوقُونَ مَصْنُوعُونَ كَمَا قَالَ الْخَلِيلُ : ﴿قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ❊

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾(الصَّافَّاتِ : ٩٥-٩٦) ثُمَّ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا﴾ أَيْ لِعَابِدِيهِمْ ﴿وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴾ يَعْنِي وَلَا لِأَنْفُسِهِمْ يَنْصُرُونَ مِمَّنْ أَرَادَهُمْ بِسُوءٍ، كَمَا كَانَ الْخَلِيلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَكْسِرُ أَصْنَامَ قَوْمِهٖ وَيُهِينُهَا غَايَةَ الْإِهَانَةِ، كَمَا أَخْبَرَ تَعَالٰى عَنْهُ فِي قَوْلِهٖ : ﴿فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ﴾(الصَّافَّاتِ : ٩٣)وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ﴾(الْأَنْبِيَاءِ : ٥٨) .

''اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اگر مشرکین کے سبھی معبودان اکھٹے ہو جائیں، تب بھی ایک معمولی مکھی پیدا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے، بلکہ اگر مکھی ان سے کھانے کی معمولی شے چھین کر اڑ جائے، تو ان میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ اس سے وہ شے چھڑوا لیں۔جس (کی کمزوری ولا چاری) کی یہ حالت اور کیفیت ہو،تو رزق حاصل کرنے اور مدد لینے کے لیے اس کی عبادت کیسے کی جا سکتی ہے؟ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ﴿لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ﴾ ''ان معبودان باطلہ نے کوئی شے نہیں پیدا کی، بلکہ یہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔'' یعنی یہ خود مخلوق ہیں اور انہیں بنایا گیا ہے۔اسی طرح سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا تھا : ﴿قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ۞ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾(الصَّافَّات : ٩٥-٩٦)''کیا تم ایسے معبودوں کی عبادت کرتے ہو، جنہیں تم نے خود تراشا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ تمہارا بھی خالق اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارے اعمال کا بھی۔'' پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا﴾ ''یہ (معبودان باطلہ) ان (مشرکوں) کی مدد کرنے کی استطاعت وطاقت نہیں رکھتے۔'' ﴿وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴾ ''نہ یہ (معبودان باطلہ) اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔'' یعنی اگر کوئی ان سے برائی کا ارادہ کرے، تو وہ اپنے آپ کی مدد بھی نہیں کر سکتے۔'' جیسے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی قوم کے بتوں کو توڑا اور ان خوب رسوا کیا، اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں خبر دی ہے: ﴿فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ﴾ (الصَّافَّاتِ: ٩٣) ''انہوں (ابراہیم علیہ السلام) نے ان (بتوں) پر دائیں ہاتھ سے سخت ضرب لگائی۔'' نیز فرمان الٰہی ہے: ﴿فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ﴾ (الْأَنْبِيَاءِ: ٥٨) ''انہوں نے ان سب (بتوں) کو ریزہ ریزہ کر دیا، سوائے بڑے (بت) کے، تاکہ وہ (لوگ) لوٹ کر اس (بڑے بت) کی طرف آئیں۔''

(تفسیر ابن کثیر: 529/3)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴾ (الأعراف: ١٩٧)

''جنہیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہاری مدد کی طاقت نہیں رکھتے، نہ خود اپنی مدد پر قادر ہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ بقاعی رحمہ اللہ (۸۸۵ھ) فرماتے ہیں:

﴿لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ﴾ أَيْ بِوَجْهٍ مِّنْ وُجُوهِ النُّصْرَةِ بِدَلِيلِ عِجْزِكُمْ عَنِّي وَأَنَا وَحْدِي وَأَنْتُمْ أَهْلُ الْأَرْضِ ﴿وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴾ بِدَلِيلِ أَنَّ الْكَلْبَ يَبُولُ عَلَيْهِمْ فَلَا يَمْنَعُونَهُ.

''وہ تمہاری کسی طرح کی مدد نہیں کر سکتے، کیونکہ تم مجھ سے عاجز ہو، میں اکیلا ہوں اور تم سب زمین والے ہو۔ وہ اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے، کیونکہ اگر کوئی کتا ان (کی قبر) پر پیشاب کر دے، تو وہ اسے روک نہیں سکتے۔''

(نظم الدُّرر : 199/8)

سوال: مسجد میں ناظرہ قرآن کی کلاس لگانا کیسا ہے؟

جواب: مساجد میں ناظرہ قرآن کلاس کا اہتمام ہونا چاہیے، بچوں کے لیے قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ بنیادی عقائد ومسائل کی تعلیم کا بندوبست بھی کیا جانا چاہیے، بچوں کو مسنون دعائیں یاد کرائی جائیں، وضو، غسل اور نماز وغیرہ کی مشق کرائی جائے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَّلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِّنْ بُيُوتِ اللّٰهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَيَتَدَارَسُونَهٗ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهٗ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهٗ، لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جو شخص علم کی تلاش کے لیے راستے پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان بنا دیتے ہیں، جو قوم اللہ گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتی ہے، کتاب اللہ کی تلاوت کرتی ہے اور اسے سمجھتی اور سمجھاتی ہے، تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں (اپنے پَروں سے) گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر اپنے پاس موجود فرشتوں میں کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ جسے اس کے عمل نے پیچھے کر دیا، اس کا حسب ونسب اسے آگے نہیں کر سکتا۔“

(صحيح مسلم : 2699)

❁ حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلٰى تِلَاوَةِ الْقُرآنِ فِي الْمَسْجِدِ .

”یہ حدیث دلیل ہے کہ مسجد میں تلاوت قرآن کے لیے اجتماع کرنا با فضیلت عمل ہے۔“

(شرح الأربعين النّووية، ص 120)

مسجد میں ناظرہ قرآن کے ساتھ ساتھ قرآن فہمی کا بندوبست بھی ہونا چاہیے، جس سے ہر چھوٹا بڑا مستفید ہو، علماء کو چاہیے کہ عوام الناس کی ذہنی استعداد کو مدنظر رکھ کر قرآنی علوم کو بیان کریں۔ کتاب وسنت میں اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، عہد صحابہ سے آج تک مسلمانوں کی مساجد میں اس کا اہتمام ہوتا رہا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ یاد رہے کہ قرآن کریم جید عالم دین سے سمجھنا چاہیے، جو قرآن، علوم قرآن، احادیث اور مسائل واحکام کے متعلق اچھی معلومات رکھتا ہو۔ وہ تفسیر میں صحابہ اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سلف کے فہم کو ترجیح دے۔قرآن کی من چاہی تفسیر کرنا قرآن کی خدمت نہیں، بلکہ قرآن کی تاویل ہے۔غلط تفسیر سے کئی فتنے جنم لیتے ہیں،جن کے خاتمے کا واحد حل یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر اور حدیث کے مفہوم میں سلف اُمت کے علم پر بھروسا کیا جائے،آیت اور حدیث کا جو معنی ومفہوم سلف نے لیا ہے،اسی پر اکتفا کیا جائے،ان کی مراد کے خلاف قرآن کی تفسیر کرنا یا حدیث کی تشریح کرنا سراسر گمراہی ہے،اسی کو خواہش پرستی کہتے ہیں،اُمت میں سبھی فتنوں کی بنیادی وجہ یہی رویہ اور رَوش ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۳۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا عورت مردوں کی امام بن سکتی ہے؟

جواب: عورت عورتوں کی امام بن سکتی ہے، مردوں کو امامت نہیں کرا سکتی۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا .

”میں اور ایک لڑکے نے ہمارے گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کی، میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی تھیں۔“

(صحيح البخاري : 727، صحيح مسلم : 658)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهٖ وَبِأُمِّهٖ، أَوْ خَالَتِهٖ، قَالَ : فَأَقَامَنِي عَنْ يَّمِينِهٖ، وَأَقَامَ الْمَرْأَةَ خَلْفَنَا .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میری والدہ یا خالہ کو نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دائیں جانب، جب کہ عورت کو پیچھے کھڑا کیا۔“

(صحيح مسلم : 660)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ ایک روایت ہے:

صَلّٰى بِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِامْرَأَةٍ مِّنْ أَهْلِي، فَأَقَامَنِي عَنْ يَّمِينِهٖ، وَالْمَرْأَةُ خَلْفَنَا.

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے گھر کی ایک عورت کو نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے مجھے دائیں جانب اور عورت کو پیچھے کھڑا کیا۔''

(مسند الإمام أحمد: 302/1، سنن النّسائي: 805، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ابن خزیمہ (۱۵۳۷) اور امام ابن حبان (۲۲۰۴) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ إِمَامَةِ الْمَرْأَةِ لَا تَصِحُّ، لِأَنَّهَا لَمَّا أُخِّرَتْ عَنْ مُسَامَتَةِ الرِّجَالِ كَانَ مَنْعُهَا مِنَ التَّقْدِيمِ عَلَيْهِمْ أَوْلٰى.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ عورت کا (مردوں کو) امامت کرانا جائز نہیں، کیونکہ جب اسے مردوں کے برابر کھڑے ہونے سے پیچھے کر دیا گیا ہے، تو انہیں مردوں سے آگے کھڑا کرنا بالاولیٰ منع ہے۔''

(الشّافي: 48/2)

سوال: کیا بخاری و مسلم کی تمام روایات صحیح ہیں؟

جواب: صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہر مرفوع متصل روایت صحیح ہے، اس پر اجماع ہے، بخاری و مسلم کی روایات کو اُمت کی تلقی بالقبول حاصل ہے۔ اس کی روایات میں تردد یا شک نہیں کیا جائے گا۔

❁ حافظ علائی رحمہ اللہ (۷۶۱ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الْأَئِمَّةَ اتَّفَقَتْ عَلٰى أَنَّ كُلَّ مَا أَسْنَدَهُ الْبُخَارِيُّ أَوْ مُسْلِمٌ، فِي كِتَابَيْهِمَا الصَّحِيحَيْنِ فَهُوَ صَحِيحٌ، لَا يُنْظَرُ فِيهِ.

''ائمہ حدیث کا اتفاق ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اپنی صحیحین میں جو (مرفوع) روایت باسند ذکر کی ہے، وہ صحیح ہے، اس میں تردد اور شک نہیں کیا جائے گا۔''

(النّقد الصّحيح، ص 22)

سوال: کیا چھری سے کاٹ کر کھانا جائز ہے؟

جواب: گوشت، روٹی، یا کسی بھی کھانے کی شے کو چھری، چاکو یا تیز دھار آلے سے کاٹ کر کھانا جائز ہے، ممانعت یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں، اس سلسلہ میں مروی روایات غیر ثابت ہیں۔

❁ سیدنا عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ، فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَلْقَى السِّكِّينَ، فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

''آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کی دستی (چھری سے) کاٹ کر کھا رہے تھے، اسی اثنا آپ کو نماز کے لیے بلاوا آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری رکھی اور نماز پڑھائی، (گوشت کھانے کی وجہ سے) وضو نہیں کیا۔''

(صحيح البخاري: 208، صحيح مسلم: 355)

❁ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ (٦٠٦ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْفِقْهِ جَوَازُ جَزِّ اللَّحْمِ بِالسِّكِّينِ .

”اس حدیث میں فقہی فائدہ ہے کہ چھری سے گوشت کاٹ کر کھانا جائز ہے۔“

(الشّافي :257/1)

تنبیہ:

❀ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقْطَعُوا الْخُبْزَ بِالسِّكِّينِ كَمَا تَقْطَعُهُ الْأَعَاجِمُ .

”روٹی کو چھری سے مت کاٹو، جیسا کہ عجمی لوگ کاٹتے ہیں۔“

(المعجم الكبير للطّبراني : 624، شعب الإيمان للبيهقي : 5606)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عباد بن کثیر بصری ”ضعیف ومتروک“ ہے۔

② عطاء بن یسار کا سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے سماع کا مسئلہ ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطَعَ الْخُبْزُ بِالسِّكِّينِ وَقَالَ : أَكْرِمُوا الْخُبْزَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی کو چھری سے کاٹنے سے منع کیا، نیز فرمایا: روٹی کی عزت کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی عزت کرتا ہے۔“

(الخلافيات للبيهقي : 448/2)

جھوٹی روایت ہے۔ ابوعصمہ نوح بن ابی مریم ”کذاب ووضاع“ ہے۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”موضوع“ کہا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: اونچی آمین کہنا کیسا ہے؟

جواب: جہری نمازوں میں امام اور مقتدی دونوں کے لیے اونچی آمین کہنا ہی مسنون ہے، اس پر کئی احادیث اور آثار دلالت کناں ہیں، دل میں آہستہ آمین کہنے کے متعلق روایات مبہم اور غیر ثابت ہیں۔

سوال: اگر کسی شخص کو مجبور کیا جائے کہ فلاں بے گناہ شخص کو قتل کرو، ورنہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا، تو کیا وہ بے گناہ شخص کو قتل کر سکتا ہے؟

جواب: اگر کسی کو مجبور کیا جائے کہ کسی بے گناہ کو قتل کرے، ورنہ اس کی جان لے لی جائے گی، تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی جان بچا کر کسی بے گناہ کی جان لے۔ اگرچہ اپنی جان بچانا ضروری ہے، لیکن اس کے بدلے کسی بے گناہ کی جان لینا جائز نہیں۔ لہٰذا اسے چاہیے کہ بے گناہ کی جان مت لے، خواہ اس کے بدلے اسے قتل کر دیا جائے۔

❁ حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّهٗ لَوْ أُكْرِهَ عَلٰی قَتْلِ مَعْصُومٍ لَّمْ يُبَحْ لَهٗ أَنْ يَقْتُلَهٗ، فَإِنَّهٗ إِنَّمَا يَقْتُلُهٗ بِاخْتِيَارِهٖ افْتِدَاءً لِنَفْسِهٖ مِنَ الْقَتْلِ، هٰذَا إِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمُعْتَدِّ بِهِمْ، وَكَانَ فِي زَمَنِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ يُخَالِفُ فِيهِ مَنْ لَا يُعْتَدُّ بِهٖ.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ جس شخص کو کسی معصوم کو قتل کرنے پر مجبور کیا جائے، تو اس کے لیے اسے قتل کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ اپنے اختیار سے اپنی جان بچانے کے لیے اس (معصوم) کو قتل کر رہا ہے۔ یہ قابل اعتماد اہل علم کا اجماع ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے زمانے میں بعض غیر معتمد لوگوں نے اس اجماع کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخالفت کی ہے۔‘‘

(جامِع العُلوم والحِکَم: 371/2)

سوال: کیا حسد کرنا حرام ہے؟

جواب: کسی شخص کی نعمت کو دیکھ کر دل میں گھٹن محسوس کرنا اور خواہش کرنا کہ اس کی نعمت اس سے چھن جائے، حسد کہلاتا ہے، یہ حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اس پر کتاب وسنت اور اجماع اُمت بین دلیل ہیں۔

کسی کی نعمت کو دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ یہ میرے پاس بھی ہوتی، تو یہ رشک کہلاتا ہے، رشک کرنا جائز ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا .

’’بدگمانی سے بچیں، بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی ثابت ہوتی ہے اور کسی کے عیوب نہ ڈھونڈیں، کسی کا عیب خواہ مخواہ مت ٹٹولیں، کسی کے بھاؤ پر بھاؤ مت بڑھائیں، حسد نہ کریں، بغض نہ رکھیں اور کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کریں، بلکہ سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہیں۔‘‘

(صحيح البخاري: 6064)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَحَاسَدُوا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”آپس میں حسد مت کریں۔“

(صحيح مسلم : 2564)

❁ علامہ صرصری رحمہ اللہ (۷۱۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ النَّاسُ مِنَ الْمَشَرِّعِينَ وَغَيْرِهِمْ عَلٰى تَحْرِيمِ الْحَسَدِ وَقُبْحِهٖ، وَوَرَدَتْ نُصُوصُ الشَّرْعِ بِذٰلِكَ، وَهٰذَا الْحَدِيثُ يَقْتَضِي تَحْرِيمَهٗ .

”قانون دان اور دیگر تمام لوگوں کا اجماع ہے کہ حسد کرنا حرام اور قبیح عمل ہے۔ اس پر شرعی نصوص وارد ہوئی ہیں۔ یہ حدیث بھی حسد کی تحریم کا تقاضا کرتی ہے۔“

(التّعيين، ص 294)

سوال: کیا خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع ضروری ہے؟

جواب: خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع بھی ضروری ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سنت کو اپنی سنت کی طرح لازم پکڑنے کا حکم دیا ہے۔

❁ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ .

”میری اور خلفائے راشدین کی سنت لازم پکڑیں۔“

(سنن أبي داوٗد : 4607، سنن الترمذي : 2676، مسند الإمام أحمد : 126/4، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵)، حافظ ضیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مقدسی رحمہ اللہ (إتباع السنّة واجتناب البدع : ٢) نے ''صحیح''، حافظ بزار رحمہ اللہ (جامع بیان العلم وفضله لابن عبد البرّ : ٢٣٠٦) نے «ثَابِتٌ صَحِيحٌ» اور حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (جامع بیان العلم وفضله : ٢٣٠٦) نے «ثَابِتٌ» کہا ہے۔

❀ امام حاکم رحمہ اللہ (١/ ٩٥) فرماتے ہیں:

صَحِيْحٌ، لَيْسَ لَهٗ عِلَّةٌ .

''یہ حدیث صحیح ہے، اس میں کوئی علت نہیں۔''

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ حافظ ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ جَيِّدٌ مِّنْ صَحِيحِ حَدِيثِ الشَّامِيِّينَ .

''یہ شامیوں کی صحیح مرویات میں سے جید حدیث ہے۔''

(المسند المستخرج علٰی صحيح الإمام مسلم :36/1)

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ (شرح السنّة : ١٠٢) نے ''حسن'' کہا ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَحَّحَهُ أَيْضًا الْحَافِظُ أَبُوْ نُعَيْمٍ الْأَصْفَهَانِيُّ وَالدَّغُوْلِيُّ، وَقَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ الْأَنْصَارِيُّ : هُوَ أَجْوَدُ حَدِيْثٍ فِي أَهْلِ الشَّامِ وَأَحْسَنُهٗ .

''اسے حافظ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ اور حافظ دغولی رحمہ اللہ نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ الاسلام انصاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: شامیوں کی مرویات میں سے یہ حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیداور عمدہ ترین ہے۔''

(تُحفة الطّالب، ص 36)

❁ حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

فِي أَمرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاتِّبَاعِ سُنَّتِهٖ، وَسُنَّةِ خُلَفَائِهِ الرَّاشِدِينَ بَعْدَ أَمْرِهٖ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِوُلَاةِ الْأُمُورِ عُمُومًا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ سُنَّةَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ مُتَّبَعَةٌ، كَاتِّبَاعِ سُنَّتِهٖ، بِخِلَافِ غَيْرِهِمْ مِنْ وُلَاةِ الْأُمُورِ.

''نبی کریم ﷺ نے اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت کا اتباع کرنے کا (خاص) حکم دیا ہے اور دیگر حکمرانوں کی عمومی طور پر سمع واطاعت کا حکم دیا ہے، یہ دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سنت کی طرح خلفائے راشدین کی سنت کا بھی اتباع ہے، جبکہ دیگر حکمرانوں کا معاملہ ان (خلفائے راشدین) کی طرح نہیں ہے۔''

(جامع العُلوم والحِكَم: 121/2)

سوال: نکاح متعہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: نکاحِ متعہ کے فرد اور معاشرے پر نہایت مضر اثرات تھے، جن کی بنا پر اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔ اس کے مقابلے میں شرعی نکاح کو رائج کیا گیا، جو مفاسد سے بالکل خالی اور فرد و معاشرے کے لیے بے شمار فوائد کا حامل ہے۔

شرعی نکاح کا اہم مقصد عفت و عصمت کا تحفظ ہے، جو کہ نکاحِ متعہ سے حاصل نہیں ہوتا، نیز نکاحِ شرعی میں اہم جزو دوام و استمرار ہے، جو کہ متعہ میں نہیں پایا جاتا۔ نکاحِ شرعی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا اہم فائدہ محبت ومودّت اور سکون ہے، جو کہ نکاحِ متعہ میں ناپید ہے۔ نکاحِ شرعی میں بیک وقت ایک سے زائد بیویوں کا تصور تو ہے، لیکن ایک سے زائد خاوندوں کا تصور قطعاً نہیں، جبکہ نکاحِ متعہ میں ایک سے زائد خاوندوں کا تصور واضح طور پر پایا جاتا ہے۔ ایک عورت کے لیے نکاحِ متعہ کے ذریعے ایک ہی دن میں بیسیوں افراد سے منہ کالا کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔

نکاحِ متعہ کے ذریعے معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے اور انسانوں میں بہیمانہ رویے پروان چڑھتے ہیں۔ ایک عورت جب نکاحِ متعہ کے ذریعے کئی مردوں سے تعلق رکھتی ہے، تو کیا معلوم اس کی کوکھ میں پلنے والا بچہ کس کا ہے؟ ایسے بچے عام طور پر خونخوار درندے ہی بنتے ہیں، پرامن شہری نہیں بن پاتے۔ نکاحِ متعہ میں ولی (باپ، بھائی) کے حقوق بھی پامال ہوتے ہیں۔ عصمت جو انسانیت کا جوہر ہے، ختم ہو جاتی ہے اور ماحول میں آوارگی پھیلتی ہے۔

نکاح متعہ حرام اور باطل ہے، کتاب وسنت اور اجماع اُمت کے دلائل اس کے حرام ہونے پر بالکل واضح ہیں۔

❁ علامہ مظہری حنفی رحمہ اللہ (۷۲۷ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى تَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَكَذٰلِكَ أَهْلُ الْبِدَعِ إِلَّا الشِّيعَةَ .

''نکاح متعہ کی حرمت پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے، اسی طرح شیعہ کے علاوہ تمام اہل بدعت کا بھی اجماع ہے۔''

(المَفاتيح شرح المَصابيح : 39/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب مسلمان ہوئے تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب کا اسلام لانا ثابت نہیں۔

❁ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ (۱۵۰ھ) سے منسوب ہے:

أَبُو طَالِبٍ مَاتَ كَافِرًا .

''ابو طالب حالت کفر میں فوت ہوئے۔''

(الفقه الأكبر، ص 255)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُؤْمِنْ بِهٖ .

''ابو طالب نبی کریم ﷺ پر ایمان نہیں لائے تھے۔''

(شرح الفقه الأكبر، ص 255)

سوال: جادو کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: جادو برحق ہے، اس کی حقیقت اور اثر ہے۔

جادو ایک مرض ہے، دیگر امراض کی طرح یہ بھی انبیا کو لاحق ہوسکتا تھا، قرآن وحدیث میں کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ انبیا علیہم السلام پر جادو نہیں ہوسکتا۔ نبی کریم ﷺ پر بھی جادو ہوا۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

سَحَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودِيٌّ مِّنْ يَهُودِ بَنِي زُرَيْقٍ، يُقَالُ لَهٗ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَتْ : حَتّٰى كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهٗ يَفْعَلُ الشَّيْءَ، وَمَا يَفْعَلُهٗ، حَتّٰى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ، أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ، دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ دَعَا، ثُمَّ دَعَا، ثُمَّ قَالَ : يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ؟ جَاءَ نِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ، أَوِ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي : مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ : مَطْبُوبٌ، قَالَ : مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ : لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَ : فِي أَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ : فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ، قَالَ : وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ، قَالَ : فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ : فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ، قَالَتْ : فَأَتَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ، ثُمَّ قَالَ : يَا عَائِشَةُ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ، وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ قَالَتْ : فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا أَحْرَقْتَهُ؟ قَالَ : لَا، أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللّٰهُ، وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا، فَأَمَرْتُ بِهَا فَدُفِنَتْ .

’’بنوزریق کے لبید بن اعصم نامی ایک آدمی نے اللہ کے رسول ﷺ پر جادو کر دیا، آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ کسی کام کو کر رہے ہیں، حالانکہ کیا نہ ہوتا تھا، حتی کہ ایک دن یا ایک رات جبکہ آپ ﷺ میرے پاس تھے، آپ نے بار بار دعا کی، پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے، جو میں اس سے پوچھ رہا تھا؟ میرے پاس دو آدمی آئے، ایک میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا، ان میں سے ایک نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھا: اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے، اس نے کہا: کس نے کیا ہے؟ کہا: لبید بن اعصم نے، اس نے کہا: کس چیز میں؟ کہا: کنگھی، بالوں اور نر کھجور کے شگوفے میں۔ اس نے کہا: وہ کہاں ہے؟ کہا: بئرِ ذی اَروان میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ وہاں گئے، پھر واپس آئے اور فرمایا: اے عائشہ! اس کنویں کا پانی گویا کہ مہندی ملا ہوا تھا اور اس کی کھجوریں گویا شیطانوں کے سر تھے۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) میں نے کہا: کیا آپ نے اسے نکالا ہے؟ فرمایا: نہیں، مجھے تو اللہ نے عافیت دے دی ہے، میں اس بات سے ڈر گیا کہ اس کا شر لوگوں میں اٹھاؤں، لہٰذا میں نے اسے دفن کرنے کا حکم دے دیا۔"

(صحيح البخاري: 5766، صحيح مسلم: 2891)

یہ متفق علیہ حدیث دلیل قاطع اور برہانِ عظیم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا تھا۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَنْكَرَ قَوْمٌ مِنْ أَصْحَابِ الطَّبَائِعِ السِّحْرَ، وَأَبْطَلُوا حَقِيقَتَهُ، وَدَفَعَ آخَرُونَ مِنْ أَهْلِ الْكَلَامِ هٰذَا الْحَدِيثَ، وَقَالُوا: لَوْ جَازَ أَنْ يَعْمَلَ فِي نَبِيِّ اللّٰهِ السِّحْرُ، أَوْ يَكُونَ لَهُ فِيهِ تَأْثِيرٌ، لَمْ يُؤْمَنْ أَنْ يُؤَثِّرَ ذٰلِكَ فِيمَا يُوْحٰى إِلَيْهِ مِنْ أُمُورِ الدِّينِ وَالشَّرِيعَةِ، وَيَكُونُ فِي ذٰلِكَ ضَلَالُ الْأُمَّةِ.

وَالْجَوَابُ: إِنَّ السِّحْرَ ثَابِتٌ، وَحَقِيقَتُهُ مَوْجُودَةٌ، اِتَّفَقَ أَكْثَرُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْأُمَمِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْفَرَسِ وَالْهِنْدِ وَبَعْضِ الرُّومِ عَلٰى إِثْبَاتِهِ، وَهٰؤُلَاءِ أَفْضَلُ سُكَّانِ وَاسِطَةِ الْأَرْضِ، وَأَكْثَرُهُمْ عِلْمًا وَّحِكْمَةً، وَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَمْرَ السِّحْرِ فِي كِتَابِهٖ فِي قِصَّةِ سُلَيْمَانَ، وَمَا كَانَ الشَّيَاطِينُ يَعْمَلُونَهٗ مِنْ ذٰلِكَ، وَيُعَلِّمُونَ النَّاسَ مِنْهُ، فَقَالَ : ﴿وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ......﴾

وَأُمِرَ بِالْاِسْتِعَاذَةِ مِنْهُ، فَقَالَ : ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ وَرَدَ فِي ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَنِ الصَّحَابَةِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، أَخْبَارٌ كَثِيرَةٌ، لَا يُنْكِرُهَا لِكَثْرَتِهَا إِلَّا مَنْ أَنْكَرَ الْعِيَانَ، وَجَحَدُوا الضُّرُورَةَ ....

فَأَمَّا مَا زَعَمُوهُ مِنْ دُخُولِ الضَّرَرِ عَلَى النُّبُوَّةِ مِنْ أَجْلِ إِثْبَاتِ السِّحْرِ، وَتَأْثِيرِهٖ فِي أَهْلِهَا، وَوُقُوعِ الْوَهْنِ فِي أَمْرِهَا، فَلَيْسَ الْأَمْرُ فِي ذٰلِكَ عَلٰى مَا قَدَّرُوهُ، وَالْأَنْبِيَاءُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ يَجُوزُ عَلَيْهِ مِنَ الْأَعْرَاضِ وَالْعِلَلِ، مَا يَجُوزُ عَلٰى غَيْرِهِمْ إِلَّا فِيمَا خَصَّهُمُ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْعِصْمَةِ فِي أَمْرِ الدِّينِ الَّذِي أَرْصَدَهُمْ لَهٗ، وَبَعَثَهُمْ بِهٖ، وَلَيْسَ تَأْثِيرُ السِّحْرِ فِي أَبْدَانِهِمْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِأَكْثَرَ مِنَ الْقَتْلِ، وَتَأْثِيرِ السُّمِّ وَالْأَمْرَاضِ، وَعَوَارِضِ الْأَسْقَامِ فِيهِمْ، وَقَدْ قُتِلَ زَكَرِيَّا، وَابْنُهُ يَحْيٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، وَسُمَّ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشَّاةِ الَّتِي أُهْدِيَتْ لَهُ بِخَيْبَرَ، ...... وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ : دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَحْمُومٌ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا، فَقَالَ : أَجَلْ، إِنِّي أُوْعَكُ وَعْكَ رَجُلَيْنِ مِنْكُمْ، فَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِمَّا ذَكَرْنَا قَادِحًا فِي نُبُوَّتِهِمْ، وَلَا دَافِعًا لِفَضِيلَتِهِمْ، وَإِنَّمَا هُوَ امْتِحَانٌ وَّابْتِلَاءٌ .

”فزیکل سائنس کے ماہرین میں سے ایک گروہ نے جادو کا انکار کیا ہے اور اس کی حقیقت کو باطل قرار دیا ہے، دیگر اہل کلام نے اس حدیث کا رد کیا ہے، کہتے ہیں کہ اگر جادو اللہ کے نبی پر ہوسکتا ہے یا آپ ﷺ پر اثر انداز ہوسکتا ہے، تو پھر اس بات کا اندیشہ باقی رہتا ہے کہ یہ دینی اور شرعی اُمور میں وحی پر بھی اثر انداز ہوا ہے اور اس میں اُمت کی گمراہی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ جادو ثابت ہے اور اس کی حقیقت موجود ہے۔ عرب، فارس، ہند اور بعض روم میں اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اکثر لوگ جادو کا اثبات کرتے ہیں۔ یہ لوگ زمین کے سب سے افضل باشندے ہیں اور علم وحکمت میں سب سے زیادہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قصہ سلیمان علیہ السلام کے بیان میں ذکر کیا ہے کہ جادو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کا وجود ہے، شیاطین جادو کرتے تھے اور لوگوں کو سکھاتے تھے، چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ......﴾ ''مگر شیاطین نے کفر کیا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور جو بابل شہر میں دو فرشتوں ہاروت ماروت پر نازل کیا گیا......۔''

جادو سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ ''(کہیے کہ) گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے (میں پناہ مانگتا ہوں)۔'' نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت سی روایات مروی ہیں۔ وہ روایات اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا انکار وہ لوگ ہی کر سکتے ہیں، جو مشاہدے اور ضروریات دین کا انکار کرتے ہیں۔

یہ جو فلاسفہ کہتے ہیں کہ جادو، اس کی تاثیر اور اس سے معاملات میں کمزوری واقع ہونے کے اثبات سے نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ضرر داخل ہوتا ہے، تو بات ایسے بالکل نہیں، جیسے انہوں نے اندازے لگا رکھے ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی وہ عوارض اور بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں، جو غیر نبی کو لاحق ہوتی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں خصوصیت بخشی ہے کہ انہیں دینی اُمور میں معصوم بنایا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں دینی اُمور (کی تبلیغ) کے لیے منتخب کیا ہے اور اسی مقصد کے لیے انہیں مبعوث فرمایا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے اجسام میں جادو کے اثرات قتل، زہر، بیماریوں اور عوارض کے اثرات سے زیادہ نہیں ہوتے۔ سیدنا زکریا علیہ السلام اور اُن کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا گیا، ہمارے نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ کو بکری کے گوشت میں ملا کر زہر دیا گیا، جو آپ ﷺ کو خیبر میں تحفہ دی گئی تھی۔......سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے یہاں گیا، آپ ﷺ کو بخار تھا، عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کو تو بہت تیز بخار ہے، فرمایا: جی ہاں، مجھے دو بندوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔''

ہماری ذکر کردہ کوئی شے بھی انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت میں قدح کا باعث نہیں اور نہ انبیائے کرام علیہم السلام کی فضیلت کے خلاف ہے، کیونکہ یہ تو فقط امتحان اور آزمائش ہے۔''

(أعلام الحديث : 2/1500-1502)

سوال: کیا ماہِ رمضان میں زکوٰۃ دینا مستحب ہے؟

جواب: اسلام نے زکوٰۃ کے لیے کوئی مہینہ خاص نہیں کیا۔ زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے، جب مال پر سال گزر جائے، خواہ کسی بھی مہینہ میں ہو۔ البتہ اگر کوئی ماہِ رمضان میں زکوٰۃ نکالنے کی ترتیب بنا لے، تو ایسا کرنا مستحب ہے، یقیناً رمضان میں اعمال کا اجر بڑھ جاتا ہے، تو زکوٰۃ کی ادائیگی پر بھی دیگر مہینوں کی بہ نسبت رمضان میں زیادہ ثواب ملتا ہے، اس لیے اگر کوئی رمضان کی رمضان زکوٰۃ نکالے، تو ایسا کرنا درست بلکہ بہتر ہے۔

❀ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا:

هٰذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ .

''یہ (رمضان) آپ کی زکوٰۃ کا مہینہ ہے۔''

(موطأ الإمام مالك : 253/1، مسند الشّافعي، ص 97، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 7607، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَهُوَ مَوْقُوفٌ .

”اس کی سند صحیح ہے اور یہ موقوف روایت ہے۔“

(المَطالب العالية : 504/5)

❀ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

يُسْتَحَبُّ أَنْ يُّخْتَارَ لَهَا شَهْرٌ مِّنَ الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ .

”مستحب ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے حرمت والے مہینوں میں سے کسی مہینے کو یا ماہِ رمضان کو خاص کر لیا جائے۔“

(الشّافي : 112/3)

سوال: کیا قرآن کی تلاوت کے لیے وضو شرط ہے؟

جواب: تلاوت کے لیے وضو شرط نہیں، بشرطیکہ تلاوت زبانی کرے یا موبائل وغیرہ سے دیکھ کر کرے، کیونکہ مصحف پکڑنے کے لیے وضو شرط ہے۔

❀ علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُحْدِثُ أَجْمَعُ الْعُلَمَاءِ عَلٰى جَوَازِ قِرَاءَتِهٖ، وَإِنْ كَانَ الْأَوْلٰى لَهٗ أَنْ يَّكُونَ عَلٰى وُضُوءٍ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ بے وضو شخص کے لیے تلاوت کرنا جائز ہے، البتہ بہتر اور اولیٰ یہی ہے کہ وہ وضو کی حالت میں تلاوت کرے۔“

(قضاء الأرب، ص 383)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: قرآن کریم میں جو ''رکوع'' لکھے ہوئے ہیں، اس کا آغاز کس نے کیا؟

جواب: یہ تو معلوم نہیں کہ قرآن کریم میں ''رکوع'' اور ''منزل'' وغیرہ کس نے مقرر کیے، البتہ اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ تقسیم آسانی کے لیے کی گئی ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كُنْتُ أَكْتُبُ الْوَحْيَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ يَشْتَدُّ نَفَسَهُ وَيَعْرَقُ عَرَقًا شَدِيدًا مِثْلَ الْجُمَانِ، ثُمَّ يُسَرّٰى عَنْهُ، فَأَكْتُبُ وَهُوَ يُمْلِي عَلَيَّ، فَمَا أَفْرَغُ حَتّٰى يَثْقُلَ، فَإِذَا فَرَغْتُ قَالَ: اقْرَأْ فَأَقْرَأُهُ، فَإِنْ كَانَ فِيهِ سَقْطٌ أَقَامَهُ.

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر وحی لکھا کرتا تھا، وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی سخت ہوتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے موتیوں کی مانند پسینے کے قطرے ڈھلتے تھے، پھر جب وحی کی کیفیت ختم ہوتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وحی لکھواتے اور میں لکھتا، جب میں لکھنے سے فارغ ہوتا، تو مجھے (قرآن لکھنے کا) بوجھ محسوس ہوتا، جب میں لکھنے سے فارغ ہوتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: پڑھیے، تو میں وہ وحی پڑھتا تھا، اگر اس میں کوئی لفظ لکھنے سے رہ جاتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصحیح کروادیتے تھے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني: 142/5، المُعجم الأوسط: 1913)

جواب: سند ضعیف ہے۔ سلیمان بن زید بن ثابت مجہول الحال ہے۔

سوال: مہدی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے، قربِ قیامت پیدا ہوں گے اور وہ پوری دنیا میں عدل و انصاف کے پھریرے لہرائیں گے۔

ائمہ محدثین کا اتفاق ہے کہ مہدی کے بارے میں مروی احادیث متواتر اور صحیح ہیں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا ظُهُورُ الْمَهْدِيِّ فِي آخِرِ الزَّمَانِ وَأَنَّه يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا، كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا، وَأَنَّهٗ مِنْ عِتْرَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ، مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَثَابِتٌ، وَقَدْ وَرَدَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ عَنْ سَيِّدِ الْأَخْيَارِ .

''آخری زمانے میں مہدی کا ظاہر ہونا، زمین کو عدل وانصاف کے ساتھ بھر دینا، جیسے وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی، ان کا اہل بیت سے ہونا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہونا ثابت ہے، اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ساری احادیث مروی ہیں۔''

(مِنْحُ الرَّوض الأزهر على الفقه الأكبر، ص 344)

سوال: ایک عورت کو زنا پر مجبور کیا جاتا ہے، کیا وہ اپنی عزت بچانے کے لیے خودکشی کرسکتی ہے؟

جواب: بے شک زنا حرام اور قبیح عمل ہے، باعث رسوائی ہے۔ زنا بالجبر میں عورت گناہ گار نہیں، عزت بچانے کے لیے خودکشی کرنا جائز نہیں، البتہ اسے چاہیے کہ وہ دعا کرے، جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ رضی اللہ عنہا نے دعا کی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۳۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جمعہ کے دن غسل مستحب ہے، اگر کوئی شخص نماز جمعہ کے بعد غسل کرے، کیا وہ جمعہ کے دن غسل کی فضیلت حاصل کر لے گا؟

جواب: جمعہ کے دن غسل کی فضیلت اس شخص کے لیے ہے، جو نماز جمعہ کے لیے آنے سے پہلے غسل کرے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ؛ فَلْيَغْتَسِلْ .

”جب آپ میں سے کوئی جمعہ پڑھنے آئے، تو غسل کر کے آئے۔“

(صحيح البخاري : 877، صحيح مسلم : 844)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ مَّنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِيِّ، فَيَأْتُونَ فِي الْغُبَارِ يُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ، فَأَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْسَانٌ مِّنْهُمْ، وَهُوَ عِنْدِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''لوگ جمعہ کے دن اپنے گھروں اور دُور کے علاقوں سے گرد و غبار سے گزر کر آتے تھے۔ وہ گرد و غبار میں اَٹے ہوتے تھے اور پسینے سے شرابور ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ اس وقت میرے پاس تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس دن کے لیے غسل کرتے (تو اچھا ہوتا)۔''

(صحيح البخاري : 902، صحيح مسلم : 847)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے:

كَانَ النَّاسُ مَهَنَةَ أَنْفُسِهِمْ، وَكَانُوا إِذَا رَاحُوا إِلَى الْجُمُعَةِ؛ رَاحُوا فِي هَيْئَتِهِمْ، فَقِيلَ لَهُمْ : لَوِ اغْتَسَلْتُمْ .

''صحابہ کرام محنت و مزدوری کرنے والے لوگ تھے، جب وہ جمعہ کے لیے آتے، تو اپنی اسی حالت میں آتے۔ اس پر انہیں یہ فرمایا گیا کہ اگر تم غسل کرو، تو بہتر ہے۔''

(صحيح البخاري : 903، صحيح مسلم : 847)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے لیے آتے وقت غسل مسنون ہے، نہ کہ جمعہ کے دن کسی بھی حصہ میں۔ جن احادیث میں جمعہ کے دن کا ذکر ہے، ان سے مراد بھی جمعہ کے لیے آتے وقت ہے۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلَى أَنَّهُ لَوِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ فَوَاتِ الْجُمُعَةِ أَنَّهُ غَيْرُ مُصِيبٍ لِغُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَدَلَّ أَنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمَقْصُودَ بِالْغُسْلِ إِلَى الرَّوَاحِ لَا إِلَى الْيَوْمِ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد غسل کرے، تو وہ جمعہ کے مسنون غسل کا ثواب پانے والا نہیں ہے، یہ دلیل ہے کہ مقصود جمعہ کے لیے آتے وقت غسل کرنا ہے، نہ کہ (مطلقاً) جمعہ کے دن۔''

(شرح صحيح البخاري : 492/2)

سوال: اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے لیے صفت کلام ثابت ہے، اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صوت وحروف سے کلام کرتا ہے، قرآن کریم بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جسے اللہ نے صوت وحروف سے تلفظ کیا ہے۔ جبکہ متکلمین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم صوت وحروف کے بغیر کلام کیا ہے، کیونکہ اگر صوت وحروف سے کلام کرنا مانیں گے، تو مخلوق سے تشبیہ لازم آئے گی، لہٰذا قرآن مجید کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے تلفظ کردہ نہیں ہیں، دوسرے لفظوں میں قرآن کریم جبریل نے اللہ تعالیٰ سے الفاظ وحروف میں نہیں سنا، اس لیے فارسی زبان میں قرآن پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، یہ سلف کے اجماع کے خلاف ہے۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ تَعَالَى لَمْ يَزَلْ مُتَكَلِّمًا إِذَا شَاءَ وَمَتٰى شَاءَ وَكَيْفَ شَاءَ، وَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِهٖ بِصَوْتٍ يُسْمَعُ، وَأَنَّ نَوْعَ الْكَلَامِ قَدِيمٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنِ الصَّوْتُ الْمُعَيَّنُ قَدِيمًا، وَهٰذَا الْمَأْثُورُ عَنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ .

''اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی متکلم ہے، جب چاہتا ہے، جیسے چاہتا ہے۔ وہ صوت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(آواز) کے ساتھ کلام کرتا ہے، اس کا کلام سنا جاتا ہے، کلام کی نوع قدیم ہے، اگرچہ معین صوت (کے ساتھ کلام کرنا) قدیم نہیں ہے۔ یہ ائمہ حدیث اور ائمہ اہل سنت سے منقول و ماثور عقیدہ ہے۔"

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 169)

سوال: کیا بے ہوش ہونے سے غسل واجب ہو جاتا ہے؟

جواب: بے ہوش ہونے پر غسل واجب نہیں ہوتا، الا یہ کہ وہ جنبی ہو جائے۔

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعُلَمَاءُ مُتَّفِقُونَ غَيْرَ هٰؤُلَاءِ أَنَّ مَنْ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُجْنِبَ .

"ان بعض کے علاوہ باقی تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ جس پر غشی طاری ہو، اس پر غسل واجب نہیں، الا یہ کہ وہ جنبی ہو جائے۔"

(شرح صحيح البخاري :300/1)

بے ہوشی پر غسل کرنا واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غشی طاری ہونے پر غسل کیا ہے۔

❀ عبداللہ بن عتبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ : أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَّرَضِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَتْ : بَلٰى، ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : أَصَلَّى النَّاسُ؟ قُلْنَا : لَا، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ، قَالَ : ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ، قَالَتْ :

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَفَعَلْنَا، فَاغْتَسَلَ ....

”میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں نہیں بتائیں گی؟ انھوں نے فرمایا: کیوں نہیں۔ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے، تو استفسار فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں، وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ فرمایا: میرے لیے برتن میں پانی ڈالیے۔ ہم نے ایسا کیا، تو آپ ﷺ نے غسل فرمایا (تین مرتبہ اسی طرح ہوا)......۔“

(صحيح البخاري : 687، صحيح مسلم : 418)

سوال: کیا سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے؟

جواب: جھوٹ گناہ کبیرہ ہے اور اس کا شمار رذائل میں ہوتا ہے، جبکہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام عمداً کبائر اور رذائل سے معصوم و محفوظ ہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَكْذِبْ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ، ثِنْتَيْنِ فِي ذَاتِ اللّٰهِ، قَوْلُهُ : ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾(الصّافّات : ٨٩) وَقَوْلُهُ : ﴿قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا﴾(الأنبياء : ٦٣) قَالَ : وَبَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ فِي أَرْضِ جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ إِذْ نَزَلَ مَنْزِلًا، فَأَتَى الْجَبَّارَ رَجُلٌ فَقَالَ : إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ هَاهُنَا فِي أَرْضِكَ رَجُلٌ مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ : مَا هٰذِهِ الْمَرْأَةُ مِنْكَ؟ قَالَ : هِيَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أُخْتِي قَالَ : اذْهَبْ فَأَرْسِلْ بِهَا قَالَ : فَانْطَلَقَ إِلٰى سَارَةَ فَقَالَ لَهَا : إِنَّ هٰذَا الْجَبَّارَ سَأَلَنِي عَنْكِ، فَأَخْبَرْتُهُ : أَنَّكِ أُخْتِي فَلَا تُكَذِّبِينِي عِنْدَهُ، فَإِنَّكِ أُخْتِي فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّهُ لَيْسَ فِي الْأَرْضِ مُسْلِمٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ، فَانْطَلَقَ بِهَا وَقَامَ إِبْرَاهِيمُ يُصَلِّي فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ فَرَآهَا أَهْوٰى إِلَيْهَا فَتَنَاوَلَهَا، فَأُخِذَ أَخْذًا شَدِيدًا فَقَالَ : ادْعِي اللّٰهَ لِي، وَلَا أَضُرُّكِ، فَدَعَتْ لَهُ فَأُرْسِلَ، فَأَهْوٰى إِلَيْهَا فَتَنَاوَلَهَا، فَأُخِذَ بِمِثْلِهَا، أَوْ أَشَدَّ مِنْهَا، ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ الثَّالِثَةَ، فَأُخِذَ فَذَكَرَ مِثْلَ الْمَرَّتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ، وَكَفَّ فَقَالَ : ادْعِي اللّٰهَ لِي وَلَا أَضُرُّكِ، فَدَعَتْ لَهُ فَأُرْسِلَ، ثُمَّ دَعَا أَدْنٰى حُجَّابِهِ فَقَالَ : إِنَّكَ لَمْ تَأْتِنِي بِإِنْسَانٍ، وَلَكِنَّكَ أَتَيْتَنِي بِشَيْطَانٍ أَخْرِجْهَا، وَأَعْطِهَا هَاجَرَ قَالَ : فَخَرَجَتْ وَأُعْطِيَتْ هَاجَرَ، فَأَقْبَلَتْ فَلَمَّا أَحَسَّ إِبْرَاهِيمُ بِمَجِيئِهَا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ فَقَالَ : مَهْيَمْ فَقَالَتْ : قَدْ كَفَى اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ، وَأَخْدَمَنِي هَاجَرَ .

''ابراہیم علیہ السلام نے زندگی میں صرف تین خلاف واقعہ باتیں کہیں، دو اللہ کی خاطر، ایک یہ کہ میں بیمار ہوں اور دوسرا یہ کہ ان بتوں کو بڑے بت نے توڑا ہے۔ (تیسرا یہ کہ) آپ علیہ السلام ایک دفعہ کسی جابر بادشاہ کے علاقے میں تھے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ کو آپ علیہ السلام کی بیوی سارہ کے حسن کے متعلق بتایا گیا، بادشاہ نے پیغام بھیجا کہ ابراہیم آپ کے ساتھ یہ خاتون کون ہیں؟ فرمایا: یہ میری بہن ہیں، کہنے لگا: انہیں میرے پاس بھیج دیجئے۔ پھر آپ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، کہا: میری تکذیب نہ کیجئے گا۔ میں نے انہیں بتایا ہے کہ آپ میری بہن ہیں، اللہ کی قسم اس وقت میرے اور آپ کے علاوہ کوئی مومن دنیا میں موجود نہیں۔ پھر سیدہ سارہ کو بادشاہ کے پاس بھیج دیا، بادشاہ ان کی طرف آیا، مگر اس کو سختی سے جکڑ دیا گیا، کہنے لگا: اللہ سے میری رہائی کی دعا کیجئے، میں آپ کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔ اسے رہائی ملی، تو پھر قریب آنے لگا اور سخت پکڑ آ گئی، اس نے دعا کی درخواست کی اور دوبارہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کیا، ایسا تین دفعہ ہوا۔ تیسری دفعہ کے بعد اپنے قریبی خادم کو بلایا، کہنے لگا: تم لوگ میرے پاس کسی انسان کو نہیں کسی سرکش جن کو لائے ہو، اسے لے جائیے اور خدمت کے لئے ہاجر کو ان کے ساتھ بھیج دیجئے۔ وہ ہاجر کو لے کر آ گئیں، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے انہیں دیکھ کر نماز مکمل کی، پوچھا: کیا بیتی؟ انہیں بتایا کہ اللہ نے کافر کی سازش کو ناکام بنا دیا اور اس نے ہاجر کو خدمت کے لئے ساتھ بھیجا ہے۔''

(صحیح البخاري: 3357، 3358، صحیح مسلم: 2371)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے قطعاً جھوٹ نہیں بولا، بلکہ توریہ کیا ہے۔

توریہ کا مطلب ہے کہ خلاف واقعہ ایسی بات کرنا، جو جھوٹی نہ ہو، مگر ظاہری الفاظ سے سامنے والا وہ مراد نہ لے۔ توریہ پر ''کذب'' کا لفظ بھی بولا جاتا ہے۔

بالفاظ دیگر اہل عرب کے ہاں لفظ ''کذب'' سے کئی معانی مراد لیے جاتے ہیں، ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جگہ ''جھوٹ'' مراد نہیں ہوتا۔ سیاق کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

❁ علامہ انور شاہ کاشمیری دیوبندی صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّ الثَّلَاثَةَ تَوْرِيَاتٌ لَا كَذَبَاتٌ صَرِيحَةٌ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ بلاشبہ تینوں جگہ توریہ مراد ہے، ان سے صریح جھوٹ مراد نہیں۔''

(العَرف الشّذي : 69/2)

❁ علامہ بیضاوی رحمہ اللہ (۶۸۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَقُّ أَنَّهَا مَعَارِيضُ، وَلٰكِنْ لَمَّا كَانَتْ صُورَتُهَا صُورَةَ الْكَذِبِ سَمَّاهَا أَكَاذِيبَ .

''حق بات یہی ہے کہ یہاں توریہ مراد ہے، لیکن چونکہ توریہ کی صورت جھوٹ والی ہوتی ہے، اس لیے ان پر ''کذب'' کا لفظ بول دیا گیا۔''

(تُحفة الأبرار شرح مصابيح السّنّة : 408/3)

سوال: کیا زانی عورت کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

جواب: اگر زانیہ مستحق ہے، تو شرعی نقطہ نظر سے اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ رَجُلٌ : لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ : تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ : تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى زَانِيَةٍ، فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، عَلٰى زَانِيَةٍ؟ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ، فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ غَنِيٍّ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ : تُصُدِّقَ عَلٰى غَنِيٍّ، فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، عَلٰى سَارِقٍ وَّعَلٰى زَانِيَةٍ وَعَلٰى غَنِيٍّ، فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهٗ : أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهٗ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ .

’’ایک شخص نے صدقہ کرنے کا ارادہ کیا اور صدقہ لے کر باہر نکلا اور ایک چور کے ہاتھ پر صدقہ کر دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ (رات) ایک چور پر صدقہ کر دیا گیا۔ صدقہ کرنے والا کہنے لگا: اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے، میں ضرور کچھ صدقہ کروں گا۔ تو وہ صدقہ لے کر نکلا اور ایک زانیہ کو صدقہ دے آیا، صبح ہوئی تو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ کو صدقہ دیا گیا۔ وہ شخص کہنے لگا: اللہ! تعریف صرف تیری ہے، میں زانیہ پر صدقہ کر بیٹھا؟ اب پھر صدقہ کروں گا۔ وہ صدقہ لے کر نکلا اور کسی مالدار کو دے دیا، صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ غنی پر صدقہ کیا گیا۔ تو صدقہ کرنے والا شخص عرض گزار ہوا: اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے، پہلے چور کو صدقہ دے دیا، پھر زانیہ کو اور اب مالدار شخص کو۔ تو اس کے پاس ایک شخص آیا اور اسے کہنے لگا: جو آپ نے چور کو صدقہ دیا ہے، اس سے شاید وہ چوری سے باز آ جائے، زانیہ زنا سے توبہ کر لے

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

اور مالدار شاید عبرت پکڑ لے اور اللہ کے دیے ہوئے مال سے خرچ کرنے لگے۔“

(صحيح البخاري : 1421، صحيح مسلم : 1022)

✿ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الصَّدَقَةُ عَلَى السَّارِقِ وَالزَّانِيَةِ، فَإِنَّ الْعُلَمَاءَ مُتَّفِقُونَ أَنَّهُمَا إِنْ كَانَا فَقِيرَيْنِ فَهُمَا مِمَّنْ تَجُوزُ لَهُ الزَّكَاةُ .

”رہا چور اور زانیہ پر صدقہ کرنے کا مسئلہ، تو اس پر اہل علم کا اتفاق ہے کہ اگر چور اور زانیہ فقیر ہوں، تو انہیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔“

(شرح صحيح البخاري : 423/3)

سوال: بعض کہتے ہیں کہ جب بھی نماز کا وقت ہو، تو وضو کرنا ضروری ہے، خواہ وہ پہلے باوضو کیوں نہ ہو، دلیل کے طور پر وہ مندرجہ ذیل آیت کریمہ پیش کرتے ہیں:

✿ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾(المائدة : ٦)

”اہل ایمان! نماز کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے چہرہ دھولیں اور کہنیوں سمیت ہاتھ دھولیں، سر کا مسح کریں اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھولیں۔“

اس استدلال کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: نماز کے لیے باوضو ہونا شرط ہے، اگر کسی کا وضو پہلے سے قائم ہے، تو اس پر نماز کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں، بلکہ مستحب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کئی مواقع پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہے کہ آپ ﷺ باوضو تھے، نماز کا وقت ہوا، تو بغیر وضو کیے نماز پڑھا دی۔ آیت کریمہ میں اس شخص کو وضو کا حکم دیا گیا ہے، جو بے وضو ہو، جس کا پہلے ہی وضو برقرار ہے، اس کے لیے نماز کے وقت وضو کرنا ضروری نہیں۔

❁ سیدنا عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ، فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَلْقَى السِّكِّينَ، فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

”آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بکری کی دستی (چھری سے) کاٹ کر کھا رہے تھے، اسی اثنا آپ کو نماز کے لیے بلاوا آیا، تو آپ ﷺ نے چھری رکھی اور نماز پڑھائی، (گوشت کھانے کی وجہ سے) وضو نہیں کیا۔“

(صحيح البخاري : 208، صحيح مسلم : 355)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ إِلٰى سِقَاءٍ فَأَخَذَ مِنْهُ مَاءً فَتَوَضَّأَ وُضُوءً ا خَفِيفًا يُقَلِّلُهُ وَيُخَفِّفُهُ قَالَ : فَصَنَعْتُ مِثْلَ الَّذِي صَنَعَ فَقُمْتُ عَنْ شِمَالِهِ فَحَوَّلَنِي عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ صَلّٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يُصَلِّيَ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُنَادِي فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''ایک رات میں اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرا، میں نے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اُٹھے اور مشکیزے سے پانی لے کر ہلکا سا وضو کیا۔ انہوں نے آپ کا وضو انتہائی ہلکا اور مختصر بتایا، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے بھی ایسے ہی وضو کیا اور آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے گھما کر اپنی دائیں جانب کر دیا۔ پھر جتنی اللہ تعالیٰ نے چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، پھر سو گئے، حتی کہ خراٹے لینے لگے، پھر آپ کے پاس مؤذن آیا، تو وضو کیے بغیر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔''

(صحيح البخاري : 138، صحيح مسلم : 763، المُنتقٰى لابن الجارود : 10)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَبَيَّنَ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيثِ أَنَّ الْوُضُوءَ لِلصَّلَاةِ لَيْسَ بِوَاجِبٍ عَلَى الْقَائِمِ إِلَيْهَا إِذَا كَانَ عَلٰى وُضُوءٍ وَأَنَّ دُخُولَ الْوَقْتِ وَحُضُورَ الصَّلَاةِ لَا يُوجِبَانِ عَلٰى مَنْ لَمْ يُحْدِثْ وُضُوءً وَعُلَمَاءُ الْمُسْلِمِينَ مُتَّفِقُونَ عَلٰى ذٰلِكَ فَبَانَ بِهٰذَا تَأْوِيلُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمُرَادُهٗ مِنْ كَلَامِهٖ حَيْثُ يَقُولُ : ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ﴾ الْآيَةَ وَصَحَّ أَنَّ الْمُرَادَ بِذٰلِكَ مَنْ لَمْ يَكُنْ عَلٰى وُضُوءٍ وَمَنْ كَانَ عَلٰى وُضُوءٍ فَإِنَّمَا هُوَ مَنْدُوبٌ إِلٰى ذٰلِكَ لَهٗ فِيهِ فَضْلٌ كَامِلٌ تَأَسِّيًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ان (مذکورہ) احادیث سے واضح ہوا کہ جو شخص باوضو ہو، اس پر نماز کے لیے جاتے ہوئے وضو کرنا واجب نہیں، نیز نماز کا وقت داخل ہونے اور نماز کے لیے حاضر ہونے سے اس شخص پر وضو واجب نہیں ہوتا، جو بے وضو نہیں ہے، اس پر علمائے مسلمین متفق ہیں۔ اس سے اللہ عزوجل کے فرمان کی تفسیر اور مراد بھی واضح ہوگئی۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ ......﴾ ''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے جاؤ، تو ہاتھ منہ کو دھولیا کرو......۔'' ثابت ہوا کہ اس سے مراد وہ شخص ہے، جو پہلے سے باوضو نہ ہو، جس کا پہلے ہی وضو قائم ہے، اس کے لیے نماز کے کھڑے ہوتے وقت وضو کرنا مستحب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کی بدولت اس میں کامل فضیلت ہے۔''

(التّمهيد : 241/18)

سوال: ایک عورت نے زنا کیا، جس سے وہ حاملہ ہوگئی، کیا کیا وضع حمل سے پہلے اس پر حد نافذ کی جاسکتی ہے؟

جواب: زنا سے حمل ہوا، تو وضع حمل تک زانیہ کو حد نہیں لگائی جائے گی، خواہ زانیہ شادی شدہ ہو، یا کنواری، اسے وضع حمل تک نہ رجم کیا جائے گا، نہ کوڑے لگائے جائیں گے، کیونکہ رجم سے پیٹ میں موجود بچہ مر جائے گا اور کوڑے لگانے سے بچے کو نقصان ہو سکتا ہے، اس پر فقہا کا اتفاق ہے۔ جب وضع حمل ہو جائے، تو جب تک بچہ کھانے پینے کا قابل نہ ہو جائے، تب تک زانیہ کو مہلت دی جائے گی، اس کے بعد رجم کر دیا جائے گا۔

❀ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جَاءَ تِ الْغَامِدِيَّةُ، فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِي، وَإِنَّهٗ رَدَّهَا، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ، قَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لِمَ تَرُدُّنِي؟ لَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزًا، فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَحُبْلٰى، قَالَ : إِمَّا لَا فَاذْهَبِي حَتّٰى تَلِدِي، فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي خِرْقَةٍ، قَالَتْ : هٰذَا قَدْ وَلَدْتُهٗ، قَالَ : اذْهَبِي فَأَرْضِعِيهِ حَتّٰى تَفْطِمِيهِ، فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهٖ كِسْرَةُ خُبْزٍ، فَقَالَتْ : هٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهٗ، وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ، فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلٰى صَدْرِهَا، وَأَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوهَا .

”غامدیہ عورت آئی، عرض کیا: اللہ کے رسول! میں زنا کر بیٹھی ہوں، مجھے (حد لگا کر) پاک کر دیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے واپس بھیج دیا، اگلے روز (وہ پھر آئی اور) اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے مجھے کیوں واپس بھیجا تھا؟ شاید آپ مجھے اسی طرح واپس بھیج رہے ہیں، جیسے آپ نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو واپس بھیجا تھا، اللہ کی قسم! میں حاملہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ایسی بات ہے، تو پھر واپس جائیں اور وضع حمل کے بعد آنا۔ پھر جب اس نے بچہ جنم دے دیا، تو بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی اور عرض کیا: میں نے یہ بچہ جنم دے دیا ہے، فرمایا: جائیے اور دودھ چھڑانے تک اس کی پرورش کیجئے۔ جب اس نے بچے کا دودھ چھڑا لیا، تو اسے لے کر آئی،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا، عرض کیا: اللہ کے نبی! اسے میں نے دودھ چھڑا دیا ہے اور یہ کھانا کھانے کے قابل ہو چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بچہ کسی مسلمان کے سپرد کیا اور عورت کے متعلق حکم دیا، اس کے لیے سینے تک گڑھا کھودنے کا حکم دیا، صحابہ کو حکم دیا (کہ اسے رجم کر دیں)، تو انہوں اسے رجم کر دیا۔"

(صحیح مسلم : 1695)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

هُمْ مُتَّفِقُونَ أَنَّهَا لَا تُجْلَدُ مَا دَامَتْ حَامِلًا كَمَا قَالُوا فِي الرَّجْمِ إِبْقَاءً عَلَى الْجَنِينِ .

"فقہا کا اتفاق ہے کہ جب تک (کنواری) زانیہ حاملہ ہے، اسے کوڑے نہیں لگائے جائیں گے، جیسا کہ فقہا نے (شادی شدہ زانیہ کو) رجم کرنے کے متعلق فرمایا ہے، تاکہ پیٹ میں موجود بچہ ضائع ہونے سے بچ جائے۔"

(إكمال المُعلم : 520/5)

سوال: ایک عورت کا خاوند فوت ہوا، وہ حاملہ ہے، چار ماہ دس دن گزر گئے، کیا اس کی عدت ختم ہو گئی؟

جواب: حاملہ کا شوہر فوت ہو یا اسے طلاق ہو جائے، دونوں صورتوں میں اس کی عدت وضع حمل ہے، خواہ سوا چار ماہ سے پہلے وضع حمل ہو جائے یا بعد میں۔ حاملہ کی عدت ہی وضع حمل ہے۔ لہٰذا جب تک حاملہ کا وضع حمل نہیں ہوگا، وہ عدت میں ہی رہے گی۔

❁ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْكُلُّ مُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّهَا إِذَا انْقَضَتْ لَهَا عِدَّةُ الْوَفَاةِ وَلَمْ تَضَعْ لَمْ تَحِلَّ حَتّٰى تَضَعَ .

”تمام فقہا کا اتفاق ہے کہ جب حاملہ کی عدت وفات (چار ماہ دس دن کی مدت) مکمل ہو جائے، لیکن ابھی وضع حمل نہیں ہوا، تو وہ وضع حمل تک حلال نہیں ہو گی (بلکہ عدت میں ہی رہے گی)۔“

(المُفهم : 280/4)

سوال: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو تفویض کی، جس کی پیشین گوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرمائی تھی اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے اس عمل کی تحسین فرمائی تھی۔ اس بنا پر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو سرداری ملی۔

✿ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

خِلَافَةُ الْحَسَنِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ وَأَوَّلُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ خَيْرُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ، لٰكِنَّهُ إِنَّمَا صَارَ إِمَامًا حَقًّا لَمَّا فَوَّضَ إِلَيْهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الْخِلَافَةَ، فَإِنَّ الْحَسَنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَايَعَهُ أَهْلُ الْعِرَاقِ بَعْدَ مَوْتِ أَبِيهِ، ثُمَّ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَوَّضَ الْأَمْرَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ، فَظَهَرَ صِدْقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَسَيُصْلِحُ اللّٰهُ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ» .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت چھ مہینہ رہی۔ مسلمانوں کے پہلے بادشاہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں، آپ رضی اللہ عنہ بہترین بادشاہ تھے،لیکن جب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے خلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی،تو آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق بن گئے، کیونکہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے والد گرامی (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کی شہادت کے بعد اہل عراق نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی، پھر سات مہینوں کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی، یوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچ ثابت ہوا: ”بلا شبہ میرا یہ بیٹا (حسن رضی اللہ عنہ) سردار ہے،عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔“

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 483)

سوال: جوا کا کیا حکم ہے؟

جواب: جوا حرام ہے،قرآن، احادیث اور اجماع اُمت اس پر دلیل ہیں۔

❀ علامہ ابن مازہ حنفی رحمہ اللہ (۶۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْقِمَارُ حَرَامٌ بِالْإِجْمَاعِ وَبِنَصِّ التَّنْزِيلِ .

”جوا حرام ہے،اس پر اجماع اور قرآنی نص دلیل ہے۔“

(المُحيط البُرهاني : 324/5)

سوال: شراب کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: شراب کی خرید وفروخت حرام ہے۔اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے،ان کی خرید وفروخت بھی حرام ہے۔

❀ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَا فَرْقَ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ فِي أَنَّ بَيْعَهَا مُحَرَّمٌ .

''اس میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں کہ شراب کی خرید وفروخت حرام ہے۔''

(الأمّ : 57/7)

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❀ روایت ہے:

مَا مِنْ جَمَاعَةٍ اجْتَمَعَتْ إِلَّا وَفِيهِمْ وَلِيٌّ لِلّٰهِ، لَا هُمْ يَدْرُونَ بِهٖ، وَلَا هُوَ يَدْرِي بِنَفْسِهٖ .

''جو بھی جماعت جمع ہوتی ہے، اس میں اللہ کا ولی ضرور ہوتا ہے، نہ لوگوں کو اس کا علم ہوتا ہے اور نہ خود ولی اپنے متعلق جانتا ہے۔''

جواب: روایت بے سند اور بے اصل ہے۔ کتب احادیث میں اس کا وجود نہیں۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ، وَهُوَ كَلَامٌ بَاطِلٌ .

''بے اصل روایت ہے، یہ باطل کلام ہے۔''

(شرح الطّحاوية، ص 360)

سوال: کیا اذان اور اقامت کے کلمات کی تعداد ایک جیسی ہے؟

جواب: اذان اور اقامت کے کلمات کی تعداد ایک سی نہیں ہے، اکہری اذان میں اکہری اقامت ہوتی ہے اور دہری اذان میں دہری اقامت ہوتی ہے، دونوں صورتوں میں اذان اور اقامت کے کلمات کی تعداد مختلف ہے۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الْإِقَامَةَ لَيْسَتْ كَالْأَذَانِ فِي عَدَدِ الْكَلِمَاتِ إِذَا كَانَ بِالتَّرْجِيعِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ اذان ترجیع والی ہو، تو اس صورت میں اقامت کے کلمات کی تعداد اذان کی طرح نہیں۔''

(السّنن الکبریٰ، تحت الحدیث : 1969)

سوال: حربی کافر کو صدقہ یا زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب: حربی کافر کو صدقہ یا زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ❊ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلٰى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (الممتحنة : ٨-٩)

''جن نے دین میں تمہارے ساتھ قتال نہیں کیا اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا، اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے ساتھ نیکی کرنے اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کو دوست بنانے سے منع کرتا ہے، جنہوں نے دین کے بارے میں تم سے قتال کیا، تمہیں تمہارے وطن (مکہ) سے نکالا اور نکالنے والے سے تعاون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ان لوگوں کو دوست بنانے والے بھی ظالم ہیں۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حربی کفار سے کسی قسم کا احسان یا نیکی نہیں کی جائے گی، نہ ان سے دوستی کی جائے گی، بلکہ ان سے اعلان برأت کیا جائے گا۔

تنبیہ:

❁ علمائے احناف نے نبی کریم ﷺ سے منسوب کیا ہے:

تَصَدَّقُوا عَلٰی أَهْلِ الْأَدْيَانِ كُلِّهَا .

''تمام اہل ادیان پر صدقہ کرو۔''

بے اصل و بے سند روایت ہے، کتب احادیث میں اس کا وجود نہیں۔

❁ علامہ ابوالعباس سروجی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ .

''میں اس روایت (کی سند پر) مطلع نہیں ہو سکا۔''

(تبيين الحقائق للزّيلعي :300/1)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَا أَصْلَ لَهٗ .

''یہ حدیث بے اصل ہے۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 872/2)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۴۰۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کا کیا حکم ہے؟

❀ علمائے احناف نے نبی کریم ﷺ سے منسوب کیا ہے:

الْوُضُوءُ عَلَى الْوُضُوءِ نُورٌ عَلٰى نُورٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

”وضو پر وضو کرنا روزِ قیامت نور پر نور ہوگا۔“

جواب: جھوٹی روایت ہے۔

❀ حافظ منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَحْضُرُنِي لَهٗ أَصْلٌ مِنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَعَلَّهٗ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

”نبی کریم ﷺ کی حدیث میں مجھے اس کی اصل معلوم نہیں، ممکن ہے کہ یہ کسی سلف کا کلام ہو، واللہ اعلم!“

(التّرغیب والتّرھیب: 98/1)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يُذْكَرْ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ .

”کتب حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(التّنبيه على مشكلات الهداية :270/1)

نیز فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ .

''اس کی کوئی اصل نہیں۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 874/2)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَحْضُرُنِي .

''اس وقت مجھے اس کا علم نہیں۔''

(البدر المُنير : 586/2)

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَجِدْ لَهٗ أَصْلًا .

''مجھے اس کی اصل نہیں ملی۔''

(تخريج أحاديث الإحياء، ص 159)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ .

''یہ ضعیف حدیث ہے۔''

(فتح الباري :237/1)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مَشْهُورٌ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ لَمْ يُذْكَرْ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الْمَشْهُورِ الْمُعْتَبَرَةِ .

''یہ روایت فقہ (حنفی) کی کتابوں میں مشہور ہے، جبکہ مشہور معتبر کتب حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔''

(البِناية شرح الهداية :1/232)

تنبیہ:

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰى طُهْرٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ .

''جس نے وضو پر وضو کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔''

(سنن أبي داود : 62، سنن التّرمذي : 59، سنن ابن ماجه : 512)

سند ضعیف ہے۔

① عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی ضعیف و مدلس ہے۔

② ابو غطیف ہزلی مجہول ہے۔

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ .

''یہ سند ضعیف ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 59)

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(تخريج أحاديث الإحياء، ص 159)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(التّلخيص الحبير :384/1)

سوال: عورت حیض سے پاک ہوئی، مگر غسل کے لیے پانی دستیاب نہیں، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: شریعت کا اصول ہے کہ جب پانی دستیاب نہ ہو، یا پانی استعمال کرنا ممکن نہ ہو، وضو اور غسل میں پاک مٹی سے تیمّم کر لیا جائے، تیمّم وضو اور غسل کا نائب ہے، یہ حکم ہر غسل اور وضو کے لیے ہے، لہٰذا حائضہ عورت پاک ہو، تو پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتی ہے۔

❁ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام کی غرض سے بھیجا۔ میں جنبی ہو گیا، پانی نہ ملا، تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہونے لگا، جیسے کوئی جانور مٹی میں لوٹیں لگاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو فرمایا:

إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْأَرْضَ، ثُمَّ تَنْفُخَ، ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ.

”دونوں ہاتھ زمین پر مارتے، انہیں پھونک کر چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیر لیتے، اتنا ہی کافی تھا۔“

(صحيح البخاري : 347، صحيح مسلم : 368، واللّفظ لهٗ)

❁ مفسر حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْجُنُبَ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ يُصَلِّي بِالتَّيَمُّمِ، وَكَذَا الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ إِذَا طَهُرَتَا وَعَدِمَتَا الْمَاءَ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یہ حدیث دلیل ہے کہ جنبی کو پانی نہ ملے، تو وہ تیمّم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے، اسی طرح حائضہ اور نفاس والی عورت جب پاک ہو جائیں اور انہیں پانی دستیاب نہ ہو، تو ان کا بھی یہی حکم ہے۔“

(تفسير البغوي : 2/228)

❀ امام مالک رحمہ اللہ سے سوال ہوا، تو فرمایا:

لِتَتَيَمَّمْ، فَإِنَّ مَثَلَهَا مَثَلُ الْجُنُبِ، إِذَا لَمْ يَجِدْ مَاءً تَيَمَّمَ .

”اس صورت میں عورت تیمّم کرے، کیونکہ اس کا حکم جنبی کا سا ہے، جب اسے پانی نہیں ملتا، تو وہ تیمّم ہی کرتا ہے۔“ (المؤطّأ : 1/59)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَوْلُ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ : أَنَّ الْجُنُبَ، وَالْحَائِضَ إِذَا لَمْ يَجِدَا الْمَاءَ تَيَمَّمَا وَصَلَّيَا .

”اکثر فقہا کا قول ہے کہ جنبی اور حائضہ اگر پانی نہ پائیں، تو تیمّم کر کے نماز پڑھیں گے۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 124)

سوال: کیا قرض کے طور پر جانور لینا جائز ہے؟

جواب: جانور قرض اور اُدھار کے طور پر لینا جائز ہے، احادیث میں جانور کو بطور قرض لینا ثابت ہے، اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے، بعض فقہا نے مکروہ کہا ہے، جبکہ ممانعت یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

❀ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْرًا، فَقَدِمَتْ عَلَيْهِ إِبِلٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ، فَأَمَرَ أَبَا رَافِعٍ أَنْ يَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ، فَرَجَعَ إِلَيْهِ أَبُو رَافِعٍ، فَقَالَ : لَمْ أَجِدْ فِيهَا إِلَّا خِيَارًا رَبَاعِيًا، فَقَالَ : أَعْطِهِ إِيَّاهُ، إِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً .

''رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے نوعمر اونٹ اُدھار لیا، پھر جب آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے، تو ابورافع رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس شخص کو (صدقہ کے اونٹوں سے) نوعمر اونٹ واپس کر دیں، ابو رافع رضی اللہ عنہ (دیکھ کر) واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: مجھے بہترین چھ سالہ اونٹ کے علاوہ کوئی اونٹ نہیں ملا، فرمایا: انہیں وہی دے دیں، کیونکہ بہترین لوگ وہی ہیں، جو ادائیگی میں اچھا برتاؤ کریں۔''

(صحیح مسلم : 1600)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ جَوَازُ اسْتِسْلَافِ الْحَيَوَانِ، وَهُوَ قَوْلُ كَافَّةِ الْعُلَمَاءِ، وَلَا خِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي جَوَازِ اسْتِسْلَافِ مَا لَهُ مَثَلٌ فِي الْعَيْشِ وَالْمَكِيلِ وَالْمَوْزُونِ، وَأَجَازَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ اسْتِسْلَافَ سَائِرِ الْأَشْيَاءِ مِنَ الْحَيَوَانِ وَالْعُرُوضِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جانور کو بطور قرض لینا جائز ہے، یہ تمام علما کا مذہب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، نیز اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ ہر اس شے کو بطور قرض لیا جا سکتا ہے، جس کی سامان، ناپ اور وزن میں مثل موجود ہو۔ جمہور اہل علم نے جانور اور سامان سمیت تمام اشیا کو بطور قرض لینا جائز قرار دیا ہے۔''

(إكمال المُعلم : 298/5)

❀ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ قَرْضِ الْحَيَوَانِ، وَهُوَ مَذْهَبُ الْجُمْهُورِ، وَمَنَعَ ذٰلِكَ الْكُوفِيُّونَ، وَهٰذَا الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ حُجَّةٌ عَلَيْهِمْ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جانور بطور قرض لینا جائز ہے، یہ جمہور کا مذہب ہے، اہل کوفہ اسے ممنوع قرار دیتے ہیں، یہ صحیح حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔''

(المُفهم : 506/4)

❀ علامہ ابن رسلان رحمہ اللہ (۸۴۴ھ) نے بھی یہی استدلال کیا ہے۔

(شرح سنن أبي داود : 55/14)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ لِرَجُلٍ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، فَأَغْلَظَ لَهٗ، فَهَمَّ بِهٖ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا، فَقَالَ لَهُمْ : اشْتَرُوا لَهٗ سِنًّا، فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ، فَقَالُوا : إِنَّا لَا نَجِدُ إِلَّا سِنًّا هُوَ خَيْرٌ مِنْ سِنِّهٖ، قَالَ : فَاشْتَرُوهُ، فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ، فَإِنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْ خَيْرِكُمْ، أَوْ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً .

''ایک شخص کا رسول اللہ ﷺ پر قرض تھا، اس نے (واپسی کے مطالبہ میں) رسول اللہ ﷺ سے سختی کی، یہ بات نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو گراں گزری، تو فرمایا: (کوئی بات نہیں) جس کا قرض دینا ہو، وہ بات کر جاتا ہے، پھر صحابہ سے فرمایا: اس کے لیے اسی عمر کا اونٹ خرید لیں اور اسے ادا کر دیں، صحابہ نے عرض کیا: ہمیں اس کے اونٹ کے ہم عمر کوئی اونٹ نہیں ملا، سب اونٹ بہتر اور زیادہ عمر والے ہیں، فرمایا: اسے ہی خرید لیں اور اس کی ادائیگی کر دیں، کیونکہ آپ میں بہتر وہ ہے، جو ادائیگی میں اچھا برتاؤ کرے۔''

(صحيح البخاري : 2606، صحيح مسلم :1601)

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ قَرْضِ الْحَيَوَانِ، وَهُوَ مَذْهَبُ الْجُمْهُورِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جانور بطور قرض لینا جائز ہے، یہ جمہور کا مذہب ہے۔''

(تفسير القرطبي : 241/3)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) بھی یہی فرماتے ہیں۔

(التّوضيح : 176/15)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ اتِّبَاعِهٖ، عُذْرٌ، قَالُوا : وَمَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الْعُذْرُ؟، قَالَ : خَوْفٌ أَوْ مَرَضٌ، لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلّٰى .

''جس نے مؤذن کی آواز سنی اور اسے مسجد جانے میں کوئی عذر بھی مانع نہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کی (بغیر جماعت) پڑھی گئی نماز قبول نہیں کرے گا۔ صحابہ نے عرض کیا: عذر کیا ہے؟ فرمایا: خوف یا بیماری۔''

(سنن أبي داود :551)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ابو جناب کلبی ضعیف و مدلس ہے۔

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(تخريج أحاديث الإحياء : 3708)

❀ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِ .

''اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

(الكلام على أحاديث مختصر ابن الحاجب، ص 89)

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَكْثَرُ النَّاسِ عَلٰى تَضْعِيفِ الْكَلْبِيِّ .

''اکثر محدثین کلبی کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔''

(نَصب الرّاية : 23/2)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(المَجموع : 164/4)

بعض سندوں میں ابو جناب کلبی کی متابعت ہوئی ہے۔

(سنن ابن ماجه : 793، صحيح ابن حبان : 2064)

وہ روایات مرفوعاً ضعیف ہیں۔ دراصل یہ روایت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف ثابت ہے، اس کا مرفوع ہونا خطا ہے، کئی اہل علم نے یہی کہا ہے۔

سوال: اگر میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے، تو اسے فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے اور اس کا فائدہ میت کو پہنچتا ہے، اس پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ کتاب وسنت کے کئی دلائل اس پر شاہد ہیں۔

❁ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَهُ عَنْهَا .

”میری والدہ فوت ہوئیں، تو ان کے ذمہ ایک نذر تھی، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، تو آپ نے مجھے ان کی طرف سے نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔“

(صحيح البخاري : 6698، صحيح مسلم : 1638، المُنتقى لابن الجارود : 940)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ماں وفات پا گئیں، سعد رضی اللہ عنہ ان سے دور تھے، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میری ماں وفات پا چکی ہے، وفات کے وقت میں ان کے پاس نہیں تھا، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں، تو کیا ان کے لیے نفع مند ہوگا؟ فرمایا: جی ہاں، کہنے لگے: تو پھر آپ گواہ ہو جائیے کہ میں نے اپنا پھل دار باغ اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کر دیا۔''

(صحيح البخاري : 2756)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ؛ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ .

''جب انسان فوت ہو جاتا ہے، تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، مگر تین اعمال (کہ ان کا اجر ملتا رہتا ہے۔) ① صدقہ جاریہ ② علم، جس سے نفع حاصل کیا جاتا رہا ③ نیک اولاد، جو اس کے لیے دعا کرے۔''

(صحيح مسلم :1631)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الصَّدَقَةُ عَنِ الْمَيِّتِ فَمُجْتَمَعٌ عَلٰى جَوَازِهَا لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِيهَا .

''میت کی طرف سے صدقہ کرنا بالاجماع جائز ہے، اس میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔''

(التّمهيد : 27/20)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الصَّدَقَةَ عَنِ الْمَيِّتِ تَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَيَصِلُهُ ثَوَابُهَا وَهُوَ كَذٰلِكَ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ وَكَذَا أَجْمَعُوا عَلٰى وُصُولِ الدُّعَاءِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنا اسے نفع دیتا ہے اور اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، اس پر اہل علم کا اجماع ہے، نیز اس پر بھی اجماع ہے کہ میت کو (زندوں کی) دعا پہنچتی ہے۔''

(شرح مسلم : 90/7، المَجموع : 323/5)

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الصَّدَقَةُ عَنِ الْمَيِّتِ فَإِنَّهُ يُنْتَفَعُ بِهَا بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَقَدْ وَرَدَتْ بِذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثُ صَحِيحَةٌ .

''میت کی طرف سے صدقہ کرنا میت کے لیے نفع مند ہے، اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے کئی صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔''

(الفتاوی الکبریٰ : 32/3، مجموع الفتاویٰ : 314/24، جامع المَسائل : 151/4)

✿ علامہ خازن حنفی رحمہ اللہ (٧٤١ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثَيْنِ الْآخَرَيْنِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الصَّدَقَةَ عَنِ الْمَيِّتِ تَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَيَصِلُهُ ثَوَابُهَا، وَهُوَ إِجْمَاعُ الْعُلَمَاءِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”آخری دونوں احادیث میں دلیل ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنا اسے فائدہ دیتا ہے اور اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔“

(تفسير الخازن : 4/213)

فائدہ:

❀ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ : نَعَمْ، قُلْتُ : فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ : سَقْيُ الْمَاءِ .

”میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میری ماں وفات پا گئی ہے، کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کروں؟ فرمایا: جی ہاں، عرض کیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: پانی پلانا۔“

(سنن النّسائي : 3664، سنن ابن ماجه : 3684، صحيح ابن خزيمة : 2496، صحيح ابن حبان : 3348)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① قتادہ کا عنعنہ ہے۔

② سعید بن مسیّب کا سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ اس کی ایک دوسری سند بھی ہے۔

(سنن النّسائي : 3666)

سند ضعیف ہے۔ حسن بصری مدلس ہیں، ان کا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ المعجم الکبیر للطبرانی (۲۲/٦) والی سند بھی ضعیف ہے۔ حمید بن ابی صعبہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مجہول الحال ہے، نیز اس کا سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

سوال: اذان کے الفاظ کیسے ادا کیے جائیں؟

جواب: اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کیے جائیں گے، الفاظ کو بے جا لمبا نہیں کیا جائے گا، خوبصورت آواز نکالی جائے گی، لیکن ترنم میں مبالغہ آرائی نہیں کی جائے گی۔

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

حُكْمُ الْمُؤَذِّنِ أَنْ يَتَرَسَّلَ فِي أَذَانِهِ، وَلَا يُطَرِّبَ بِهِ كَمَا يَفْعَلُهُ الْيَوْمَ كَثِيرٌ مِّنَ الْجُهَّالِ، بَلْ وَقَدْ أَخْرَجَهُ كَثِيرٌ مِنَ الطَّغَامِ وَالْعَوَامِّ عَنْ حَدِّ الْإِطْرَابِ، فَيُرَجِّعُونَ فِيهِ التَّرْجِيعَاتِ، وَيُكْثِرُونَ فِيهِ التَّقْطِيعَاتِ حَتَّى لَا يُفْهَمُ مَا يَقُولُ، وَلَا بِمَا بِهِ يَصُولُ.

”مؤذن کے لیے ضروری ہے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کر اذان کہے، بے جا سُر پیدا نہ کرے، جیسا کہ آج کل بہت سے جاہل لوگ کرتے ہیں، بلکہ بہت سے برے لوگوں نے سُر کی حد سے بھی تجاوز کیا ہے، وہ اذان کے الفاظ کو حلق میں گھما گھما کر ادا کرتے ہیں، الفاظ کو کاٹ کاٹ کر ادا کرتے ہیں، یہاں تک کہ سمجھ بھی نہیں آتی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور اس انداز سے کس پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔“

(تفسير القرطبي: 230/6)

سوال: گوشت کو سالم جانور کے عوض فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب: گوشت کو سالم جانور کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں۔

❁ ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان رحمہ اللہ (١٣٠ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كُلُّ مَنْ أَدْرَكْتُ مِنَ النَّاسِ يَنْهَوْنَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ .

''جن اہل علم سے میری ملاقات ہوئی، سب کے سب جانور کی گوشت کے بدلے بیع کرنے سے منع فرماتے تھے۔''

(موطأ الإمام مالك : 655/2، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

اس بارے میں مروی روایات ثابت نہیں۔

❀ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ اللَّحْمِ بِالْحَيَوَانِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کی جانور کے عوض بیع کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 38/4، التّمهيد لابن عبد البر : 322/4، التّحقيق لابن الجوزي : 1420)

جھوٹی روایت ہے۔

① یزید بن مروان ''متروک و کذاب'' ہے۔

② یزید بن عمرو غنوی مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات : ۹/ ۲۷۷'' میں ذکر کیا ہے۔

③ ابن شہاب زہری کا عنعنہ ہے۔

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ إِسْنَادُهٗ مَوْضُوعٌ لَا يَصِحُّ عَنْ مَالِكٍ وَلَا أَصْلَ لَهٗ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فِي حَدِيثِهِ .

''اس حدیث کی سند موضوع ہے، یہ امام مالک رحمہ اللہ سے ثابت نہیں، نہ امام مالک رحمہ اللہ کی حدیث میں اس کی کوئی اصل ہے۔''

(التمهيد : 323/4)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم نَهٰى عَن بَيْعِ اللَّحْمِ بِالْحَيَوَانِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کو جانور کے عوض فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

(مسند البزّار : 5888)

سند سخت ضعیف ہے۔ زہیر بن ثابت ضعیف و منکر الحدیث ہے۔

❁ یہ روایت سعید بن مسیّب سے مرسل بھی آتی ہے۔

(موطأ الإمام مالك : 655/2)

مرسل ضعیف ہوتی ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِيهِ حَدِيثٌ يَثْبُتُ .

''اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔''

(الإقناع :252/1)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ هٰذَا الْحَدِيثَ يَتَّصِلُ مِنْ وَجْهٍ ثَابِتٍ مِنَ الْوُجُوهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میرے علم میں ایسی کوئی حدیث نہیں، جو نبی کریم ﷺ سے کسی ثابت سند سے متصل ہو۔''

(التمهيد : 322/4)

سوال: کیا قربانی میں دوندا جانور ہی ذبح کرنا چاہیے یا اس سے بڑی عمر کا جانور بھی ذبح کر سکتے ہیں؟

جواب: قربانی میں کم سے کم دوندا جانور ذبح کیا جائے گا، اس سے بڑی عمر کا جانور بھی ذبح کیا جا سکتا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

فِي الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ، الثَّنِيُّ فَمَا فَوْقَهٗ .

''قربانی اور ہدی میں دوندا یا اس سے بڑی عمر کا جانور ذبح کیا جائے گا۔''

(موطأ الإمام مالك :380/1، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 229/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّ الثَّنِيَّ فَمَا فَوْقَهٗ يُجْزِئُ مِنْهَا كُلِّهَا .

''اجماع ہے کہ دوندا یا اس سے بڑی عمر کے جانور قربانی وغیرہ میں کفایت کرتے ہیں۔''

(الاستذكار : 250/4، المَسالك شرح موطأ الإمام مالك لابن العربي : 427/4، بداية المُجتهد لابن رشد : 138/2)

سوال: خصی جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: خصی جانور کی قربانی بالاجماع جائز ہے، جانور کو خصی کرنا شرعا ممنوع نہیں،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا خصی ہونا عیب نہ ہوا، خصوصا ایسے جانور کے حوالے سے جسے قربانی کے لیے خاص کیا گیا ہو، خصی جانور موٹا تازہ ہوتا ہے، اس کا گوشت انتہائی عمدہ اور نفیس ہوتا ہے، لہٰذا قربانی کے جانور کو خصی کرنا خوبی ہے، نہ کی عیب۔ اس لیے خصی ہونا قربانی کے لیے مانع نہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ هٰذَا عَيْبًا .

”خصی ہونا عیب نہیں ہے۔“

(فتح الباري : 10/10)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ خصی جانور کی قربانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

أَرْجُو أَنْ لَّا يَكُونَ بِهٖ بَأْسٌ .

”اس میں کوئی حرج نہیں۔“

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راهويه، برواية الكوسج : 368/2)

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) بیان کرتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ فِي هٰذَا خِلَافًا .

”ہمیں اس میں اختلاف معلوم نہیں۔“

(المغني : 476/3، 442/9)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْجُمْهُورُ عَلٰى أَنْ لَا بَأْسَ أَنْ يُضَحّٰى بِالْخَصِيِّ الْأَجَمِّ إِذَا كَانَ سَمِينًا .

”جمہور اہل علم کا اجماع ہے کہ خصی اور جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوں، اگر تو وہ موٹا تازہ ہے، تو اس کی قربانی میں کوئی حرج نہیں۔''

(الاستذكار : 218/5)

۞ محمد بن حسن شیبانی حنفی کہتے ہیں:

بِذٰلِكَ جَاءَ تِ الْآثَارُ : الْخَصِيُّ مِنَ الْأُضْحِيَةِ يُجْزِئُ مِمَّا يُجْزِئُ مِنْهُ الْفَحْلُ .

''اس بارے میں آثار آئے ہیں کہ خصی کی قربانی جائز ہے، جس طرح غیر خصی کی جائز ہے۔''

(موطأ الإمام مالك برواية الشّيباني، ص 280)

۞ علامہ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ (۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُ مَنْ كَرِهَ الْخَصِيَّ فِي الْأُضْحِيَةِ غَيْرُ صَحِيحٍ .

''خصی جانور کی قربانی کو مکروہ کہنے والوں کا قول درست نہیں ہے۔''

(لَمعات التّنقيح : 578/3)

۞ فتاویٰ بزازیہ میں خصی جانور کی قربانی کو افضل قرار دیا گیا ہے۔

(الفتاوى البزّازية : 289/6)

سوال: اگر کسی نے سنت اور دین سمجھ کر داڑھی رکھی ہے، والدین داڑھی کٹوانے کا کہتے ہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: داڑھی دین ہے، اس کا ثبوت اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے دیا۔ داڑھی منڈوانا کافر قوموں کا شعار ہے، ڈاڑھی منڈوانا اتنا قبیح جرم ہے کہ اس گناہ اور جرم پر قائم رکھنے کے لیے شیطان انسان سے ایک ہزار نیکی کے کام کرواتا ہے، تاکہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطمئن رہے اور اس گناہ پر قائم رہے، نیز یہ بھی نظریہ دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے اور آپ کے پاس یہ یہ اعمال صالحہ بھی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ معاف کردے گا۔

یاد رہے کہ ڈاڑھی منڈوانا اعلانیہ گناہ ہے، گناہ پر گواہ بنانا بذات خود گناہ ہے۔

اگر ماں باپ داڑھی مونڈنے یا کٹوانے کا کہیں، تو ان کا کہا نہیں مانا جائے گا، اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہر ایک سے مقدم ہے۔ ڈاڑھی منڈوانا یا کٹوانا عورتوں سے مشابہت ہے، جو کہ ممنوع وحرام ہے، بلکہ باعث لعنت ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ .

”اللہ کے نافرمان کی اطاعت نہیں ہے۔“

(مسند الإمام أحمد وزوائدهٗ :399/1، سنن ابن ماجه : 2965، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علامہ ابن بزاز کردری حنفی رحمہ اللہ (۸۲۷ھ) فرماتے ہیں:

قَطَعَتْ شَعْرَهَا لَزِمَهَا الْاِسْتِغْفَارُ، وَإِنْ بِإِذْنِ الزَّوْجِ، لِأَنَّهٗ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ، أَلَا يَرٰى أَنَّهٗ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَقْطَعَ اللِّحْيَةَ .

”اگر کوئی عورت اپنے بال کاٹ دے، تو اس پر استغفار واجب ہے، اگر چہ وہ خاوند کے حکم سے کاٹے، کیونکہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں، کیا اسے معلوم نہیں کہ کسی شخص کے لیے اپنی داڑھی کاٹنا جائز نہیں۔“

(الفتاوی البزّازِیّة : 379/6)

مطلب کہ جس طرح عورت کا اپنے بال کٹوا کر مردوں سے مشابہت اختیار کرنا جائز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نہیں، اسی طرح مرد کا داڑھی کٹوا کر عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔“

(صحيح البخاري : 5885)

سوال: بعض علمائے احناف نے لکھا ہے:

قَدْ رُوِيَ أَنَّهُ كَانَ مَكْتُوبٌ عَلٰى أَفْخَاذِ أَفْرَاسٍ فِي إِصْطَبْلِ الْفَارُوقِ : حَبِيسٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ .

”ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اصبطل میں گھوڑوں کی رانوں پر لکھا ہوا تھا: ”یہ اللہ کی راہ میں وقف ہیں۔“

(الفتاوى البزّازية : 380/6، فتاوی شامی:246/2)

اس روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: روایت بے اصل ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۴۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: میت کی اولاد میں صرف ایک بیٹی ہے، اسے میراث میں کتنا حصہ ملے گا؟

جواب: اگر میت کی اولاد میں صرف ایک بیٹی ہے، کوئی بیٹا نہیں، تو بیٹی کو نصف ملے گا۔ اس پر اجماع ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ﴾ (النّساء: ۱۱)

''اگر (اولاد میں) ایک ہی بیٹی ہے، تو اس کے لیے نصف ہے۔''

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّ الِابْنَةَ الْمُنْفَرِدَةَ تَرِثُ النِّصْفَ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ (میت کی اولاد میں) اکلوتی بیٹی نصف میراث کی حق دار ہوگی۔''

(مَراتِب الإجماع، ص 101)

❀ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ لِلْبِنْتِ الْوَاحِدَةِ النِّصْفَ، وَلَا خِلَافَ فِي هٰذَا بَيْنَ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ایک بیٹی کو نصف ملے گا، اس بارے میں علمائے مسلمین کے یہاں کوئی اختلاف نہیں۔“

(المُغني : 273/6)

سوال: ایک شخص شراب کا عادی ہے، اس کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص شراب کی حرمت کا قائل ہے، مگر شراب نوشی کا مرتکب ہے، تو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا، کیونکہ حرمت کا عقیدہ رکھنے کے بعد شراب پینا کبیرہ گناہ ہے اور کبائر کے مرتکب کے متعلق اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، کیونکہ کبیرہ گناہ سے آدمی اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰی أَنَّهٗ لَا يَجُوزُ تَرْكُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الْمُذْنِبِينَ مِنْ أَجْلِ ذُنُوبِهِمْ وَإِنْ كَانُوا أَصْحَابَ كَبَائِرَ .

”اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ گناہ گار مسلمانوں کے گناہوں کی وجہ سے ان کی نماز جنازہ ترک کرنا جائز نہیں، اگر چہ وہ کبائر کے مرتکب ہوں۔“

(الاستذکار : 29/)

سوال: خچر کا کیا حکم ہے؟

جواب: خچر کا بھی وہی حکم ہے، جو گھریلو گدھے کے گوشت کا حکم ہے، کیونکہ خچر گدھے سے ہی پیدا ہوتا ہے، لہٰذا گدھے کی طرح یہ بھی حرام ہے۔

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

الْبِغَالُ حَرَامٌ عِنْدَ كُلِّ مَنْ حَرَّمَ الْحُمُرَ الْأَهْلِيَّةَ؛ لِأَنَّهَا مُتَوَلِّدَةٌ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مِنْهَا، وَالْمُتَوَلِّدُ مِنَ الشَّيْءِ لَهٗ حُكْمُهٗ فِي التَّحْرِيمِ .

’’خچران اہل علم کے نزدیک حرام ہے، جو گھریلو گدھے کو حرام قرار دیتے ہیں، کیونکہ یہ گدھے سے پیدا ہوتا ہے، جو جس سے پیدا ہوتا ہے، حرمت میں بھی اس کا وہی حکم ہوتا ہے۔‘‘

(المُغني : 407/9)

جب گدھا بالاتفاق حرام ہے، تو اس سے پیدا ہونے والا خچر بھی حرام ہے۔

سوال: کیا حدیث حجت ہے؟

جواب: حدیث حجت شرعیہ ہے، اسلام کا پہلا مصدر قرآن ہے اور دوسرا مصدر حدیث رسول ﷺ ہے۔ دین کے متعلق نبی کریم ﷺ کے ہر قول وفعل حتی کہ تقریر کو شرعی حیثیت حاصل ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معصوم پیدا کیا، آپ ﷺ کا ہر شرعی فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اذن سے ہے۔

✿ امام عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری رحمہ اللہ (۲۷۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِي إِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ عَلَى اعْتِبَارِ السُّنَّةِ الْمَصْدَرَ التَّشْرِيعِيَّ الثَّانِي بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ .

’’اس پر اہل علم کا اجماع ہے، کوئی اختلاف نہیں کہ کتاب اللہ قرآن کریم کے بعد شریعت کا دوسرا مصدر سنت ہے۔‘‘

(تأويل مُختلف الحديث، ص 11)

سوال: ایک شخص کے پاس چار اونٹ ہیں، کیا اس پر زکوۃ ہے؟

جواب: اونٹ کی زکوۃ کم سے کم پانچ اونٹوں سے شروع ہوتی ہے، اگر کسی کے پاس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پانچ سے کم اونٹ ہیں، تو ان پر زکوۃ نہیں۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَّلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ، وَّلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ .

''پانچ اوقیہ (چاندی)، پانچ وسق (غلہ) اور پانچ اونٹوں سے کم مقدار پر صدقہ (زکوۃ) فرض نہیں ہے۔''

(صحيح البخاري : 1447، صحيح مسلم : 979، المُنتقٰى لابن الجارود : 340)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ مَا كَانَ دُونَ الْخَمْسِ مِنَ الْإِبِلِ فَلَا زَكَاةَ فِيهِ وَهٰذَا إِجْمَاعٌ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ پانچ سے کم اونٹوں پر زکوۃ نہیں، اس پر علمائے مسلمین کا اجماع ہے۔''

(الاستذكار : 127/3)

سوال: ایک یتیم کے پاس دس ایکڑ زمین ہے، اس میں گندم کاشت کی گئی ہے، کیا یتیم کی گندم پر عشر ہے؟

جواب: یتیم کی ہر اس زمینی پیداوار پر عشر ہے، جو عام آدمی کی زمینی پیداوار پر ہوتا ہے۔ جو شخص اس زمین کی دیکھ بھال کرتا ہے، وہ یتیم کی زمینی پیداوار سے عشر ادا کرے گا۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ عُلَمَاءُ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِ مِنْ زَكَاةِ مَا تُخْرِجُهُ أَرْضُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الْيَتِيمِ مِنَ الزَّرْعِ وَالثِّمَارِ وَهُوَ مِمَّا لَا يَخْتَلِفُ فِيهِ حِجَازِيٌّ وَلَا عِرَاقِيٌّ مِنَ الْعُلَمَاءِ .

''اس پر مسلمانوں کے علما کا اجماع ہے کہ یتیم کی زمین سے جو غلہ اور اناج نکلتا ہے، اس میں زکوٰۃ (عشر) ادا کیا جائے گا، اس میں کسی حجازی یا عراقی عالم کا اختلاف نہیں۔''

(الاستذکار : 156/3)

سوال: عید الاضحیٰ کے بعد تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

جواب: قربانی کا گوشت تین دن سے زائد بھی کھایا جا سکتا ہے، ذخیرہ کرنا بھی جائز ہے۔ جن احادیث میں تین دن سے زائد قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے کی ممانعت ہے، وہ منسوخ ہیں، ان کا منسوخ ہونا دیگر احادیث میں واضح ہے، نیز اس پر اجماع ہے۔

دراصل آغاز میں نبی کریم ﷺ نے پہلے تین دن تک قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت دی تھی، اس سے زائد دن تک گوشت کھانے اور اسے ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا تھا، کیونکہ آس پاس کے لوگ حاجت مند تھے، جنہیں گوشت اور کھانے کی ضرورت تھی، تو نبی کریم ﷺ نے ان کی محتاجی اور افلاس کو دیکھتے ہوئے صحابہ کو قربانی کا گوشت صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، تاکہ محتاجوں کی مدد ہو جائے۔

پھر جب یہ ضرورت ختم ہو گئی اور لوگوں کے پاس بقدر کفایت رزق آ گیا، تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے اور ذخیرہ کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

❁ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِي فِي بَيْتِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِي؟ قَالَ : كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا، فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا .

''جو بھی قربانی کرے، تو تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں قربانی کا کوئی گوشت موجود نہیں ہونا چاہیے (بلکہ مساکین میں تقسیم کر دے)۔ پھر جب اگلا سال آیا، تو صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم اس سال بھی پچھلے سال کی طرح کریں؟ فرمایا: (نہیں،) آپ کھائیں، کھلائیں اور ذخیرہ کر لیں، کیونکہ پچھلے سال لوگ تنگ دست تھے، تو میں نے چاہا کہ ان کی مدد ہو جائے۔''

(صحيح البخاري : 5569، صحيح مسلم : 1974)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

إِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ، فَنَأْكُلُهٗ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ .

''ہم (قربانی کے) پائے رکھ لیتے تھے، پھر انہیں پندرہ دن بعد کھاتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 5423)

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُومِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى، فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : كُلُوا وَتَزَوَّدُوا، فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا .

''ہم قربانی کا گوشت منیٰ کے تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رخصت دے دی اور فرمایا: اسے کھائیں اور زادِ راہ بھی بنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیں۔تو ہم نے (تین دن سے زائد) کھایا اور زادِراہ بھی بنایا۔''

(صحيح البخاري : 1719، صحيح مسلم : 1972)

❁ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

كُلُوا، وَتَزَوَّدُوا، وَادَّخِرُوا .

''(قربانی کا گوشت) کھائیں، زادِراہ بنالیں اور ذخیرہ بھی کر سکتے ہیں۔''

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ النَّهْيَ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ مَنْسُوخٌ بِإِبَاحَةِ ذٰلِكَ وَهٰذَا لَا خِلَافَ فِيهِ بَيْنَ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت منسوخ ہے، بعد میں اسے مباح کر دیا گیا، اس بارے میں اُمت مسلمہ کے علما کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔''

(الاستذكار : 233/5)

سوال: ایک شخص فوت ہوا، اس کا کل ترکہ پانچ لاکھ ہے، اس نے مرتے ہوئے ایک لاکھ کسی مدرسہ کو دینے کی وصیت کی، اس کے ذمہ چھ لاکھ قرض ہے، نیز اس کے ورثا بھی ہیں، اب اس ترکہ کو کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟

جواب: ترکہ کی تقسیم میں ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے میت کا قرض ادا کیا جائے گا، اگر قرض کی ادائیگی کے بعد کوئی شے بچ جائے، تو وصیت پر عمل کیا جائے گا، مگر یاد رہے کہ وصیت زیادہ سے زیادہ ایک تہائی مال کی ہو سکتی ہے، اس سے زائد وصیت کی جائے، تو وہ نافذ نہ ہوگی، وصیت کی ادائیگی کے بعد بقیہ مال ورثاء میں تقسیم ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطلب پہلے قرض کی ادائیگی، پھر وصیت کا نفاذ اور پھر وراثت کی تقسیم۔اس ترتیب پر اہل علم کا اتفاق واجماع ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں چونکہ میت کا کل ترکہ پانچ لاکھ ہے اوراس کے ذمہ قرض چھ لاکھ ہے،لہٰذا تمام ترکہ سے قرض کی ادائیگی کردی جائے گی،اب نہ وصیت کے لیے ترکہ بچا ہے اورنہ وراثت کے لیے۔باقی جوایک لاکھ قرض بقایا ہے،ورثا کو چاہیے کہ اپنے مال سے اس کی ادائیگی کردیں،تاکہ میت کے اگلے مراحل آسان ہوجائیں۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ عُلَمَاءُ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى أَنَّ الدَّيْنَ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَقَبْلَ الْمِيرَاثِ .

''یقیناً مسلمانوں کے اہل علم کا اجماع ہے کہ وصیت اور میراث سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا۔''

(الاستذکار : 449/7)

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلدَّيْنُ مُقَدَّمٌ عَلَيْهَا بِإِجْمَاعٍ .

''قرض کو وصیت پر مقدم کیا جائے گا،اس پر اجماع ہے۔''

(تفسير القرطبي : 73/5)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَّخَلَفًا أَنَّ الدَّيْن مُقَدَّمٌ عَلَى الْوَصِيَّةِ، وَذٰلِكَ عِنْدَ إِمْعَانِ النَّظَرِ يُفْهَمُ مِنْ فَحْوَى الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”پہلے اور بعد والے اہل علم کا اجماع ہے کہ قرض کو وصیت سے پہلے ادا کیا جائے گا۔ اگر آیت کے سیاق وسباق پر گہری نظر ڈالی جائے، تو یہی بات (آیت سے بھی) سمجھ آتی ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر : 228/2)

❀ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ الدَّيْنَ مُقَدَّمٌ عَلَى الْوَصِيَّةِ، وَبَعْدَهُ الْوَصِيَّةُ ثُمَّ الْمِيرَاثُ، وَهٰذَا أَمْرٌ مُجْمَعٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ .

”قرض کی ادائیگی کو وصیت کے نفاذ پر مقدم کیا جائے گا، اس کے بعد وصیت نافذ ہوگی اور پھر وراثت تقسیم ہوگی۔ اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر : 229/2)

قرآن کریم میں وصیت کو قرض سے پہلے بیان کیا گیا ہے، وہ ترتیب ادائیگی نہیں، بلکہ اس کا مقصد بعض اہل علم نے یہ بتایا ہے کہ لوگ عام طور وصیت کو اہمیت نہیں دیتے تھے، اس لیے وصیت کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے اسے قرض پر مقدم کیا، جبکہ قرض کی ادائیگی کو اہمیت دی جاتی ہے، اہمیت نہ بھی دی جائے، تب بھی تقاضا کرنے والے خود ادائیگی کا مطالبہ کر لیتے ہیں، جبکہ وصیت کا نفاذ چونکہ ورثا نے کرنا ہوتا ہے، تو وہ اس میں کوتاہی کرتے ہیں، اس لیے وصیت کو قرض سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

لہٰذا آیت سے یہ کشید نہیں کیا جا سکتا کہ وصیت کو قرض سے پہلے ادا کیا جائے گا۔

تنبیہ:

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ، وَأَنْتُمْ تَقْرَءُ ونَهَا ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾(النّساء : ١٢)، وَقَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمِيرَاثِ لِبَنِي الْأُمِّ وَالْأَبِ دُونَ بَنِي الْعَلَّاتِ .

”رسول اللہ ﷺ نے وصیت سے پہلے قرض ادا کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے اور تم (قرآن میں) پڑھتے ہو:﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ (کی گئی وصیت اور قرض کی ادائیگی کے بعد) نیز رسول اللہ ﷺ نے علاتی بھائیوں کی بجائے حقیقی بھائیوں کے حق میں وراثت کا فیصلہ کیا تھا۔“

(مسند الإمام أحمد : 131/1، سنن التّرمذي : 2094، سنن ابن ماجه : 2715، المُنتقى لابن الجارود : 950)

سند ضعیف ہے۔

① ابو اسحاق مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② حارث بن عبداللہ اعور ضعیف ہے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الدَّيْنُ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَلَيْسَ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ .

”قرض کی ادائیگی وصیت سے پہلے کی جائے گی، نیز وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔“

(سنن الدّارقطني : 4152)

روایت باطل و منکر ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

① ابواسحاق کا عنعنہ ہے۔

② یحییٰ بن ابی اُنیسہ جزری ضعیف ومتروک ہے۔

③ عبداللہ بن وہب مصری یہ روایت اپنے استاذ شبیب بن سعید حبطی سے کر رہے ہیں، شبیب سے عبداللہ بن وہب بیان کریں، تو روایت منکر ہوتی ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لِشَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ، نُسْخَةُ الزُّهْرِيِّ عِنْدَهُ، عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَهِيَ أَحَادِيثُ مُسْتَقِيمَةٌ، وَحَدَّثَ عَنْهُ ابْنُ وَهْبٍ بِأَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ .

''شبیب کے پاس امام زہری رحمہ اللہ کی روایات پر مشتمل ایک نسخہ ہے، جسے وہ بواسطہ یونس، زہری سے بیان کرتے ہیں اور وہ مستقیم احادیث ہیں۔ تاہم ابن وہب نے اس سے منکر احادیث بیان کی ہیں۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 31/4)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِحَدِيثِهِ مِنْ رِّوَايَةِ ابْنِهِ أَحْمَدَ عَنْهُ، لَا مِنْ رِّوَايَةِ ابْنِ وَهْبٍ .

''اس کے بیٹے احمد کی اس سے بیان کردہ روایات صحیح ہیں، البتہ ابن وہب سے مروی روایات میں خرابی ہے۔''

(تقريب التّهذيب : 2739)

❀ نیز فرماتے ہیں:

رَوٰى عَنْهُ ابْنُ وَهْبٍ أَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ، فَكَأَنَّهُ لَمَّا قَدِمَ مِصْرَ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَدَّثَ مِنْ حِفْظِهٖ، فَغَلِطَ .

''اس سے ابن وہب نے منکر احادیث بیان کی ہیں، لگتا ہے مصر آنے کے بعد حافظے سے روایات بیان کرنے لگا تھا اور غلطیاں کرنے لگا۔''

(هُدَى السّاري، ص 409)

یہ روایت بھی شبیب بن سعید سے عبداللہ بن وہب مصری بیان کر رہے ہیں۔ یہ جرح مُفَسَّر ہے، لہٰذا روایت ''منکر'' ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شبیب بن سعید جب مصر گیا، تو وہاں اس نے اپنے حافظہ سے احادیث بیان کیں، جن میں وہ غلطی اور وہم کا شکار ہو گیا۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سماک بن حرب رحمہ اللہ کا بیان ہے:

تَزَوَّجَ الْحَارِثُ بْنُ حَسَّانَ ـوَكَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ۔ وَكَانَ الرَّجُلُ إِذْ ذَاكَ إِذَا تَزَوَّجَ تَخَدَّرَ أَيَّامًا، فَلَا يَخْرُجُ لِصَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَقِيلَ لَهٗ : أَتَخْرُجُ وَإِنَّمَا بَنَيْتَ بِأَهْلِكَ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ؟ قَالَ : وَاللّٰهِ إِنَّ امْرَأَةً تَمْنَعُنِي مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ فِي جَمْعٍ لَامْرَأَةُ سَوْءٍ .

''صحابی رسول سیدنا حارث بن حسان رضی اللہ عنہ نے شادی کی، اس وقت جب کوئی شخص شادی کرتا، تو کچھ دن تک گھر میں ہی رہتا تھا اور نماز فجر کے لیے (مسجد کی طرف) نہیں نکلتا تھا۔ تو سیدنا حارث رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا آپ (نماز فجر کے لیے گھر سے) نکل رہے ہیں، جبکہ گزشتہ رات ہی تو آپ نے بیوی سے خلوت اختیار کی ہے، فرمایا: اللہ کی قسم! اگر کوئی عورت مجھے مزدلفہ میں بھی نماز فجر (با جماعت ادا کرنے) سے روکے، تو وہ بری عورت ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(المُعجم الكبير للطّبراني : 253/3)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① سماک بن حرب مختلط ہے، عنبسہ بن ازہر کا ان سے قبل از اختلاط بیان کرنا ثابت نہیں۔

② کسی معتبر روایت میں سماک بن حرب کا سیدنا حارث بن حسان رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہوسکا۔

سوال: اجماع اُمت کا کیا حکم ہے؟

جواب: شریعت اسلامیہ کا تیسرا بڑا ماخذ اجماع اُمت ہے، اس کا شرعی حجت ہونا کتاب وسنت کے کئی دلائل سے ثابت ہے، نیز اجماع کے حجت ہونے پر بھی اہل علم کا اجماع ہے۔ اجماع دراصل سبیل مؤمنین ہے، جس کی مخالفت کو قرآن کریم میں گمراہی قرار دیا گیا ہے، جس کی مخالفت گمراہی ہو، یقیناً اس سے موافقت کرنا حق اور ہدایت ہوگا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾

(النّساء : ۱۱۵)

''جس کے لئے ہدایت واضح ہو جائے اور وہ اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور سبیل مومنین سے ہٹ جائے، تو ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے جہنم رسید کر دیں گے، وہ برا ٹھکانہ ہے۔''

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَا أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ فَهُوَ الْحَقُّ وَالْخَبَرُ الْقَاطِعُ لِلْعُذْرِ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَ تْ مَصِيرًا﴾، وَالْمُؤْمِنُونَ هُنَا الْإِجْمَاعُ لِأَنَّ الْخِلَافَ لَا يَكُونُ مَعَهُ اتِّبَاعُ غَيْرِ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ لِأَنَّ بَعْضَ الْمُؤْمِنِينَ مُؤْمِنُونَ، وَقَدِ اتَّبَعَ الْمُتَّبِعُ سَبِيلَهُمْ وَهٰذَا وَاضِحٌ يُغْنِي عَنِ الْقَوْلِ فِيهِ .

''جس شرعی حکم پر مسلمانوں کا اجماع ہو جائے، وہ حق ہے اور عذر کو ختم کرنے والی خبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَ تْ مَصِيرًا﴾ ''جو شخص سبیل مومنین سے ہٹ جائے، تو ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے جہنم رسید کر دیں گے، وہ برا ٹھکانہ ہے۔'' یہاں مؤمنوں سے مراد (ان کا) اجماع ہے، کیونکہ اختلاف کے ہوتے ہوئے مؤمنوں کے راستے کے علاوہ راستے کا اتباع نہیں ہوسکتا۔''

(التّمهيد : 107/22)

سوال: عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی:

﴿رَبَّنَآ أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّأَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا﴾ (المائدة : ١١٤)

''ہمارے رب! ہم پر آسمان سے دسترخوان نازل فرما، جو ہمارے پہلوں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعدوالوں کے لیے عید بن جائے۔‘‘

کیا قومِ عیسیٰ علیہ السلام پر دستر خوان نازل ہوا؟

جواب: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کی قوم کے لیے آسمان سے دستر خوان نازل فرما دے، تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کو قبول کیا اور آسمان سے دستر خوان نازل کیا۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَالَ اللّٰهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ﴾ (المائدة : ١١٥)

’’(عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کے جواب میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یقیناً میں تم پر دستر خوان نازل کر رہا ہوں۔‘‘

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحِيحُ الَّذِي عَلَيْهِ الْأَكْثَرُونَ أَنَّهَا نَزَلَتْ، لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ﴾، وَلَا خُلْفَ فِي خَبَرِهٖ، لِتَوَاتُرِ الْأَخْبَارِ فِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ.

’’درست اور صحیح بات، جو اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ وہ دستر خوان نازل ہوا تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ﴾ ’’یقیناً میں تم پر دستر خوان نازل کرنے والا ہوں۔‘‘ اللہ تعالیٰ کی خبر میں خلاف ورزی نہیں ہو سکتی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ اور تابعین سے اس بارے میں متواتر اخبار منقول ہیں۔‘‘

(تفسير البَغَوي : 3/121)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کرنا کیسا ہے؟

جواب: مزدلفہ میں نماز مغرب اور نماز عشاء کو جمع کرنا جائز اور مشروع ہے۔اس پر صحیح احادیث اور اجماع اُمت دلیل ہیں۔

❀ عبدالرحمٰن بن یزید کوفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِينَ الْأَذَانِ بِالْعَتَمَةِ أَوْ قَرِيبًا مِّنْ ذٰلِكَ، فَأَمَرَ رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ، وَصَلَّى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهٖ فَتَعَشّٰى، ثُمَّ أَمَرَ ـأُرَى ـ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ـقَالَ عَمْرٌو : لَا أَعْلَمُ الشَّكَّ إِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ـ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ : إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلَاةَ، فِي هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا؛ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ، وَالْفَجْرُ حِينَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ، قَالَ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ .

’’سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج کیا، ہم مزدلفہ عشاء کے وقت یا اس کے قریب قریب مزدلفہ پہنچے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا، اس نے اذان اور اقامت کہی، آپ رضی اللہ عنہ نے نماز مغرب پڑھائی، اس کے بعد دو رکعت ادا کیں، پھر کھانا منگوا کر کھایا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا، تو (راوی کہتے ہیں کہ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میرا خیال ہے کہ مؤذن نے اذان اور اقامت کہی، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے نماز عشاء دو رکعت پڑھائی۔ (اگلی صبح) جب فجر طلوع ہوئی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کو اس وقت میں صرف اسی جگہ (مزدلفہ) میں ادا کیا، صرف یہ دو نمازیں اپنے وقت سے ہٹائی جاتی ہیں۔ مغرب لوگوں کے مزدلفہ آنے کے بعد (نماز عشاء کے ساتھ) ادا کی جاتی ہے اور فجر اس وقت ادا کی جاتی ہے، جب فجر طلوع ہو جائے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“

(صحيح البخاري : 1675)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ عَلِمْتُهُ بَيْنَ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْخَالِفِينَ أَنَّ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا فِي وَقْتِ الْعِشَاءِ لَيْلَةَ النَّحْرِ بِالْمُزْدَلِفَةِ لِإِمَامِ الْحَاجِّ وَالنَّاسِ مَعَهُ .

”میرے علم کے مطابق صحابہ، تابعین اور ان کے بعد آنے والے مسلمانوں کے اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ قربانی والی (۱۰ ذوالحجہ کی) رات مزدلفہ میں امام اور مقتدی نماز مغرب اور نماز عشاء کو عشاء کے وقت جمع کر کے ادا کریں گے۔“

(التّمهيد : 260/9)

سوال: عرفات میں ظہر و عصر کو جمع کرنا کیسا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): میدان عرفات میں نماز ظہر اور نماز عصر کو جمع کرنا مسنون ومشروع ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حجۃ الوداع والی طویل حدیث میں ہے:

...... ثُمَّ أَذَّنَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا .

''......پھر مؤذن نے اذان کہی، اس کے بعد اقامت کہی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھائی، پھر مؤذن نے اقامت کہی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھائی، دونوں نمازوں کے درمیان کوئی (نفل) نماز ادا نہیں کی۔''

(صحيح مسلم : 1218)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

غَدَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مِنًى حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ صَبِيحَةَ يَوْمِ عَرَفَةَ حَتّٰى أَتٰى عَرَفَةَ فَنَزَلَ بِنَمِرَةَ، وَهِيَ مَنْزِلُ الْإِمَامِ الَّذِي يَنْزِلُ بِهٖ بِعَرَفَةَ حَتّٰى إِذَا كَانَ عِنْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ رَاحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهَجِّرًا فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، ثُمَّ رَاحَ فَوَقَفَ عَلَى الْمَوْقِفِ مِنْ عَرَفَةَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ (آٹھ ذوالحجہ) کی صبح منیٰ میں نماز فجر ادا کرنے کے بعد نکلے اور میدان عرفات پہنچ گئے، مسجد نمرہ میں قیام کیا، یہ وہ مقام ہے، جہاں حج پڑھانے والا امام عرفہ میں قیام کے وقت ٹھہرتا ہے۔ جب نماز ظہر کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت قریب ہوا، تو رسول اللہ ﷺ زوال کے بعد جلدی تشریف لائے اور نماز ظہر و نماز عصر کو جمع کیا، خطبہ ارشاد فرمایا، پھر واپس تشریف لائے اور میدان عرفات میں اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر قیام کیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 129/2، سنن أبي داود : 1913، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مِنْ سُنَّةِ الْحَجِّ إِذَا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ نَزَلَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ يَقِفُ بِعَرَفَةَ .

''حج کا سنت طریقہ یہ ہے کہ جب امام خطبہ سے فارغ ہو، تو نیچے اترے اور نماز ظہر اور نماز عصر کو جمع کرے، پھر عرفہ میں وقوف کرے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 14411، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 122/5، وسندهٗ صحيحٌ)

اس روایت کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۰۰۸) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۴۶۱/۱) نے شیخین کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 513/3)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

مِمَّا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ وَتَوَارَثَتْهُ الْأَئِمَّةُ قَرْنًا عَنْ قَرْنٍ، وَتَبِعَهُمُ النَّاسُ عَلَيْهِ مُنْذُ زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى هٰذَا الْوَقْتِ، الْجَمْعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ .

''اس پر فقہا کا اجماع ہے اور ہر صدی میں ائمہ کا متوارث عمل رہا ہے اور رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے زمانہ سے لے کر آج تک کے لوگ ان کی پیروی کرتے آرہے ہیں کہ عرفہ میں ظہر اور عصر کو جمع کیا جائے گا۔"

(الإشراف 414/1، الإجماع : 38)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ قَدِيمًا وَّحَدِيثًا عَلٰى أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِعَرَفَةَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي أَوَّلِ وَقْتِ الظُّهْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعَشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ فِي وَقْتِ الْعَشَاءِ وَذٰلِكَ سِفْرٌ مُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ .

"پہلے اور بعد والے مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ عرفہ میں نماز ظہر اور نماز عصر کو ظہر کے اول وقت میں جمع کیا جائے گا اور مزدلفہ میں نماز مغرب اور نماز عشاء کو عشاء کے وقت میں جمع کیا جائے گا۔ اس تحریر پر اہل علم کا اجماع ہے۔"

(التّمهيد : 203/12)

سوال: شوال کے چھ روزوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: شوال کے چھ روزے مشروع و مستحب ہیں۔ صحیح احادیث اس پر دلیل ہیں۔

❁ علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (۸۶۱ھ) فرماتے ہیں:

عَامَّةُ الْمَشَايِخِ لَمْ يَرَوْا بِهٖ بَأْسًا .

"اکثر مشائخ حنفیہ شوال کے چھ روزوں میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔"

(فتح القدير : 349/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۴۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ابوعلی ابن سینا کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: مشہور سائنسدان اور فلسفی ابوعلی ابن سینا حسین بن عبداللہ بن حسن بن علی (۴۲۸ھ) باطنی صوفی، ملحد، زندیق اور اسماعیلی شیعہ تھا۔ اس کا لقب ''الشیخ الرئیس'' تھا۔ لہٰذا اس کا شمار مسلم سائنسدانوں میں نہیں کرنا چاہیے۔

❀ علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

وَجَبَ تَكْفِيرُهُمْ وَتَكْفِيرُ شِيعَتِهِمْ مِنَ الْمُتَفَلْسِفَةِ الْإِسْلَامِيِّينَ، كَابْنِ سِينَا وَالْفَارَابِيِّ وَأَمْثَالِهِمَا.

''باطنی صوفیا اور باطنی شیعہ کی تکفیر کرنا واجب ہے، جو خود کو مسلم فلسفی ظاہر کرتے ہیں، جیسے ابن سینا اور فارابی وغیرہما۔''

(المُنقِذ من الضَّلال، ص 137)

❀ علامہ محمود بن احمد حصیری حنفی رحمہ اللہ (۶۳۶ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ فُقَهَاءُ بُخَارٰى يَقُولُونَ فِي ابْنِ سِينَا : كَانَ كَافِرًا ذَكِيًّا.

''بخاریٰ کے فقہائے کرام ابن سینا کے بارے میں کہتے تھے: یہ ذہین کافر تھا۔''

(مَجموع الفتاویٰ لابن تیمیة : 40/9، نقض المَنطق، ص 302)

❀ حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ (۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَمْ يَكُنْ مِنَ الْعُلَمَاءِ بَلْ كَانَ شَيْطَانًا مِّنْ شَيَاطِينِ الْإِنْسِ .

''ابن سینا عالم نہ تھا، بلکہ انسانی شیطان تھا۔''

(فتاوی ابن الصّلاح، ص 209)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اِبْنُ سِينَا تَكَلَّمَ فِي أَشْيَاءَ مِنَ الْإِلَهِيَّاتِ وَالنُّبُوَّاتِ وَالْمَعَادِ وَالشَّرَائِعِ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيهَا سَلَفُهُ وَلَا وَصَلَتْ إِلَيْهَا عُقُولُهُمْ وَلَا بَلَغَتْهَا عُلُومُهُمْ فَإِنَّهُ اسْتَفَادَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَإِنْ كَانَ إِنَّمَا أُخِذَ عَنِ الْمَلَاحِدَةِ الْمُنْتَسِبِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ كَالْإِسْمَاعِيلِيَّةِ، وَكَانَ هُوَ وَأَهْلُ بَيْتِهِ وَأَتْبَاعُهُمْ مَعْرُوفِينَ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ بِالْإِلْحَادِ وَأَحْسَنُ مَا يُظْهِرُونَ دِينَ الرَّفْضِ وَهُمْ فِي الْبَاطِنِ يُبْطِنُونَ الْكُفْرَ الْمَحْضَ .

''ابن سینا نے الٰہیات (اللہ تعالیٰ کے متعلق اُمور)، نبوات (نبیوں کے متعلق) آخرت اور شریعتوں کے متعلق کئی اُمور پر کلام کیا ہے، جس میں پہلوں نے کلام نہیں کیا، نہ ان تک ان کی عقلوں نے رسائی پائی اور نہ ان کے علوم ان چیزوں تک پہنچ سکے۔ ابن سینا نے یہ تمام باتیں مسلمانوں سے ہی حاصل کی تھیں، اگر چہ درحقیقت یہ باتیں ان (زندیق) ملحدین سے اخذ کی گئی ہیں، جو خود کو مسلموں کی طرف منسوب کرتے ہیں، جیسے اسماعیلیہ (شیعہ)۔ ابن سینا، اس کے گھر والے اور اس کے پیروکار مسلمانوں کے ہاں الحاد سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معروف ہیں۔ یہ اپنی سب سے اچھی حالت جو ظاہر کرتے ہیں، وہ دین رفض ہے، جبکہ باطن میں یہ کفر محض چھپائے ہوئے ہیں۔‘‘

(مَجموع الفتاویٰ: 9/133-134، الرّدّ علی المنقطقیین، ص 141)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ فَلْسَفِيُّ النِّحْلَةِ ضَالٌّ .

’’یہ فلسفی فکر کا حامل تھا اور گمراہ تھا۔‘‘

(میزان الاعتدال: 1/539)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلرَّجُلُ مُعَطِّلٌ، مُشْرِكٌ، جَاحِدٌ لِلنُّبُوَّاتِ وَالْمَعَادِ، وَلَا مَبْدَأَ عِنْدَهٗ، وَلَا مَعَادَ، وَلَا رَسُولَ، وَلَا كِتَابَ .

’’یہ شخص اللہ تعالیٰ کی اسماء وصفات کی تعطیل کرتا تھا، نبوتوں اور آخرت کو جھٹلاتا تھا، اس کے نزدیک نہ اس جہان کی ابتدا ہے اور نہ آخرت ہے، نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی آسمانی کتاب۔‘‘

(إغاثة اللّهفان: 2/1027)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِمَامُ الْمُلْحِدِينَ .

’’ابن سینا ملحدین کا امام تھا۔‘‘

(إغاثة اللّهفان: 2/1032)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَدْ لَخَّصَ الْغَزَّالِيُّ كَلَامَهٗ فِي «مَقَاصِدِ الْفَلَاسِفَةِ»، ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ فِي «تَهَافُتِ الْفَلَاسِفَةِ» فِي عِشْرِينَ مَسْأَلَةً، كَفَّرَهٗ فِي ثَلَاثِ مَسَائِلَ مِنْهُنَّ؛ وَهِيَ قَوْلُهٗ بِقِدَمِ الْعَالَمِ، وَعَدَمِ الْمَعَادِ الْجُسْمَانِيِّ، وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ الْجُزْئِيَّاتِ، وَبَدَّعَهٗ فِي الْبَوَاقِي.

''علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) نے ابن سینا کے عقائد کا ''مقاصد الفلاسفہ'' میں خلاصہ کیا ہے، پھر ''تہافت الفلاسفہ'' میں بیس مسائل پر رد کیا ہے۔ تین مسائل میں اسے کافر قرار دیا ہے، وہ یہ ہیں: ① اس کا عقیدہ ہے کہ یہ جہان قدیم ہے (یعنی یہ ہمیشہ سے ہے، اس کی کوئی ابتدا نہیں)۔ ② جسمانی طور پر دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ ③ اللہ تعالیٰ اشیا کی جزئیات کا علم نہیں رکھتا (نعوذ باللہ!)۔ اور علامہ غزالی رحمہ اللہ نے باقی (سترہ) مسائل میں ابن سینا کو بدعتی قرار دیا ہے۔''

(البِداية والنّهاية : 46/12)

❀ باطنی شیعہ وغیرہ کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ بَاطِنَ مَذْهَبِهِمْ أَعْظَمُ كُفْرًا مِنْ أَقْوَالِ كُفَّارِ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَمِنْ أَقْوَالِ الْغَالِيَّةِ الَّذِينَ يَدَّعُونَ نُبُوَّةَ عَلِيٍّ أَوْ إِلٰهِيَّتَهٗ وَنَحْوِهِمْ، إِذْ كَانَ مَضْمُونُ مَذْهَبِهِمْ؛ تَعْطِيلُ الْخَالِقِ، وَتَكْذِيبُ رُسُلِهٖ وَالتَّكْذِيبُ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَإِبْطَالُ دِينِهٖ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”باطنی صوفیا کے مذہب کے باطن میں کافر اہل کتاب سے بھی بڑا کفر ہے، بلکہ ان غالی روافض وغیرہ کے اقوال سے بھی بڑا کفر ہے، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نبوت یا اُلوہیت کا دعویٰ کرتے ہیں، کیونکہ ان صوفیا کی مذہب کا مضمون یہ ہے ؛ خالق کو معطل کرنا، اس کے رسولوں کی تکذیب کرنا، آخرت کو جھٹلانا اور دین کا ابطال کرنا۔“

(دَرء تعارض العقل والنّقل : 9/5)

❀ نیز فرماتے ہیں:

اَلْمَلَاحِدَةُ الْبَاطِنِيَّةُ الَّذِينَ أَلْحَدُوا فِي أَسْمَاءِ اللّٰهِ وَآيَاتِهِ، وَكَانَ مُنْتَهٰى أَمْرِهِمْ تَعْطِيلَ الْخَالِقِ، وَتَكْذِيبَ رُسُلِهِ، وَإِبْطَالَ دِينِهِ، وَدَخَلَ فِي ذٰلِكَ بَاطِنِيَّةُ الصُّوفِيَّةِ، أَهْلُ الْحُلُولِ وَالْاِتِّحَادِ وَسَمَّوْهُ تَحْقِيقًا وَمَعْرِفَةً وَتَوْحِيدًا .

”باطنی ملاحدہ نے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور آیات میں الحاد سے کام لیا، ان کے عقیدے کی حقیقت خالق کی تعطیل، اس کے رسولوں کی تکذیب اور دین کا ابطال ہے۔ اس میں باطنیہ صوفیا، حلول اور وحدۃ الوجود کے قائلین بھی داخل ہیں، وہ اسے تحقیق، معرفت اور توحید کا نام دیتے ہیں۔“

(دَرء تعارض العقل والنّقل : 243/8)

❀ مزید فرماتے ہیں:

أَسْقَطُوا بِهَا حُرْمَةَ الْكِتَابِ وَالرَّسُولِ عِنْدَهُمْ، وَحُرْمَةَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ، حَتّٰى يَقُولُونَ : إِنَّهُمْ لَمْ يُحَقِّقُوا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أُصُولَ الدِّينِ كَمَا حَقَّقْنَاهَا، وَرُبَّمَا اعْتَذَرُوا عَنْهُمْ بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُشْتَغِلِينَ بِالْجِهَادِ، وَلَهُمْ مِنْ جِنْسِ هٰذَا الْكَلَامِ الَّذِي يُوَافِقُونَ بِهِ الرَّافِضَةَ وَنَحْوَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ، وَيُخَالِفُونَ بِهِ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ وَالْإِجْمَاعَ .

''ان (طرق ثلاثہ) کے ذریعہ باطنی صوفیا نے اپنے ہاں قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی حرمت وتقدس کو گرا دیا ہے، نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور احسان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں کی حرمت کو بھی کم کر دیا ہے، انہوں نے یہ تک کہہ دیا ہے کہ صحابہ اس طرح اُصول دین کی تحقیق نہیں کر سکے، جس طرح ہم نے کر دی ہے۔ کبھی وہ ان کی طرف سے عذر یہ دیتے ہیں کہ صحابہ چونکہ جہاد میں مشغول رہے (اس لیے اصول دین کی تحقیق نہیں کر سکے)۔ صوفیا کا بھی اسی طرح کا کلام ہے، جس میں وہ روافض اور ان جیسے دیگر اہل بدعت کی موافقت کرتے ہیں، ایسے نظریات اپنا کر وہ کتاب وسنت اور اجماع اُمت کی مخالفت کرتے ہیں۔''

(دَرء تعارض العقل والنّقل : 15/2)

سوال: جابر بن حیان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ابوموسیٰ جابر بن حیان بن عبد اللہ کوفی صوفی (۱۶۱ھ) مشہور حکیم، طبیب اور کیماوی تھا۔ یہ باطنی صوفی تھا، غالی اسماعیلی شیعہ تھا، علوم فلسفہ کا ماہر تھا۔ اس نے طبیعات، طب، طلسمات پر کئی کتابیں تصنیف کیں، ان میں مشہور کتاب ''الغواص'' تھی۔ اس کی کئی ایجادات ہیں۔ عقیدے کے اعتبار سے یہ گمراہ ملحد اور زندیق تھا، لہٰذا اسے مسلمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سائنسدانوں میں شمار نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: محمد بن زکریا رازی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: مشہور یونانی حکیم اور فلاسفی محمد بن زکریا رازی (۳۱۱ھ) ''الٰہیات'' اور نبوات میں ملحد تھا، فلاسفی اور زندیق تھا، ابلیس کے وجود کا انکار کرتا تھا۔ کہا کرتا تھا کہ جو کچھ ہو رہا ہے، یہ سب کچھ نفس کروا رہا ہے۔ عالم کے قِدم ہونے کا نظریہ رکھتا تھا، منطق اور ہندسہ کا ماہر تھا۔ پانچ قدیم چیزوں کا اثبات کرنا اس کا عقیدہ تھا: ① الباری ② الزمان ③ الخلاء ④ الھیولٰی ⑤ ابلیس (یہ نفس کو ابلیس قرار دیتا تھا، الگ سے ابلیس کا وجود نہیں مانتا تھا)۔ اس کا عقیدہ تھا کہ باری خیر کا خالق ہے، ابلیس شر کا خالق ہے۔

یاد رہے کہ ابن الہیثم (۴۳۰ھ) سقراط، افلاطون اور ارسطو سب گمراہ تھے۔

سوال: کیا شکاری کتا پالنا بھی ممنوع ہے؟

جواب: شوقیہ کتا پالنا ممنوع اور حرام ہے، اس پر سخت وعید ہے، البتہ بعض ضرورتوں مثلاً شکار، کھیت اور مویشیوں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنا جائز ہے۔ یہ ضرورت کے لیے جائز ہے، شوقیہ نہیں، لیکن ان جائز مقاصد کے لیے بھی کتے کی خرید و فروخت جائز نہیں۔

کتاب و سنت کے دلائل سے ثابت ہے کہ شکار کے لیے کتا رکھنا جائز ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اقْتَنٰی کَلْبًا، لَیْسَ بِکَلْبِ مَاشِیَةٍ، أَوْ ضَارِیَةٍ، نَقَصَ کُلَّ یَوْمٍ مِّنْ عَمَلِهٖ قِیرَاطَانِ.

''جس نے ایسا کتا رکھا، جو مویشیوں کی دیکھ بھال کے لیے بھی نہ تھا اور نہ وہ شکار کے لیے رکھا گیا تھا، تو اس کے اعمال سے دو قیراط کم ہو جاتے ہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(صحیح البخاري : 5480، صحیح مسلم : 1574)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا، إِلَّا كَلْبَ زَرْعٍ، أَوْ غَنَمٍ، أَوْ صَيْدٍ، يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ .

”جس نے کتا رکھا، اس کے اجر و ثواب سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے، سوائے اس کتے کے، جو کھیتی، ریوڑ یا شکار کے لیے رکھا گیا ہو۔“

(صحیح مسلم : 1574)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

اِقْتِنَاءُ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ وَالْمَاشِيَةِ وَالصَّيْدِ مُبَاحٌ بِدَلِيلِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ .

”کتاب و سنت کے دلائل سے ثابت ہے کہ کھیت، مویشی کی حفاظت اور شکار کے لیے کتا رکھنا جائز ہے۔“

(شرح صحیح البخاري : 6/459)

❁ علامہ ابو عبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ دَلَّتِ السُّنَّةُ الثَّابِتَةُ عَلَى اقْتِنَاءِ الْكَلْبِ لِلصَّيْدِ وَالزَّرْعِ وَالْمَاشِيَةِ، وَجَعَلَ النَّقْصَ فِي أَجْرِ مَنِ اقْتَنَاهَا عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْمَنْفَعَةِ .

”صحیح ثابت حدیث دلالت کناں ہے کہ شکار، کھیت اور مویشیوں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنا جائز ہے، حدیث نے اجر کی کمی وہ کتا رکھنے کی وجہ سے قرار دی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے، جو (مذکورہ تین فوائد کے علاوہ) کسی اور فائدے کے لیے رکھا جائے۔''

(تفسير القُرطبي : 371/10)

سوال: آلات موسیقی کے بارے میں فرماتے ہیں؟

جواب: آلات موسیقی کا استعمال ناجائز وحرام ہے، قرآن وحدیث اور اجماع اُمت میں اس کی ممانعت ہے۔ یہ دل کو ذکر الٰہی سے غافل کر دیتا ہے۔

❁ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَّ وَالْحَرِيرَ، وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ .

''میری امت کے کچھ لوگ زنا، (مردوں کے لیے) ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو حلال سمجھیں گے۔''

(صحيح البخاري : 5590)

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا عَلٰى تَحْرِيمِ الْمَزَامِيرِ وَالْمَلَاهِي وَالْمَعَازِفِ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ مزامیر اور آلات موسیقی حرام ہیں۔''

(شرح السنة : 383/12)

سوال: قرآن کریم میں ''لقمان'' کا ذکر ہوا ہے، وہ کون تھے؟

جواب: لقمان رحمہ اللہ گزشتہ کسی اُمت کے نیک بزرگ تھے، وہ حکیم ودانا شخص تھے، جن کی نصیحتیں اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم میں نازل فرمائیں، آپ رحمہ اللہ کا نبی ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابو اسحاق ثعلبی رحمہ اللہ (۴۲۷ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّهٗ كَانَ حَكِيمًا وَّلَمْ يَكُنْ نَبِيًّا .

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ لقمان رحمہ اللہ ”حکیم و دانا“ تھے، نبی نہیں تھے۔“

(تفسير الثّعلبي : 312/7، شرح مسلم للنّووي : 144/2)

❁ حافظ ابن فراء بغوی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّهٗ كَانَ حَكِيمًا وَّلَمْ يَكُنْ نَبِيًّا .

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ لقمان رحمہ اللہ ”حکیم و دانا“ تھے، نبی نہیں تھے۔“

(تفسير البَغوي : 587/3)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ﴾ (لقمان : ١٢)

”یقیناً ہم نے لقمان کو دانائی عطا فرمائی۔“

حکمت سے مراد عقیدے کی درستی، دین کی سمجھ، معاملہ فہمی اور عقل سلیم ہے۔

❁ علامہ ابو عبد اللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّوَابُ أَنَّهٗ كَانَ رَجُلًا حَكِيمًا بِحِكْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی، وَهِيَ الصَّوَابُ فِي الْمُعْتَقَدَاتِ وَالْفِقْهُ فِي الدِّينِ وَالْعَقْلِ .

”درست بات یہی ہے کہ لقمان رحمہ اللہ ایک دانا شخص تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا کی تھی، حکمت سے مراد اعتقادات کا صحیح ہونا اور دین اور عقل کی فقہ ہے۔“

(تفسير القرطبي : 59/14)

سوال: کیا دعا مانگنا واجب ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: دعا مانگنا مستحب ہے، یہ اعلیٰ ترین عبادت ہے، خشوع وخضوع اورتقویٰ کی کی اعلیٰ مثال ہے، بندہ اپنے رب سے دعا مانگے، تو رب تعالیٰ خوش ہوتا ہے، یہ عبودیت کا بہترین اظہار ہے۔

دعا دن اور رات میں کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے، البتہ رات کے آخری پہر میں دعا کرنا افضل ہے، اس وقت رب تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو پکار پکار کر دعا کرنے کو کہتا ہے، یقیناً ان لمحات میں دعا کی قبولیت کی زیادہ اُمید ہے۔

❀ علامہ تور بشتی رحمہ اللہ (٦٦١ ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ الْمَذْهَبَ الْمُخْتَارَ الَّذِي عَلَيْهِ الْفُقَهَاءُ وَالْمُحَدِّثُونَ، وَجَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الطَّوَائِفِ كُلِّهَا سَلَفًا وَّخَلَفًا : أَنَّ الدُّعَاءَ مُسْتَحَبٌّ بِدَلِيلِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ .

''جان لیجئے کہ مختار مذہب، جو فقہا ومحدثین اور سلف وخلف میں تمام فرقوں کے جمہور اہل علم نے اختیار کیا ہے، وہ یہی ہے کہ دعا مستحب ہے، اس پر کتاب وسنت دلیل ہیں۔''

(شرح المِشكاة للطّيبي : 1712/5)

سوال: معراج سے واپسی پر نبی کریم ﷺ نے کفار مکہ کو بیت المقدس کی نشانیاں بتائیں، کیا یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا؟ یا نبی کریم ﷺ خود ان نشانیوں کا علم رکھتے تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے جب بتایا کہ مجھے رات کے ایک حصہ میں بیت المقدس اور ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی گئی ہے، تو کفار نے ہمیشہ کی طرح انکار کیا اور اس دعویٰ کو محال جانا، تو انہوں نے (نعوذ باللہ) نبی کریم ﷺ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے بیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المقدس کی نشانیوں کے بارے میں سوالات کیے، اب کسی بھی جگہ کو ایک مرتبہ دیکھنے سے اس کی تمام چھوٹی بڑی نشانیاں تو یاد نہیں ہوتیں، اس لیے نبی کریم ﷺ کو بعض نشانیاں بتانے میں مشکل پیش آئی، جو آپ ﷺ کے لیے بہت پریشان کن لمحات تھے، تو اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ نبی کریم ﷺ کے سامنے کر دی، اب نبی کریم ﷺ مسجد اقصیٰ کو دیکھ دیکھ کر کفار کے مطلوبہ سوالات کا جواب دیتے رہے، حتیٰ کہ کفار نے بھی کہہ دیا کہ نشانیاں تو بالکل درست بتائی جا رہی ہیں۔

یہ سب نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کو واقعی میں تمام نشانیاں صحیح طور پر یاد نہیں تھیں، لیکن جب معجزاتی طور پر مسجد اقصیٰ سامنے کر دی گئی، تو نبی ﷺ کے لیے نشانیاں بتانا آسان ہو گیا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ أُسْرِيَ بِي، وَأَصْبَحْتُ بِمَكَّةَ، فَظِعْتُ بِأَمْرِي، وَعَرَفْتُ أَنَّ النَّاسَ مُكَذِّبِيَّ فَقَعَدَ مُعْتَزِلًا حَزِينًا، قَالَ: فَمَرَّ بِهِ عَدُوُّ اللّٰهِ أَبُو جَهْلٍ، فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ كَالْمُسْتَهْزِءِ: هَلْ كَانَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: إِنَّهٗ أُسْرِيَ بِي اللَّيْلَةَ قَالَ: إِلٰى أَيْنَ؟ قَالَ: إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَلَمْ يُرِ أَنَّهٗ يُكَذِّبُهٗ، مَخَافَةَ أَنْ يَجْحَدَهُ الْحَدِيثَ إِنْ دَعَا قَوْمَهٗ إِلَيْهِ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ دَعَوْتُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَوْمَكَ تُحَدِّثُهُمْ مَا حَدَّثْتَنِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : نَعَمْ، فَقَالَ : هَيَّا مَعْشَرَ بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ حَتّٰى قَالَ : فَانْتَفَضَتْ إِلَيْهِ الْمَجَالِسُ، وَجَاؤُوا حَتّٰى جَلَسُوا إِلَيْهِمَا، قَالَ : حَدِّثْ قَوْمَكَ بِمَا حَدَّثْتَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنِّي أُسْرِيَ بِي اللَّيْلَةَ، قَالُوا : إِلٰى أَيْنَ؟ قَالَ : إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالُوا : ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَمِنْ بَيْنِ مُصَفِّقٍ، وَمِنْ بَيْنِ وَاضِعٍ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِهٖ، مُتَعَجِّبًا لِلْكَذِبِ زَعَمَ قَالُوا : وَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا الْمَسْجِدَ؟ وَفِي الْقَوْمِ مَنْ قَدْ سَافَرَ إِلٰى ذٰلِكَ الْبَلَدِ، وَرَأَى الْمَسْجِدَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَذَهَبْتُ أَنْعَتُ، فَمَا زِلْتُ أَنْعَتُ حَتّٰى الْتَبَسَ عَلَيَّ بَعْضُ النَّعْتِ، قَالَ : فَجِيءَ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَا أَنْظُرُ حَتّٰى وُضِعَ دُونَ دَارِ عِقَالٍ أَوْ عُقَيْلٍ فَنَعَتُّهٗ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ، قَالَ : وَكَانَ مَعَ هٰذَا نَعْتٌ لَمْ أَحْفَظْهُ قَالَ : فَقَالَ الْقَوْمُ : أَمَّا النَّعْتُ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ أَصَابَ .

”معراج کی رات جب میں نے مکہ میں صبح کی، تو گھبرا گیا اور میں جانتا تھا کہ لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے۔ پریشان حال الگ تھلگ ہو کر بیٹھ گیا۔ وہاں سے اللہ کے دشمن ابوجہل کا گزر ہوا، یہ آ کر رسول اللہ کے پاس بیٹھ گیا، استہزائیہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لہجے میں کہنے لگا، کچھ ہوا ہے؟ تو رسول ﷺ نے فرمایا: ہاں، کہا: کیا ہوا؟ فرمایا: مجھے رات سیر کروائی گئی۔ کہاں کی؟ فرمایا: بیت المقدس کی۔ کہا: اور صبح تک تم ہمارے پاس بھی پہنچ گئے؟ فرمایا: ہاں۔ تو ابوجہل نے تکذیب نہ کی، صرف اس ڈر سے کہ اگر وہ لوگوں کو بلائے گا، تو لوگ اس کی بات پر یقین نہیں کریں گے، کہنے لگا: کیا خیال ہے، اگر میں تیری قوم کو بلاؤں، تو تم انہیں بھی وہی بات بیان کرو گے، جو مجھے بیان کی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ ابوجہل نے آواز لگائی: اے بنولعب بن لؤی کی جماعتو! آ جاؤ۔ لوگ اپنی مجالس چھوڑ کر آئے اور نبی کریم ﷺ اور ابوجہل کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ ابوجہل کہنے لگا: اپنی قوم کو وہی بات بیان کرو، جو تم نے مجھے کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے رات سیر کروائی گئی، لوگ کہنے لگی: کہاں کی؟ فرمایا: بیت المقدس کی۔ کہنے لگے: اور پھر صبح تک آپ ہمارے پاس بھی پہنچ گئے؟ فرمایا: ہاں۔ (یہ سن کر) کچھ لوگ تالیاں بجانے لگے اور کچھ لوگوں نے بزعم خود اس جھوٹ پر تعجب کرتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھ لیے۔ کہنے لگے: ہمیں مسجد (اقصیٰ) کی نشانیاں بتا سکتے ہو؟ کیونکہ کچھ لوگوں نے اس شہر کا سفر کیا ہوا تھا اور مسجد بھی دیکھی ہوئی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں انہیں نشانیاں بیان کرنے لگا، بتاتے بتاتے مجھے کچھ نشانیوں میں التباس ہونے لگا، تو میرے سامنے مسجد لائی گئی، میں نے دیکھا کہ اسے دار عقال یا عقیل کے پیچھے رکھ دیا گیا، اسے دیکھ دیکھ کر میں نشانیاں بیان کرنے لگا، ان میں سے بعض نشانیاں تو مجھے یاد بھی نہ تھیں۔ لوگ کہنے لگے: اللہ کی قسم! اس (نبی ﷺ) نے نشانیاں تو ساری صحیح ہی بتائی ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد : 309/1، مصنّف ابن أبي شيبة : 11/461-462، السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 11285، المُعجم الكبير للطَّبَراني : 12/167، دلائل النُّبُوّة للبيهقي : 2/263-264، وسندہٗ صحیحٌ)

✿ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(الدّر المنثور : 5/222)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا أَبْلَغُ فِي الْمُعْجِزَةِ وَلَا اسْتِحَالَةَ فِيهِ فَقَدْ أُحْضِرَ عَرْشُ بِلْقِيسَ فِي طَرْفَةِ عَيْنٍ لِّسُلَيْمَانَ وَهُوَ يَقْتَضِي أَنَّهٗ أُزِيلَ مِنْ مَكَانِهٖ حَتّٰى أُحْضِرَ إِلَيْهِ وَمَا ذَاكَ فِي قُدْرَةِ اللّٰهِ بِعَزِيزٍ .

''یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے اور اس میں ناممکنات والی کوئی بات نہیں، بلقیس کا عرش جب پلک جھپکنے کی دیر میں حاضر کیا جا سکتا ہے، جو کہ اپنی جگہ سے اٹھایا گیا تھا، تو یہ بھی اللہ کی قدرت سے کچھ ورے نہیں ہے۔''

(فتح الباري : 7/200)

سوال: ہجرت کے موقع پر نبی کریم ﷺ مدینہ میں کس مہینہ تشریف لائے؟

جواب: نبی کریم ﷺ ربیع الاول کے مہینہ میں مدینہ تشریف لائے، اس پر اہل علم کا اتفاق ہے، تاریخ کے متعلق اختلاف ہے۔

✿ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ دَخَلَ الْمَدِينَةَ فِي رَبِيعِ الْأَوَّلِ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ ربیع الاول میں مدینہ داخل ہوئے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(كشف المُشكِل من حديث الصّحيحين : 247/2)

سوال: طلوع آفتاب کے وقت نوافل پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور زوال کے وقت نوافل پڑھنا ممنوع ہے، ان اوقات میں صرف فرائض اور سببی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں، مثلاً تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء، نماز استخارہ، نماز کسوف وخسوف، وغیر ہا۔ ان کے علاوہ مطلق نوافل پڑھنا ان اوقات میں ممنوع ہے۔

❀ علامہ ابن عطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّهٗ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى كَرَاهَةِ صَلَاةٍ لَا سَبَبَ لَهَا فِي هٰذِهِ الْأَوْقَاتِ .

”جان لیجئے کہ اُمت کا اجماع ہے کہ ان اوقات (ممنوعہ) میں وہ (نفل) نماز پڑھنا مکروہ ہے، جن کا کوئی سبب نہ ہو۔“

(العُدّة في شرح العُمدة :333/1)

سوال: بعض دیہاتوں میں نماز عشاء کے بعد راستوں میں مجالس لگائی جاتی ہیں، جن میں بیٹھ کر لوگ رات گئے تک گپ شپ لگاتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز عشاء کے بعد رات گئے تک فضول گپ شپ لگانا درست نہیں، رات لیٹ تک جاگتے رہیں، تو نماز فجر کے لیے جاگنا مشکل ہو جاتا ہے، پھر اگر گپ شپ ہی حرام اُمور کے بارے میں ہو، مثلاً کسی کی غیبت، چغلی، گالم گلوچ ہو یا بازاری باتیں ہوں، تو یہ الگ حرام عمل ہے، بہر حال نماز عشاء کے بعد جلدی سونا مستحب ہے، ہاں دین فہمی اور اُمور خیر کے متعلق گفتگو کی جا سکتی ہے، کئی احادیث و آثار سے یہی ثابت ہوتا ہے، مگر اسے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بھی زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہیے، ورنہ نماز فجر کے لیے جاگنا مشکل ہو جائے گا۔

لوگوں کے چاہیے کہ رات جلدی سو جائیں اور صبح نماز فجر کے بعد دینی تعلیم اور اُمور خیر کے متعلق گفتگو کر لیں۔

❁ سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے پہلے سونا اور اس کے بعد باتیں کرنا ناپسند کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 568، صحيح مسلم : 647)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى كَرَاهَةِ الْحَدِيثِ بَعْدَهَا إِلَّا مَا كَانَ فِي خَيْرٍ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ نماز عشاء کے بعد باتیں کرنا مکروہ ہے، البتہ اُمور خیر کے متعلق گفتگو ہو سکتی ہے۔''

(شرح مسلم : 147/5)

❁ یہی بات علامہ ابن عطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) نے فرمائی ہے۔

(العُدّة في شرح العُمدة :300/1)

سوال: کیا عورت بھی طواف میں ''رمل'' کرے گی؟

جواب: عورتیں طواف میں رَمل (کندھے ہلا کر تیز تیز چلنا) نہیں کریں گی، رمل صرف مردوں کے لیے مشروع ہے، اس طرح عورتیں صفا و مروہ کی سعی میں بھی نہیں دوڑیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیں، یہ بھی صرف مردوں کے لیے مشروع ہے۔اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا:

أَمَا وَاللّٰهِ، إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ، فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ : فَمَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ إِنَّمَا كُنَّا رَاءَ يْنَا بِهِ الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ : شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ .

''اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نفع ونقصان کا مالک نہیں، اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو تجھے استلام کرتے نہ دیکھا ہوتا، تو تجھے کبھی استلام نہ کرتا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے استلام کیا اور فرمایا: اب ہمیں رمل (کندھے ہلا کر تیز تیز چلنا) کی ضرورت نہیں، وہ تو ہم مشرکین کو دکھانے کے لیے کرتے تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا ہے، پھر فرمانے لگے: جس کام کو نبی کریم ﷺ نے کیا ہو، ہم نہیں چاہتے کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔''

(صحيح البخاري : 1605)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ سَعْيٌ بِالْبَيْتِ، وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ .

''عورتوں کے لیے طواف اور صفا ومروہ کے درمیان تیز چلنا مشروع نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 12952، سنن الدّارقطني : 2768، حلية الأولياء لأبي نعيم : 36/9، وسندهٗ صحيحٌ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ رَمَلٌ بِالْبَيْتِ، وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ .

”عورتوں کے لیے طواف کے دوران رَمل کرنا اور صفا ومروہ کے درمیان دوڑنا مشروع نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 12954، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنْ لَّا رَمْلَ عَلَى النِّسَاءِ حَوْلَ الْبَيْتِ، وَلَا سَعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ، إِنَّمَا تَمْشِي الْمَرْأَةُ حَيْثُ يَرْمُلُ الرِّجَالُ، وَحَيْثُ يَسْعَى الرِّجَالُ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ بیت اللہ کا طواف کرتے وقت عورتوں کے لیے رَمل کرنا مشروع نہیں، نہ صفا ومروہ کی سعی میں دوڑنا مشروع ہے۔ جہاں مرد رمل کرتے ہیں اور سعی میں دوڑتے ہیں، وہاں عورتوں (بغیر دوڑے) چلیں گیں۔“

(الإشراف : 274/3، الإجماع : 169)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الرَّمَلَ لَا يُشْرَعُ لِلنِّسَاءِ كَمَا لَا يُشْرَعُ لَهُنَّ شِدَّةَ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ .

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ رَمل عورتوں کے لیے مشروع نہیں، جیسا کہ صفا ومروہ کی سعی میں دوڑنا عورتوں کے لیے مشروع نہیں ہے۔“

(شرح مسلم : 9/7)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایک شخص جنبی ہے، وہ موبائل سے قرآن کریم دیکھ رہا ہے، قرآنی آیات کو زبان سے ادا نہیں کر رہا، صرف الفاظ پر تدبر کر رہا ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: حالت جنابت میں زبانی یا دیکھ کر قرآن کریم کی قرأت نہیں کی جا سکتی، نہ مصحف قرآنی کو ہاتھ لگایا جا سکتا ہے۔ موبائل میں موجود قرآن بغیر وضو یا بغیر غسل کے بھی پکڑا جا سکتا ہے۔

رہا زبان سے پڑھے بغیر صرف دل سے الفاظ پر غور وفکر کرنا، تو یہ جائز ہے، کیونکہ حالت جنابت میں قرآن کریم کی قرأت اور تلاوت ممنوع ہے، جبکہ زبان کو حرکت دیے بغیر صرف دل میں غور وفکر کرنے پر قرأت کا لفظ نہیں بولا جا سکتا، لہٰذا جنبی کے لیے موبائل سے دیکھ کر قرآنی الفاظ پر تدبر اور غور وفکر کرنا جائز ہے، زبان کو حرکت دے کر پڑھنا ممنوع ہے۔ حائضہ کا بھی یہی حکم ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) اور علامہ ابن عطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الْجُنُبَ لَوْ تَدَبَّرَ الْقُرْآنَ بِقَلْبِهٖ، مِنْ غَيْرِ حَرْكَةِ لِسَانِهٖ، لَا يَكُونُ قَارِئًا مُرْتَكِبًا لِقِرَاءَةِ الْجُنُبِ الْمُحَرَّمَةِ .

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ جنبی اگر دل سے قرآن کریم (کے الفاظ) پر تدبر کرے، زبان کو حرکت نہ دے، تو وہ قرأت کرنے والا اور حالت جنابت میں قرأت کرنے کے حرام عمل کا مرتکب نہ ہوگا۔“

(شرح مسلم: 103/4، العُدّة في شرح العُمدة: 503/1)

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۴۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا جھوٹے کی گواہی معتبر ہے؟

جواب: جو شخص جھوٹ بولنے میں معروف ہو، شرعاً اس کی گواہی معتبر نہیں، ایسا شخص اپنا اعتبار ضائع کر چکا ہے، البتہ اگر وہ سچی توبہ کر لے اور اس کے عمل اور کردار سے ثابت ہو کہ وہ واقعی میں تائب ہو چکا ہے، تو اس کی گواہی کا اعتبار ہوگا۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ (الحجّ : ۳۰)

''جھوٹی بات سے بچو۔''

❀ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ ثَلَاثًا، الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَوْ قَوْلُ الزُّورِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا، فَجَلَسَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا : لَيْتَهٗ سَكَتَ .

''کیا میں آپ کو تین سب سے بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں؟ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی؛ (پھر فرمایا:) کسی کو اللہ کا شریک سمجھنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا، نبی کریم اس وقت ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تھے، آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، پھر اسی بات کو اتنی بار دہرایا کہ ہم نے آرزو کی کہ کاش! آپ ﷺ خاموشی فرمالیں۔''

(صحيح البخاري : 2654، صحيح مسلم : 87)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ أَنَّ الْكَاذِبِينَ عَلَى النَّاسِ لَا تُقْبَلُ شَهَادَتُهُمْ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ لوگوں پر جھوٹ باندھنے والے کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔''

(شرح صحيح البخاري : 73/8)

سوال: ایک شخص نے مرتے وقت اپنے بیٹے کے حق میں کل مال کی وصیت کر دی، کیا حکم ہے؟

جواب: پہلی بات کے وصیت صرف ثلث (ایک تہائی) مال کی جائز ہے، دوسری بات کہ وصیت صرف ان کے حق میں جائز ہے، جو وارث نہ ہوں، کیونکہ ورثا کے حصے مقرر ہیں، لہٰذا مذکورہ صورت میں یہ وصیت باطل قرار پائے گی، کیونکہ بیٹا وارث ہوتا ہے۔

❁ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطٰى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهٗ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ .

''اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے، لہٰذا اب کسی وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 2870، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۱۲۰) نے ''حسن'' کہا ہے اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۹۴۹) نے صحیح قرار دیا ہے۔

✿ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

الْوَصِيَّةُ لِلْوَارِثِ بَاطِلَةٌ وَهٰذَا أَمْرٌ مُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ يُسْتَغْنٰى عَنِ الْقَوْلِ فِيهِ .

''وارث کے حق میں وصیت باطل ہے، اس مسئلہ پر اجماع ہے، جس میں مزید بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔''

(التّمهيد : 225/7)

سوال: حاجی اور عمرہ کرنے والا مکہ اور منیٰ میں نماز قصر کرے گا یا پوری پڑھے گا؟

جواب: جو حاجی مکہ کا رہائشی نہیں ہے، بلکہ باہر سے آیا ہے، وہ مکہ اور منیٰ میں نماز قصر کرے گا، کیونکہ وہ مسافر ہے۔

✿ عبد الرحمٰن بن یزید نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّى بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، فَقِيلَ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ .

''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ہمیں منی میں چار رکعت نماز پڑھائی، سیدنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس بارے پوچھا گیا، تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے منی میں دو دو رکعت ادا کیں۔ کاش کہ ان چار رکعات میں سے میری دو رکعت ہی قبول ہو جائیں۔''

(صحيح البخاري : 1084، صحيح مسلم : 695)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الْحَاجَّ الْقَادِمَ مَكَّةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ بِهَا وَبِمِنًى وَسَائِرِ الْمَشَاهِدِ، لِأَنَّهٗ عِنْدَهُمْ فِي سَفَرٍ، إِذْ لَيْسَتْ مَكَّةُ دَارَ إِقَامَةٍ إِلَّا لِأَهْلِهَا أَوْ لِمَنْ أَرَادَ الْإِقَامَةَ بِهَا، وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ تَرْكُ الْمَقَامِ بِهَا، فَلِذٰلِكَ لَمْ يَنْوِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِقَامَةَ بِمَكَّةَ وَلَا بِمِنًى.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ مکہ میں (باہر سے) آنے والا حاجی مکہ، منیٰ اور دیگر مقامات پر نماز قصر کرے گا، کیونکہ اہل علم کے ہاں وہ سفر میں ہے، اس لیے کہ مکہ صرف ان کے لیے اقامت گاہ ہے، جو وہاں کے رہائشی ہیں، یا جو وہاں مقیم ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اب مہاجرین پر چونکہ فرض تھا کہ وہ مکہ میں قیام نہیں کر سکتے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے مکہ یا منیٰ میں رہائش پذیر ہونے کی نیت نہیں کی۔''

(شرح صحيح البخاري : 68/3)

سوال: خلق قرآن کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): قرآن اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے صوت وحروف سے کلام کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام سنا گیا۔ جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سنا اور جبریل علیہ السلام سے نبی کریم ﷺ نے سنا۔ اس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ اس پر اہل سنت والجماعت کا اجماع واتفاق ہے۔

معتزلہ، اشاعرہ اور ان کے ہم نوا کلام الٰہی کے مسئلہ میں گمراہ ہو گئے اور عقیدہ اہل سنت سے منحرف ہو گئے، کبھی کہتے ہیں کہ یہ کلام نفسی ہے، کبھی کلام کا اثبات کرتے ہیں اور صوت وحروف کا انکار کرتے ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ رات بچھو نے کاٹا ہے، جس کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کاش! آپ نے شام کو یہ کلمات پڑھے ہوتے، تو بچھو نقصان نہ پہنچاتا:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ .

''اللہ کی مخلوق کے شر سے اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں۔''

(صحیح مسلم: 2709)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِنَ الْفِقْهِ أَيْضًا أَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَعَلٰى ذٰلِكَ أَهْلُ السُّنَّةِ أَجْمَعُونَ وَهُمْ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالرَّأْيِ فِي الْأَحْكَامِ وَلَوْ كَانَ كَلَامُ اللّٰهِ أَوْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ مَخْلُوقَةٌ مَا أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا أَنْ يَسْتَعِيذَ بِمَخْلُوقٍ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس حدیث میں فقہی مسئلہ ہے کہ اللہ عزوجل کا کلام مخلوق نہیں ہے، تمام اہل سنت محدثین اور اہل الرائے کا یہی مذہب ہے۔ اگر کلام اللہ یا کلمات اللہ مخلوق ہوتے، تو رسول اللہ ﷺ کسی بھی کو مخلوق کی پناہ پکڑنے کا حکم نہ دیتے۔''

(التّمهيد :241/21)

۞ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَالَ: لَفْظِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ، يُرِيدُ بِهِ الْقُرْآنَ، فَهُوَ كَافِرٌ.

''جس نے کہا کہ میرا پڑا گیا قرآن مخلوق ہے، اس نے اس جملہ سے قرآن مرادلیا، تو وہ کافر ہے۔''

(الاعتقاد للبيهقي، ص 110، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ امام بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

حَرَكَاتُهُمْ وَأَصْوَاتُهُمْ وَاكْتِسَابُهُمْ وَكِتَابَتُهُمْ مَخْلُوقَةٌ، فَأَمَّا الْقُرْآنُ الْمَتْلُوُّ الْمُبَيَّنُ الْمُثْبَّتُ فِي الْمُصْحَفِ الْمَسْطُورُ الْمَكْتُوبُ الْمُوعٰى فِي الْقُلُوبِ فَهُوَ كَلَامُ اللّٰهِ لَيْسَ بِخَلْقٍ، قَالَ اللّٰهُ: ﴿بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ﴾.

''لوگوں کی (قرآن پڑھتے اور لکھتے ہوئے) حرکات، آوازیں، اعمال اور لکھائی مخلوق ہیں۔ جبکہ جو کلام تلاوت کیا گیا ہے، بڑے صحائف میں واضح طور پر ثبت ہے، لکھا گیا ہے اور دلوں میں محفوظ کیا گیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، مخلوق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ﴾ ''بلکہ وہ واضح آیات ہیں، جو اہل علم کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سینوں میں محفوظ ہیں۔''

(خلق أفعال العِباد، ص 47)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى مَوْجُودٌ فِيمَا لَمْ يَزَلْ، مَوْجُودٌ فِيمَا لَا يَزَالُ، وَبِإِسْمَاعِهٖ كَلَامَهٗ مَنْ شَاءَ مِنْ مَلَائِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَعِبَادِهٖ مَتٰى شَاءَ، صَارَ كَلَامُهٗ مَسْمُوعًا لَهٗ بِلَا كَيْفٍ، وَالْمَسْمُوعُ كَلَامُهُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ مَوْصُوفًا بِهٖ، وَكَلَامُهٗ لَا يُشْبِهُ كَلَامَ الْمَخْلُوقِينَ، كَمَا لَا يُشْبِهُ سَائِرُ أَوْصَافِهٖ أَوْصَافَ الْمَخْلُوقِينَ، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ.

''اللہ تعالیٰ کا کلام ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں، رسولوں اور بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا کلام سنا تا ہے، اس کے اللہ تعالیٰ کا کلام ''مسموع'' بن گیا، جس کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی، ''مسموع'' اللہ تعالیٰ وہ کلام ہے، جس کے ساتھ باری تعالیٰ ہمیشہ سے متصف ہے اور ہمیشہ متصف رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا کلام مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں ہے، جیسا کہ باری تعالیٰ کے دیگر اوصاف مخلوق کے اوصاف کے مشابہ نہیں۔ توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے۔''

(الاعتقاد، ص 98)

سوال: کون کون سے مشروبات حرام ہیں؟

جواب: ہر وہ مشروب حرام اور ناجائز ہے، جس کی کم یا زیادہ مقدار میں نشہ ہو یا وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحت کے لیے مضر ہو یا وہ حرام اشیاء سے تیار کردہ ہو۔ ان کے علاوہ ہر مشروب حلال ہے۔

۞ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى حِلِّ الْأَشْرُبَةِ بِأَجْمَعِهَا إِلَّا مَا كَانَ مُسْكِرًا أَوْ كَانَ فِي شُرْبِهٖ ضَرَرٌ.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ نشہ آور اور جس کے پینے میں (صحت کے لیے) نقصان ہو، کے علاوہ تمام مشروبات حلال ہیں۔''

(القبس في شرح موطأ مالك بن أنس، ص 652، المَسالك: 342/5)

سوال: سمندر میں طوفان کا خدشہ ہے، کیا اس دوران سمندری سفر کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر مصدقہ اطلاع کے مطابق سمندر میں طغیانی آنے یا طوفان آنے کا خدشہ ظاہر کیا گیا ہے، تو اس دورانیہ میں سمندری سفر نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ بغیر مقصد شرعی کے جان بوجھ کر اپنی جان خطرے میں ڈالنا جائز نہیں۔ جان و مال کی حفاظت کرنا ضروری ہے، لہٰذا سمندری میں طغیانی ہو یا اس کا خدشہ ہو، تو سمندری سفر ممنوع ہے۔

۞ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ أَنَّ الْبَحْرَ لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ رُكُوبُهٗ فِي حِينَ ارْتِجَاجِهٖ.

اہل علم کا اتفاق ہے کہ جب سمندر میں طغیانی ہو، تو اس وقت سمندر کا سفر کرنا جائز نہیں۔''

(الاستذکار: 128/5)

۞ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرة: ۱۹۵)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”خود کو ہلاکت میں مت ڈالو۔“

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾(النّساء : ٢٩)

”اپنے آپ کو قتل مت کرو۔“

سوال: مچھلی کے گوشت پر جو خون لگا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مچھلی کے گوشت پر لگا خون حلال ہے، کیونکہ وہ دَم مسفوح نہیں، دم مسفوح وہ خون ہے، جو جانور کو ذبح کرتے وقت نکلتا ہے اور مچھلی کو ذبح ہی نہیں کیا جاتا۔

❁ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی أَنَّ دَمَ الْحُوتِ حَلَالٌ .

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ مچھلی کا خون حلال ہے۔“

(القبس في شرح موطأ مالك بن أنس، ص 628)

سوال: نماز عید کے لیے اذان اور اقامت کہنا کیسا ہے؟

جواب: نماز عید کے لیے اذان اور اقامت مشروع نہیں، عہد نبوی اور خیر القرون میں اس کا کوئی وجود نہیں، لہٰذا عیدین کے لیے اذان اور اقامت کا اجرا بدعت ہے۔ البتہ اعلان کیا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ، غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ، بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ .

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ عیدین کی نماز ادا کی، اس میں نہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اذان تھی اور نہ اقامت۔‘‘

(صحيح مسلم : 887)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحٰى .

’’(عہد نبوی میں) عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے لیے اذان نہیں کہی جاتی تھی۔‘‘

(صحيح البخاري : 960)

❀ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ لِلْعِيدَيْنِ بِدْعَةٌ وَمُحْدَثٌ .

’’اہل علم کا اتفاق ہے کہ عیدین کے لیے اذان اور اقامت کہنا بدعت اور (دین میں) ایجاد ہے۔‘‘

(فتح الباري لابن رجب : 447/8)

سوال: بعض لوگ بغیر دلیل کے ہر بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا انتہائی حساس معاملہ ہے، جانتے بوجھتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب کر دینا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی نہیں، سنگین جرم ہے، اس پر جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ لہٰذا کسی بھی بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ سوشل میڈیا پر ہر اچھی بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ یہ بھی جھوٹ پھیلانے کی ایک بھیانک صورت ہے، یاد رہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہ اس بارے میں عند اللہ جواب دینا پڑے گا، لہٰذا محتاط رہیں۔

❁ متواتر حدیث میں ہے:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .

”جس نے میری طرف جانتے بوجھتے جھوٹ منسوب کیا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھے۔“

(صحيح البخاري : 110، صحيح مسلم : 3)

❁ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .

”میری طرف جھوٹ منسوب کرنا کسی عام آدمی کی طرف جھوٹ منسوب کرنے جیسا گناہ نہیں ہے، بلکہ جس نے میری طرف جانتے بوجھتے جھوٹ منسوب کیا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھے۔“

(زيادات الفضائل لعبد اللّٰه بن أحمد : 90، مسند البزار : 1275، مسند أبي يعلى : 966، مشكل الآثار للطّحاوي : 350، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

(العِلل : 667)

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ (۸۰۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَصِحُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَقُولَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا، حَتّٰى يَكُونَ عِنْدَهٗ ذٰلِكَ الْقَوْلُ مَرْوِيًّا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اہل علم رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے یہ یہ فرمایا ہے۔'' تا آنکہ اس کے پاس اس پر روایت موجود ہو۔''

(طَرح التّثریب: 17/1)

سوال: قرعہ اندازی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قرعہ ڈالنا جائز ہے۔ قرعہ اندازی کی مشروعیت وجواز پر قرآن وحدیث کے دلائل موجود ہیں۔ اہل سنت کے ائمہ بھی اس کی مشروعیت کے قائل ہیں، احناف اس کی مشروعیت کے قائل نہیں، وہ اس بارے میں مروی صحیح وصریح احادیث کو منسوخ کہتے ہیں۔

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰی حُدُودِ اللّٰهِ وَالوَاقِعِ فِيهَا، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلٰی سَفِينَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ، مَرُّوا عَلٰی مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوا : لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا، هَلَكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلٰی أَيْدِيهِمْ نَجَوْا، وَنَجَوْا جَمِيعًا .

''حدود اللہ کی پابندی کرنے والے اور ان کی پامالی کرنے والوں کی باہمی مثال ان لوگوں کی طرح ہے، جنھوں نے ایک کشتی میں قرعہ اندازی کی۔ ان میں سے بعض کو اوپر والا حصہ ملا اور بعض کو نیچے والا۔ نیچے والوں کو جب پانی کی طلب ہوتی تو ان کو اوپر والوں کے پاس جانا پڑتا۔ انہوں نے کہا: اگر ہم اپنے ہی حصے میں سوراخ کر لیں اور اوپر والوں کو تنگ نہ کریں تو کیا ہی اچھا ہو۔ اگر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اوپر والے نیچے والوں کو ان کے ارادے پر چھوڑ دیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے، لیکن اگر وہ ان کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ خود بھی بچ جائیں گے اور باقی سب لوگ بھی۔“

(صحیح البخاري : 2493)

❁ علامہ برماوی رحمہ اللہ (۸۳۱ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَی الْقَوْلِ بِالْقُرْعَةِ إِلَّا الْكُوفِيِّينَ ...... وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلٰى جَوَازِهَا .

”اہل کوفہ کے علاوہ تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ قرعہ جائز ہے...... یہ حدیث دلیل ہے کہ قرعہ اندازی جائز ہے۔“

(اللّامع الصّبیح : 512/7)

سوال: نبی کریم ﷺ نے ایک نکاح میں چار سے زائد بیویاں رکھیں، کیا اُمتی کے لیے بھی ایسا کرنا مشروع ہے؟

جواب: قرآن کریم نے زیادہ سے زیادہ بیک وقت چار عورتوں کو نکاح بھی رکھنے کی اجازت دی ہے، اس سے زائد عورتیں بیک وقت نکاح میں رکھنا جائز نہیں۔ یہ صرف نبی کریم ﷺ کا خاصہ تھا کہ آپ ﷺ کو بیک وقت چار سے زائد بیویاں رکھنے کی اجازت تھی، کسی اُمتی کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾

(النِّساء : ۳)

”جتنی عورتوں سے چاہو نکاح کرو، دو دو سے، تین تین سے، چار چار سے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ قَاطِبَةً عَلٰى أَنَّ الزِّيَادَةَ عَلٰى أَرْبَعٍ كَانَ مِنْ خَصَائِصِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا عِبْرَةَ بِمُخَالَفَةِ الشِّيعَةِ فِي ذٰلِكَ .

”تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ (بیک وقت) چار سے زائد بیویاں رکھنا رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے، اس حوالہ سے شیعہ کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔“

(تُحفة الطّالب، ص 104)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ مِنْ خَصَائِصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزِّيَادَةَ عَلٰى أَرْبَعِ نِسْوَةٍ يَجْمَعُ بَيْنَهُنَّ .

”اہل علم کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ نے چار سے زائد بیویوں کو (ایک نکاح میں) جمع کیا۔“

(فتح الباري : 114/9)

سوال: کیا اعمال، ایمان میں داخل ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں، نیک اعمال سے ایمان بڑھتا ہے اور برے اعمال سے ایمان میں کمی ہوتی ہے۔ قرآن وحدیث کے کئی دلائل اس پر دلالت کناں ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''جس نے ایمان سمجھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 38، صحيح مسلم : 759)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

''جس نے ایمان سمجھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 37، صحيح مسلم : 173/759)

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ حُجَّةٌ أَيْضًا أَنَّ الْأَعْمَالَ إِيمَانٌ؛ لِأَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الصِّيَامَ وَالْقِيَامَ إِيمَانًا .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ اعمال ایمان ہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں اور قیام اللیل کو ایمان قرار دیا ہے۔''

(شرح صحيح البخاري :95/1)

سوال: موزوں پر مسح کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: موزوں پر مسح کرنا جائز ہے، اس بارے میں متواتر احادیث ثابت ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک یہ حق ہے، شیعہ اسے دین نہیں مانتے۔

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

صَرَّحَ جَمْعٌ مِّنَ الْحُفَّاظِ بِأَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ مُتَوَاتِرٌ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے صراحت کی ہے کہ موزوں پر مسح کی احادیث متواتر ہیں۔''

(فتح المغیث : 4/18)

سوال: شفاعت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ائمہ اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ شفاعت برحق ہے، قرآن مجید نے کئی شفاعتوں کا اثبات کیا ہے، اس بارے میں احادیث متواترہ بیان ہوئیں ہیں۔ خارجی، معتزلہ، مرجئہ اور شیعہ روز محشر شفاعت کے منکر ہیں۔ خوارج کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ابدی جہنمی ہے، شفاعت سے اسے خلاصی نہیں مل سکتی۔ یاد رہے کہ جو شفاعت کا منکر ہے، وہ گمراہ اور ظالم ہے، نصوصِ شرعیہ اور اجماع امت کا سخت مخالف ہے۔ ہمارے نبی ﷺ اول شافع (سب سے پہلے شفاعت کرنے والے) اور اول مشفع (جن کی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی) ہیں۔ آپ ﷺ کے متعلق کئی طرح کی شفاعت ہوگی۔

شفاعت وہی کرے گا، جسے اللہ رب العزت اذن دیں گے۔ جس کے لیے اذن ہوگا، اسی کے لیے شفاعت ہوگی۔ انبیائے کرام، مقرب فرشتے، مومنین اور صالحین کی شفاعت برحق ہے۔ شفاعت دراصل شافع اور مشفوع کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز واکرام ہے۔ یہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کی کمال سلطنت و بادشاہت پر دلیل ہے۔ جس دن کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی بات نہیں کر پائے گا، اللہ تعالیٰ شفاعت کا اذن دیں گے، تو شفاعت کر سکے گا۔ افسوس صد افسوس! بعض لوگ بزرگوں کی قبروں پر جا جا کر دعائیں کرتے ہیں، اس لیے استغاثہ اور استمداد و استعانت کرتے ہیں کہ وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے سفارشی ہوں گے۔ قرآن کریم نے ان کے اس نظریہ کی تردید کر دی ہے کہ وہ روز قیامت ان کے دشمن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے، ان سے برائت کا اعلان کریں گے۔

قرآن کریم میں شفاعت کی دو قسمیں بیان ہوئی ہیں، جن میں سے ایک کی کفار اور مشرکین کے حق میں نفی کر دی گئی ہے اور دوسری کا مومنوں اور اہل اخلاص کے حق میں اثبات کیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم گناہگاروں کو اپنے حبیب نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے مشرف فرمائے، آمین یارب العالمین!

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ جَاءَ الْكِتَابُ ثُمَّ السُّنَّةُ ثُمَّ إِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ بِإِثْبَاتِ مَا أَثْبَتْنَاهُ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرُؤْيَتِهٖ وَشَفَاعَةِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِ ذٰلِكَ .

''قرآن کریم، پھر حدیث اور پھر اجماع صحابہ نے جس شے کا اثبات کیا ہے، ہم نے بھی اس کا اثبات کیا ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات، رؤیت اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت وغیرہ۔''

(الاعتقاد، ص 233)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

عُرِفَ بِالنَّقْلِ الْمُسْتَفِيضِ سُؤَالُ السَّلَفِ الصَّالِحِ لِشَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَغْبَتُهُمْ فِيهَا، وَعَلٰى هٰذَا لَا يُلْتَفَتُ لِقَوْلِ مَنْ قَالَ : إِنَّهٗ يُكْرَهُ أَنْ تَسْأَلَ اللّٰهَ أَنْ يَرْزُقَكَ شَفَاعَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ لِأَنَّهَا لَا تَكُونُ إِلَّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِلْمُذْنِبِينَ، فَإِنَّهَا قَدْ تَكُونُ ـكَمَا قَدَّمْنَا ـ لِتَخْفِيفِ الْحِسَابِ وَزِيَادَةِ الدَّرَجَاتِ، ثُمَّ كُلُّ عَاقِلٍ مُعْتَرِفٌ بِالتَّقْصِيرِ مُحْتَاجٌ إِلَى الْعَفْوِ غَيْرُ مُعْتَدٍّ بِعَمَلِهِ مُشْفِقٌ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ، وَيَلْزَمُ هٰذَا الْقَائِلَ أَلَّا يَدْعُوَ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ؛ لِأَنَّهَا لِأَصْحَابِ الذُّنُوبِ، وَهٰذَا كُلُّهُ خِلَافُ مَا عُرِفَ مِنْ دُعَاءِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ.

''متواتر حد تک منقول ہے کہ سلف صالحین نبی کریم ﷺ کی شفاعت کی دعا کرتے تھے اور اس بارے میں رغبت رکھتے تھے۔ لہٰذا اس شخص کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا، جو کہتا ہے کہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنا مکروہ ہے کہ وہ آپ کو نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب کرے، کیونکہ یہ شفاعت کو گناہ گاروں کے لیے ہے۔ (یہ غلط بات ہے،) ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ شفاعت عذاب کی تخفیف کے لیے بھی ہو گی اور درجات کی بلندی کے لیے بھی۔ پھر ہر عقل مند شخص اپنے درماندگی کا معترف ہے، معافی کا محتاج ہے، اپنے اعمال پر اترانے والا نہیں، نیز ڈرتا ہے کہ وہ ہلاک ہونے والوں میں شمار نہ کر دیا جائے۔ اس (شفاعت کی دعا کے منکر) شخص کو یہ بھی لازم آتا ہے کہ وہ مغفرت اور رحمت کی دعا بھی نہ کیا کرے، کیونکہ یہ بھی تو گناہ گاروں کے لیے ہیں، یہ سب باتیں سلف و خلف کی معروف دعاؤں کے برخلاف ہیں۔''

(إكمال المُعلم :1/566)

❁ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِعْلَمْ أَنَّ دَلَائِلَ الْمُعْتَزِلَةِ فِي نَفْيِ الشَّفَاعَةِ يَجِبُ أَنْ تَكُونَ عَامَّةً فِي حَقِّ الْأَشْخَاصِ وَفِي حَقِّ الْأَوْقَاتِ وَإِلَّا فَلَا يُفِيدُهُمْ مَقْصُودُهُمْ وَدَلَائِلُنَا فِي إِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ مَخْصُوصَةٌ فِي الْأَشْخَاصِ وَفِي الْأَوْقَاتِ فَإِنَّا لَا نُثْبِتُ الشَّفَاعَةَ فِي حَقِّ الْكُلِّ فَثَبَتَ أَنَّ دَلَائِلَنَا خَاصَّةٌ وَدَلَائِلَهُمْ عَامَّةٌ وَالْخَاصُّ مُقَدَّمٌ عَلَى الْعَامِّ .

''جان لیجئے کہ شفاعت کے نفی میں معتزلہ کے دلائل لازمی طور پر تمام اشخاص اور تمام اوقات کے بارے میں عام ہیں، ورنہ ان کا مقصود پورا ہی نہیں ہوتا، جبکہ شفاعت کے اثبات بارے ہمارے دلائل بعض خاص اشخاص اور خاص اوقات کے بارے میں ہیں، کیونکہ ہم ہر ایک کے حق میں شفاعت کا اثبات نہیں کرتے، تو ثابت ہوا کہ ہمارے دلائل خاص ہیں اور معتزلہ کے دلائل عام ہیں، (قاعدہ یہی ہے کہ) خاص کو عام پر مقدم کیا جاتا ہے۔''

(مَعالم أصول الدين، ص 133)

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

ذَكَرَ شَيْخُنَا مِنَ الْأَحَادِيثِ الَّتِي وُصِفَتْ بِالتَّوَاتُرِ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ وَالْحَوْضِ، وَأَنَّ عَدَدَ رُوَاتِهِمَا مِنَ الصَّحَابَةِ زَادَ عَلٰى أَرْبَعِينَ .

''ہمارے شیخ (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) نے متواتر احادیث میں شفاعت اور حوض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والی حدیث کو ذکر کیا، نیز بتایا ہے کہ ان کو روایت کرنے والے صحابہ چالیس سے زائد ہیں۔''

(فتح المغیث : 22/4)

سوال: بعض کہتے ہیں کہ ''اللہ وارث''۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اللہ وارث کہنا جائز ہے، وارث اس ذات کو کہتے ہیں کہ جس کی طرف ہر شے لوٹ آتی ہے۔ ہر شے کی ایک مدت مقرر ہے، اس کے بعد وہ فنا ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جاتی ہے اور جائے گی۔

❁ علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلْوَارِثُ هُوَ الَّذِي يَرْجِعُ إِلَيْهِ الْأَمْلَاكُ بَعْدَ فَنَاءِ الْمُلَّاكِ وَذٰلِكَ هُوَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى إِذْ هُوَ الْبَاقِي بَعْدَ فَنَاءِ الْخَلْقِ وَإِلَيْهِ مَرْجِعُ كُلِّ شَيْءٍ وَمَصِيرُهٗ.

''وارث اس ہستی کو کہتے ہیں کہ مالکوں کے فنا ہونے کے بعد املاک جس کی طرف لوٹ آئیں۔ یہ ہستی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے، کیونکہ مخلوق کے فنا ہونے کے بعد وہ باقی رہے گا، اسی کی طرف ہر شے کا لوٹنا اور پہنچنا ہے۔''

(المقصد الأسنٰی، ص 148)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۴۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نماز سے پہلے زبان سے نیت کرنا کیسا ہے؟

جواب: نیت دل کا عمل ہے۔ نماز سے پہلے زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔ کتاب وسنت، اجماع اُمت اور عمل سلف میں اس کا ذکر نہیں۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ وَإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحَابَةَ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ وَلَمْ يَنْقُلْ مُسْلِمٌ لَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنْ الصَّحَابَةِ أَنَّهُ قَدْ تَلَفَّظَ قَبْلَ التَّكْبِيرِ بِلَفْظِ النِّيَّةِ، لَا سِرًّا وَلَا جَهْرًا وَلَا أَنَّهُ أَمَرَ بِذٰلِكَ .

”متواتر احادیث منقول ہیں اور مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نماز اللہ اکبر سے شروع کرتے تھے، کسی مسلمان نے نبی کریم ﷺ یا کسی بھی صحابی سے یہ نقل نہیں کیا کہ انہوں نے اللہ اکبر سے پہلے زبان سے نیت کی ہو، نہ جہری طور پر اور نہ آہستہ آواز میں، نہ کسی نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الفتاوی الکبریٰ : 99/2)

سوال: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قاتل کی قبر کہاں ہے؟

جواب: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قاتل ابولؤلؤ فیروز مجوسی کی قبر کہاں ہے؟ اس کا صحیح علم اللہ کے پاس ہے، البتہ روافض نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی دشمنی میں ایران میں اس کا مزار بنا رکھا ہے اور اس کی تعظیم کرتے ہیں، روافض اسے ''بابا شجاع الدین'' کہتے ہیں اور ہر سال ۹ ربیع الاول کو ''عید بابا شجاع الدین'' کے نام سے عید مناتے ہیں۔

❁ علامہ کورانی حنفی رحمہ اللہ (۸۹۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي بِلَادِ الْعَجَمِ بَلَدًا يُسَمّٰى كَاشَانَ، فِيهِ غُلَاةُ الرَّوَافِضِ، لَهُمْ مَزَارٌ عَظِيمٌ مُعْظَمٌ، يَقُولُونَ : إِنَّهٗ قَبْرُ أَبِي لُؤْلُؤَةِ قَاتِلُ عُمَرَ .

''بلاد عجم (ایران) میں ایک ''کاشان'' نامی شہر ہے، جس میں غالی روافض رہتے ہیں، وہاں انہوں نے ایک بہت بڑا مزار بنا رکھا ہے، روافض کہتے ہیں کہ یہ قاتل عمر ابولؤلؤ کی قبر ہے۔''

(الکَوْثر الجاري : 460/6)

❁ شیعہ عالم ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) نے لکھا ہے:

قَالَ جَمَاعَةٌ : إِنَّ قَتْلَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَدْ كَانَ فِي الْيَوْمِ التَّاسِعِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ، وَالنَّاسُ يُسَمُّونَهٗ «عيد بابا شجاع الدين» .

''(شیعہ کی) ایک جماعت نے کہا ہے کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ربیع الاول کی ۹ تاریخ کو قتل (شہید) ہوئے، لوگ (روافض) اسے عید ''بابا شجاع الدین''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں۔“

(بَحار الأنوار : 372/98)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ بکر بن عمرو معافری رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ لَمْ يَرَ أَبَا أُمَامَةَ -يَعْنِي ابْنَ سَهْلٍ- وَاضِعًا إِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى قَطُّ، وَلَا أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، حَتّٰى قَدِمَ الشَّامَ، فَرَأَى الْأَوْزَاعِيَّ، وَنَاسًا مَعَهُ يَضَعُونَهُ .

”انہوں نے کبھی بھی سیدنا ابواُمامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو یا اہل مدینہ میں سے کسی کو (نماز میں) ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر باندھتے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ جب وہ شام آئے، تو امام اوزاعی رحمہ اللہ اور ان کے ساتھ دیگر لوگوں کو (نماز میں) ہاتھ باندھتے دیکھا۔“

(تاریخ أبي زرعة الدّمَشقي، ص 622، تاریخ دِمشق لابن عساکر : 384/10)

جواب: روایت ضعیف ہے۔

① بکر بن عمرو معافری کی معتبر توثیق نہیں۔

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُنْظَرُ فِي أَمْرِهٖ .

”اس کا معاملہ قابل غور ہے۔“

(سؤالات الحاکم : 288)

❀ حافظ ابن القطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَا تُعْلَمُ عَدَالَتُهُ .

”اس کی عدالت معلوم نہیں۔“

(بَيان الوَهم والإيهام : 69/4)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَمْ تَثْبُتْ ثِقَتُهُ فِي الْحَدِيثِ .

”حدیث میں اس کا ثقہ ہونا ثابت نہیں۔“

(بَيان الوَهم والإيهام : 495/4)

اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات : ۱۰۳/۶“ میں ذکر کیا ہے۔صحیح بخاری میں ان کی روایت متابعت میں ہے۔

② اس روایت کے علاوہ کہیں ان کا سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے لقا معلوم نہیں۔

③ شاذ روایت ہے۔اہل مدینہ میں سے کسی صحابی یا تابعی سے نماز کے قیام میں ہاتھ چھوڑنا ثابت نہیں۔

سوال: عذاب قبر کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے کہ قبر کا عذاب برحق ہے، کئی قرآنی آیات، متواتر احادیث اور آثار صحابہ وسلف اس پر دلالت کناں ہیں۔

قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل اور امتحان گاہ ہے، جہاں دنیا میں اپنے کئے دھرے کا نتیجہ سامنے آجائے گا۔اگر کسی نے اپنے اعمال کی بنیاد رضائے الٰہی پر رکھی ہوگی، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ عقائد کو اپنایا ہوگا، خاتم النبیین کی اطاعت بجالایا ہوگا، عقیدہ، منہج اور فکر میں اسلامی روایت کو مدنظر رکھا ہوگا۔تو اس کو جنت کے محلات میں داخلے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی خوش خبری سنادی جائے گی، پھر اسے سلا دیا جائے گا۔

جس نے اپنے اعمال خواہشات نفسانی اور تاویلات شیطانی کے تحت سرانجام دیئے ہوں گے، اللہ تعالیٰ، قبر اور آخرت کا انکار کیا ہوگا، تو وہ بھی حسب حال اپنا بدلہ پالے گا۔ منکر نکیر کے سوال جواب کے مراحل، قبر کا تنگ ہونا، فرشتے کا ہتھوڑا مارنا، جسے سوائے جن وانس کے سب سنیں گے، سب حقیقت ہے۔ کسی بھی چیز کا انکار ممکن نہیں۔

اہل حق میں سے کسی نے عذاب قبر کا انکار نہیں کیا۔ عذاب قبر کا انکار بشر بن غیاث مریسی (۲۱۸ھ) جیسے گم راہوں نے کیا ہے، اس کے عقائد کفریہ تھے، قرآن کو مخلوق کہتا تھا، محدثین نے اس کی تکفیر کر رکھی تھی۔

❀ امام ابن ابی زمنین رحمہ اللہ (۳۹۹ھ) اہل سنت والجماعت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ نقل کرتے ہیں:

أَهْلُ السُّنَّةِ يُؤْمِنُونَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ أَعَاذَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكَ مِنْ ذٰلِكَ .

''اہل سنت والجماعت عذاب قبر پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس عذاب سے محفوظ فرمائے (آمین!)۔''

(أصول السُّنّة، ص 154)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلْآثَارُ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ لَا يَحُوطُ بِهَا كِتَابٌ .

''عذاب قبر کے ثبوت پر اس قدر احادیث آئی ہیں، کہ ان کا ایک کتاب احاطہ نہیں کرسکتی۔''

(التّمهيد : 251/22)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۞ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ (۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْإِسْلَامِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ حَقٌّ، وَعَلٰى أَنَّ مُنْكَرًا وَّنَكِيرًا مَلَكَيْ الْقَبْرِ حَقٌّ، وَعَلٰى أَنَّ النَّاسَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ بَعْدَ مَا يُحْيُونَ فِيهَا، فَيُقَالُ لَهٗ : مَنْ رَّبُّكَ؟ وَمَا دِينُكَ؟ وَمَنْ نَبِيُّكَ؟ .

''اہل سنت میں سے اہل اسلام کا اجماع ہے کہ عذاب قبر حق ہے، اسی طرح اجماع ہے کہ قبر کے دو فرشتے منکر ونکیر حق ہیں، نیز اس پر بھی اجماع ہے کہ لوگوں کو قبروں میں زندہ کیا جاتا ہے اور انہیں قبروں میں آزمایا جاتا ہے، پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟''

(الإقناع في مسائل الإجماع : 134)

۞ علامہ عبدالروف مناوی رحمہ اللہ (۱۰۳۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِسُؤَالِ الْقَبْرِ وَعَذَابِهٖ لِاٰيَاتٍ وَأَخْبَارٍ مُتَوَاتِرَةِ الْمَعْنٰى .

''اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ قبر کے سوال وجواب اور عذاب قبر پر ایمان لانا واجب ہے، کیونکہ اس پر کئی قرآنی آیات اور معنوی طور پر متواتر احادیث ہیں۔''

(فیض القدیر :130/1)

۞ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾

(فُصِّلت : ٣٠)

''بے شک وہ لوگ، جو کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر ڈٹ جاتے ہیں، تو ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور انہیں کہتے ہیں:) تم خوف زدہ مت ہوں اور نہ غمگین ہوں، تمہارے لیے جنت کی بشارت ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔''

❀ اس آیت کی تفسیر میں امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ عِنْدَ الْمَوْتِ .

''یہ سب موت کے وقت ہوتا ہے۔''

(تفسير الطّبري : 466/21، إثبات عذاب القبر للبيهقي : 74، تغليق التّعليق لابن حجر : 302/4، وسندهٗ حسنٌ)

اس آیت کے عموم سے ثابت ہوا کہ مؤمنوں کے لیے آخرت سے پہلے بھی نعمتیں اور خوشخبریاں ہیں، اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ جو لوگ مؤمن نہیں، ان کے لیے آخرت سے پہلے نعمتیں نہیں، بلکہ عذابات ہیں، جسے عذاب قبر کہا جاتا ہے۔

❀ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ﴾ .

(الأنعام : ٩٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اگر آپ اس وقت کو دیکھیں کہ جب ظالم لوگ موت کی تلخیوں میں ہوں گے، فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھائیں گے (اور کہیں گے) تم اپنی جانیں نکالو، آج تمہیں رسوا کن عذاب دیا جائے گا، بوجہ کہ تم اللہ پر ناحق جھوٹ باندھتے رہے اور اس کی آیات سے تکبر کرتے رہے۔ (تو یہ بڑا ہولناک منظر ہوگا۔)''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ﴾(الأنفال : ٥٠)

''اگر آپ اس وقت کو دیکھیں کہ جب فرشتے کفار کی جان نکالیں گے، ان کے منہ اور پیٹھ پر ماریں گے (اور کہیں گے) آگ کا عذاب چکھو۔ (تو آپ بڑا ہولناک منظر دیکھیں گے۔)''

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

دَلَّتِ الْآيَتَانِ عَلٰى أَنَّ الْكُفَّارَ يُعَنَّفُ عَلَيْهِمْ فِي نَزْعِ أَرْوَاحِهِمْ، وَأَنَّهُمْ يُخْبَرُونَ بِمَا هُمْ قَادِمُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْعَذَابِ الْهُونِ خِلَافَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ وَيُبَشَّرُونَ بِالْجَنَّةِ الَّتِي كَانُوا يُوعَدُونَ.

''(مذکورہ) دونوں آیات دلالت کناں ہیں کہ کفار کی روحیں قبض کرتے وقت انہیں تکلیف دی جاتی ہے اور انہیں بتا دیا جاتا ہے کہ آگے انہیں رسوا کن عذاب دیا جائے گا، مؤمنوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے، انہیں (موت کے وقت)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جنت کی خوشخبری دے دی جاتی ہے، جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

(الاعتقاد، ص 219)

۞ مزید فرماتے ہیں:

إِعَادَةُ الرُّوحِ فِي جُزْءٍ وَّاحِدٍ، وَسُؤَالُ جُزْءٍ وَّاحِدٍ وَتعْذِيبُ جُزْءٍ وَاحِدٍ مِمَّا يَجُوزُ فِي الْعَقْلِ وَلَيْسَ فِي تَفرُّقِ الْأَجْزَاءِ اسْتِحَالَةُ مَا وَرَدَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ، وَهُوَ كَمَا شَاءَ اللّٰهُ وَلِمَنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَإِلٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ، وَالْأَخْبَارُ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ كَثِيرَةٌ، وَقَدْ أَفْرَدْنَا لَهَا كِتَابًا مُشْتَمِلًا عَلٰى مَا وَرَدَ فِيهَا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْآثَارِ، وَقَدِ اسْتَعَاذَ مِنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ أُمَّتَهٗ بِالْاسْتِعَاذَةِ مِنْهُ .

''جسم کے کسی ایک حصے میں روح کا لوٹنا، ایک حصے سے سوال و جواب ہونا اور ایک حصے کو عذاب دینا عقلی طور پر ممکن ہے۔ جسم کے اعضا کو ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے سے عذاب قبر محال نہیں ہو جاتا کہ جس کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ جسے جب تک جیسے چاہتا ہے، عذاب دیتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔ عذاب قبر کے بارے میں بہت ساری احادیث ہیں، اس سلسلہ میں ہم نے ایک مستقل کتاب تالیف کی ہے، جس میں عذاب قبر کے متعلق قرآنی آیات، احادیث اور آثار موجود ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے عذاب قبر سے پناہ مانگی اور اپنی اُمت کو بھی عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔''

(الاعتقاد، ص 224)

۞ علامہ ابوسعد متولی شافعی رحمہ اللہ (۴۷۸ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا لَمْ يَكُنْ كُثْرُ الْجُثَّةِ شَرْطًا، فَاللّٰهُ تَعَالٰى يَجْمَعُ مِنْهَا جُزْءً يَعْلَمُهُ، وَيَرُدُّ إِلَيْهِ الرُّوحَ، وَيَتَوَجَّهُ إِلَيْهِ سَؤَالٌ وَالْعِقَابُ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ بِمُسْتَحِيلٍ.

''جب (کسی کے زندہ ہونے کے لیے) جسم کا اکثر حصہ ہونا شرط نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنے علم سے میت کے بعض اجزا کو جمع کرے گا، اس کی طرف روح لوٹائے گا، پھر اس سے سوال و جواب ہوں گے اور اسے عذاب ہوگا۔ یہ کوئی ناممکن بات نہیں ہے۔''

(المُغني، ص 56)

۞ علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُدْرِكُ لِلْعِقَابِ جُزْءٌ مِّنَ الْقَلْبِ أَوْ مِنَ الْبَاطِنِ كَيْفَ كَانَ وَلَيْسَ مِنْ ضُرُورَةِ الْعَذَابِ ظُهُورُ حَرَكَةٍ فِي ظَاهِرِ الْبَدَنِ، بَلِ النَّاظِرُ إِلٰى ظَاهِرِ النَّائِمِ لَا يُشَاهِدُ مَا يُدْرِكُهُ النَّائِمُ مِنَ اللَّذَّةِ عِنْدَ الِاحْتِلَامِ وَمِنَ الْأَلَمِ عِنْدَ تَخَيُّلِ الضَّرْبِ وَغَيْرِهٖ، وَلَوِ انْتَبَهَ النَّائِمُ وَأَخْبَرَ عَنْ مُّشَاهَدَاتِهٖ وَآلَامِهٖ وَلَذَّاتِهٖ مَنْ لَّمْ يَجْرِ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لَهٗ عَهْدٌ بِالنَّوْمِ لَبَادَرَ إِلَى الْإِنْكَارِ اغْتِرَاراً بِسُكُونِ ظَاهِرِ جِسْمِهٖ، كَمُشَاهَدَةِ إِنْكَارِ الْمُعْتَزِلَةِ لِعَذَابِ الْقَبْرِ وَأَمَّا الَّذِي تَأْكُلُهُ السِّبَاعُ فَغَايَةُ مَا فِي الْبَابِ أَنْ يَّكُونَ بَطْنُ السَّبُعِ قَبْرًا، فَإِعَادَةُ الْحَيَاةِ إِلٰى جُزْءٍ يُّدْرِكُ الْعَذَابَ مُمْكِنٌ، فَمَا كُلُّ مُتَأَلِّمٍ يُّدْرِكُ الْأَلَمَ مِنْ جَمِيعِ بَدَنِهٖ، وَأَمَّا سُؤَالُ مُنْكَرٍ وَّنَكِيرٍ فَحَقٌّ، وَالتَّصْدِيقُ بِهٖ وَاجِبٌ لِّوُرُودِ الشَّرْعِ بِهٖ وَإِمْكَانِهٖ.

''عذاب کا تعلق دل اور جسم کے باطنی حصہ سے ہے، وہ جیسے بھی ہو۔ جسم کے اندر عذاب ہو رہا ہو، تو جسم میں حرکت ہونا ضروری نہیں۔ آپ سوئے ہوئے شخص کے ظاہر کو دیکھ کر مشاہدہ نہیں کر سکتے، جو سوئے ہوئے شخص نے نیند میں احتلام کی لذت یا مار کی تکلیف وغیرہ کو محسوس کیا ہے۔ اگر وہ جاگ کر اپنے مشاہدے، لذت اور تکلیف کی اس شخص کو خبر دے، جو سویا نہیں تھا، تو وہ بھی فوراً انکار کر دے گا، کیونکہ اسے ظاہری طور پر پرسکون جسم سے دھوکہ لگا ہے۔ بعینہٖ معتزلہ بھی عذاب قبر کے مشاہدے کا انکار کر دیتے ہیں۔ اب جس شخص کو درندے کھا لیتے ہیں، تو اس کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ درندے کا پیٹ ہی اس کی قبر بن گیا ہے، لہٰذا اس کے کسی جزو میں روح لوٹا کر اسے عذاب دینا ممکن ہے، کیونکہ ضروری نہیں ہے کہ تکلیف میں مبتلا شخص جسم کے ہر ہر حصے میں تکلیف محسوس کرتا ہے۔ نیز منکر نکیر کے سوال و جواب حق ہیں اور ان پر ایمان واجب ہے، کیونکہ اس پر شرعی دلائل موجود ہیں اور یہ ممکن بھی ہے۔''

(الاقتصاد في الاعتقاد، ص 118)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ نیز فرماتے ہیں:

تَعْسًا لِّمَنْ ضَاقَتْ حَوْصَلَتُهٗ عَنْ تَقْدِيرِ اتِّسَاعِ الْقُدْرَةِ لِهٰذِهِ الْأُمُورِ الْمُسْتَحْقِرَةِ بِالْإِضَافَةِ إِلٰى خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا، مَعَ مَا فِيهِمَا مِنَ الْعَجَائِبِ، وَالسَّبَبُ الَّذِي يُنَفِّرُ طَبَاعَ أَهْلِ الضَّلَالِ عَنِ التَّصْدِيقِ بِهٰذِهِ الْأُمُورِ بِعَيْنِهٖ مُنَفِّرٌ عَنِ التَّصْدِيقِ بِخَلْقِ الْإِنْسَانِ مِنْ نُطْفَةٍ قَذِرَةٍ مَعَ مَا فِيهِ مِنَ الْعَجَائِبِ وَالْآيَاتِ، أَوَّلًا أَنَّ الْمُشَاهَدَةَ تَضْطَرُّهٗ إِلَى التَّصْدِيقِ فَإِذًا مَا لَا بُرْهَانَ عَلٰى إِحَالَتِهٖ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُنْكَرُ بِمُجَرَّدِ الْاِسْتِبْعَادِ، وَالْإِنْسَانُ لَا يَفْهَمُ بِجَمِيعِ بَدَنِهٖ بَلْ بِجُزْءٍ مِنْ بَاطِنِ قَلْبِهٖ، وَإِحْيَاءُ جُزْءٍ يَفْهَمُ السُّؤَالِ وَيُجِيبُ مُمْكِنٌ مَقْدُورٌ عَلَيْهِ .

”ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جن کا ظرف اتنا تنگ ہے کہ وہ ان (عذاب قبر وغیرہ جیسے) کم تر اُمور پر (اللہ تعالیٰ کی) قدرت کی وسعت کا اندازہ نہیں لگا سکتے، جبکہ آسمانوں، زمین اور ان میں موجود اشیا کی تخلیق ان سے بڑا کام ہے، نیز آسمان وزمین میں بہت سے عجائبات بھی موجود ہیں۔ اہل ضلال کی طبیعتیں جس سبب کی بنا پر ان اُمور (عذاب قبر وغیرہ) کی تصدیق کرنے سے متنفر ہوتی ہیں، بعینہٖ وہی سبب انسان کی ایک حقیر نطفہ سے تخلیق ہونے کی تصدیق سے بھی متنفر کرتا ہے، مزید یہ بھی کہ انسانی تخلیق میں کئی عجائب اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نشانیاں بھی ہیں۔سب سے پہلی بات کہ مشاہدہ تصدیق کرنے پر مجبور کرتا ہے، لہٰذا جس چیز کے محال اور ناممکن ہونے پر کوئی دلیل نہ ہو، محض بعید خیال کرنے سے اس کا انکار نہیں کر دینا چاہیے۔انسان اپنے جسم کے تمام اجزاء کو نہیں سمجھ سکتا، بلکہ دل کے اندر کے ایک حصے کو نہیں سمجھ سکتا۔جسم کے ایک حصے کو زندہ کرنا، جو (قبر کے) سوال کو سمجھ سکے اور اس کا جواب دے سکے، یہ ممکن ہے اور (اللہ تعالیٰ کی) قدرت میں ہے۔''

(الاقتصاد في الاعتقاد، ص 118)

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى وُقُوعِ الْعَذَابِ عَلَى الْأَجْسَادِ الْأَحَادِيثُ الْكَثِيرَةُ فِي تَضْيِيقِ الْقَبْرِ عَلَى الْمَيِّتِ حَتّٰى تَخْتَلِفَ أَضْلَاعُهُ وَلِأَنَّهُ لَوْ كَانَ الْعَذَابُ عَلَى الرُّوحِ خَاصَّةً لَمْ يَخْتَصَّ الْعَذَابُ بِالْقَبْرِ وَلَمْ يُنْسَبْ إِلَيْهِ .

''عذاب قبر (روح کے ساتھ ساتھ) جسم کو بھی ہوتا ہے، اس پر وہ کثیر احادیث دلیل ہیں، جن میں ہے کہ میت پر قبر تنگ ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں باہم مل جاتی ہیں۔نیز اگر عذاب صرف روح کے ساتھ ہی خاص ہوتا، تو عذاب کو قبر کے ساتھ خاص نہ کیا جاتا اور نہ اسے قبر کی طرف منسوب کر کے ''عذاب قبر'' کہا جاتا۔''

(أهوال القبور، ص 81)

سوال: درج ذیل روایت کا کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ .

''آپ کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔''

(صحیح مسلم : 2916)

جواب: یہ متواتر حدیث ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''متواتر'' کہا ہے۔

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 421/1)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''متواتر'' کہا ہے۔

(تهذيب التّهذيب : 409/7، الإصابة : 474/4)

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اسے ''متواتر'' قرار دیا ہے۔

(الخصائص الكبرىٰ : 238/2)

سوال: اگر کسی امام نے کتاب وسنت کی کسی نص کے خلاف فتویٰ دے دیا، تو کیا وہ کافر ہو جائے گا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہر کسی سے خطا کا صدور ممکن ہے۔ ہر کسی کی بات کو کتاب وسنت پر پیش کیا جائے گا، جو موافق ہو، اسے لے لیا جائے اور جو مخالف ہو، اسے ترک کر دیا جائے گا۔

ائمہ اہل سنت میں سے جن سے اجتہادی خطا ہو گئی ہے، اسے ترک کر دیا جائے گا، اس سے وہ امام کافر یا فاسق قرار نہیں پائے گا، بلکہ گناہ گار بھی نہیں ہوتا، کیونکہ وہ یہ بات اجتہاد یا تاویل کی بنا پر کر رہا ہے، اجتہاد درست ہو، تو اس پر دہرا اجر ہے اور اگر اجتہاد میں خطا ہو جائے، تو ایک اجر ہے، البتہ اس اجتہاد میں اس کی پیروی جائز نہیں۔ اگر کوئی جانتے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بوجھتے غلط اجتہاد کی پیروی کرے،تو وہ پیروی کرنے والا گناہ گار ہے۔

اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے کوئی مسلمان کافرنہیں بن جاتا اور نہ ملت اسلامیہ سے خارج ہوتا ہے،تو جب کبیرہ گناہ سے کافرنہیں ہوتا،تو اجتہاد کی بنا پر ہونے والی خطا پر کیونکر کافر ہوسکتا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرِءٍ قَالَ لِأَخِيهِ : يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ .

”جومسلمان بھائی سے یہ کہے:اے کافر!تو ان دونوں میں کوئی ایک کافرضرور ہوگا،اگر وہ دوسرا شخص واقعی کافر ہے،تو ٹھیک ہے،ورنہ یہ کفر پہلے شخص کی طرف لوٹ آئے گا۔“

(صحيح البخاري : 6103، صحيح مسلم : 60)

❁ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ : عَدُوُّ اللّٰهِ، وَلَيْسَ كَذَاكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ .

”جس نے کسی کو کافر یا اللہ کا دشمن کہہ کر پکارا،جبکہ وہ ایسا نہیں ہے،تو اس کی وہ بات اس کے اپنے اوپر لوٹ آئے گی۔“

(صحيح البخاري : 3508، صحيح مسلم :61)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ، وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ، إِلَّا ارْتَدَّتْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ .

”جو شخص کسی کو فاسق یا کافر کہتا ہے، جبکہ وہ ایسا نہیں، تو اس کی وہ بات خود اسی پر لوٹ آتی ہے۔“

(صحيح البخاري : 6045، صحيح مسلم :61)

❁ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ .

”مومن پر لعن طعن کرنا اور اس پر کفر کی تہمت لگانا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔“

(صحيح البخاري : 6047)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

الْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ يَنْهَيَانِ عَنْ تَفْسِيقِ الْمُسْلِمِ وَتَكْفِيرِهِ إِلَّا بِبَيَانٍ لَا إِشْكَالَ فِيهِ، وَمِنْ جِهَةِ النَّظَرِ الصَّحِيحِ الَّذِي لَا مِدْفَعَ لَهُ أَنَّ كُلَّ مَنْ ثَبَتَ لَهُ عَقْدُ الْإِسْلَامَ فِي وَقْتٍ بِإِجْمَاعٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا أَوْ تَأَوَّلَ تَأْوِيلًا فَاخْتَلَفُوا بَعْدُ فِي خُرُوجِهِ مِنَ الْإِسْلَامِ لَمْ يَكُنْ لِاخْتِلَافِهِمْ بَعْدَ إِجْمَاعِهِمْ مَعْنًى يُوجِبُ حُجَّةً وَلَا يُخْرِجُ مِنَ الْإِسْلَامِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ إِلَّا بِاتِّفَاقٍ آخَرَ أَوْ سُنَّةٍ ثَابِتَةٍ لَا مُعَارِضَ لَهَا وَقَدِ اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةُ وَهُمْ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْأَثَرِ عَلٰى أَنَّ أَحَدًا لَا يُخْرِجُهُ ذَنْبُهُ وَإِنْ عَظُمَ مِنَ الْإِسْلَامِ وَخَالَفَهُمْ أَهْلُ الْبِدَعِ فَالْوَاجِبُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فِي النَّظَرِ أَنْ لَا يُكَفَّرَ إِلَّا مَنِ اتَّفَقَ الْجَمِيعُ عَلٰى تَكْفِيرِهٖ أَوْ قَامَ عَلٰى تَكْفِيرِهٖ دَلِيلٌ لَا مِدْفَعَ لَهٗ مِنْ كِتَابٍ أَوْسُنَّةٍ .

''قرآن وحدیث کسی مسلمان کو فاسق یا کافر قرار دینے سے منع کرتے ہیں، الا یہ کہ (بولے گئے کلمہ کفر میں) ایسی وضاحت ہو، جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ اس پر صحیح عقلی دلیل کہ جس کا کوئی توڑ نہیں ہے بھی موجود ہے کہ ہر وہ شخص جس کے کسی وقت مسلمان ہونے پر مسلمانوں کا اجماع قائم ہو گیا، پھر اس نے کوئی گناہ کرلیا، یا (کسی شرعی حکم میں) کوئی تاویل کر لی، جس کے بعد مسلمانوں کا اس کے اسلام سے خارج ہونے میں اختلاف ہو گیا، تو مسلمانوں کے اجماع کر لینے کے بعد ان کے اختلاف کرنے کی کوئی حیثیت نہیں رہتی کہ جس سے حجت قائم کی جا سکے، نہ وہ اس بنا پر مسلمان ہونے سے خارج ہو گیا کہ اس کے مسلمان ہونے پر اتفاق ہو چکا تھا، ہاں کسی دوسرے اجماع یا صحیح ثابت حدیث کہ جس کا کوئی معارض نہ ہو، سے اسے اسلام سے خارج کیا جا سکتا ہے۔ یقیناً اہل سنت والجماعت یعنی فقہا اور محدثین کا اتفاق ہے کہ کسی مسلمان کو اس کا گناہ اسلام سے خارج نہیں کرتا، خواہ وہ گناہ بہت بڑا ہو۔ اہل بدعت نے اہل سنت کی مخالفت کی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ اسی کی تکفیر کی جائے، جس کے کافر ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جائے یا کتاب وسنت کی ایسی دلیل قائم ہو جائے، جسے رد نہ کیا جا سکے۔''

(التّمھید : 22/17)

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اِتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَخْرُجُ عَنِ الْإِيمَانِ بِارْتِكَابِ شَيْءٍ مِّنَ الْكَبَائِرِ إِذَا لَمْ يَعْتَقِدْ إِبَاحَتَهَا، وَإِذَا عَمِلَ شَيْئًا مِّنْهَا، فَمَاتَ قَبْلَ التَّوْبَةِ، لَا يُخَلَّدُ فِي النَّارِ .

''اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ کسی کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے کوئی مؤمن ایمان سے خارج نہیں ہوتا، بشرطیکہ وہ اس گناہ کے جائز ہونے کا اعتقاد نہ رکھے۔اگر وہ کوئی کبیرہ گناہ کر بیٹھے اور توبہ سے پہلے فوت ہو جائے،تو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔''

(شرح السّنة :103/1)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ مَذْهَبَ أَهْلِ الْحَقِّ أَنَّهٗ لَا يُكَفَّرُ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ بِذَنْبٍ وَلَا يُكَفَّرُ أَهْلُ الْأَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ وَأَنَّ مَنْ جَحَدَ مَا يُعْلَمُ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ ضَرُورَةً حُكِمَ بِرِدَّتِهٖ وَكُفْرِهٖ إِلَّا أَنْ يَّكُونَ قَرِيبَ عَهْدٍ بِالْإِسْلَامِ أَوْ نَشَأَ بِبَادِيَةٍ بَعِيدَةٍ وَنَحْوِهٖ مِمَّنْ يَخْفٰى عَلَيْهِ فَيُعَرَّفُ ذٰلِكَ فَإِنِ اسْتَمَرَّ حُكِمَ بِكُفْرِهٖ وَكَذَا حُكْمُ مَنِ اسْتَحَلَّ الزِّنٰى أَوِ الْخَمْرَ أَوِ الْقَتْلَ أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ الَّتِي يُعْلَمُ تَحْرِيمُهَا ضَرُورَةً .

''جان لیجئے کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی (مسلمان) کی کسی گناہ کی وجہ سے تکفیر نہیں کی جائے گی، نہ اہل بدعت کی تکفیر کی جائے گی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جس نے اسلام کے بنیادی اور اَساسی مسائل میں سے کسی مسئلہ کو جھٹلایا، تو اس کے مرتد اور کافر ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا، سوائے اس شخص کے جو نیا نیا مسلمان ہوا ہو، یا کسی دور دیہات وغیرہ میں رہتا ہو اور اس پر یہ مسئلہ مخفی رہ گیا، تو اسے اسلام کے اس بنیادی مسئلہ کا بتایا جائے گا، اگر وہ اپنے انکار پر قائم رہے، تو اس کے کافر ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ یہی حکم (کافر و مرتد ہونا) زنا، شراب، قتل اور دیگر محرمات کہ جن کا حرام ہونا ضروریات دین میں سے ہے، کو حلال قرار دینے والے کا حکم ہے۔''

(شرح مسلم: 150/1)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ كُلُّ مُخْطِئٍ يَكْفُرُ؛ لَا سِيَّمَا إِذَا قَالَهُ مُتَأَوِّلًا بِاجْتِهَادٍ أَوْ تَقْلِيدٍ .

''ہر خطا کرنے والا کافر نہیں ہو جاتا، خاص طور پر جب وہ اجتہاد کی بنا پر تاویل کر رہا ہو، یا (کسی کی) تقلید کرتے ہوئے بات کر رہا ہو۔''

(الرّدّ على البِكري، ص 329)

❀ نیز فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلٰى أَنَّ عُلَمَاءَ الْمُسْلِمِينَ لَا يَجُوزُ تَكْفِيرُهُمْ بِمُجَرَّدِ الْخَطَأِ الْمَحْضِ؛ بَلْ كُلُّ أَحَدٍ يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهٖ وَيُتْرَكُ إِلَّا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ كُلُّ مَنْ يُتْرَكُ بَعْضُ كَلَامِهٖ لِخَطَأٍ أَخْطَأَهُ يُكَفَّرُ وَلَا يُفَسَّقُ؛ بَلْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَأْثَمُ .

''اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ ائمہ مسلمین کی صرف اس بنیاد پر کہ ان سے خطا ہوگئی ہے، تکفیر کرنا جائز نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہر کسی کی بات لی بھی جاسکتی ہے اور چھوڑی بھی جاسکتی ہے، ایسا نہیں کہ جس عالم کی کوئی بات اس کی خطا کی وجہ سے چھوڑ دی جائے، تو اس کی تکفیر بھی کی جائے، نیز اسے فاسق بھی قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ وہ عالم (اجتہاد کی وجہ سے) گناہ گار بھی نہیں ہوگا۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 100/35)

❁ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْإِيمَانِ بِارْتِكَابِ شَيْءٍ مِنَ الْكَبَائِرِ إِذَا لَمْ يَعْتَقِدْ إِبَاحَتَهَا .

''اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ کسی بھی کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے مؤمن ایمان سے خارج نہیں ہوتا، جب وہ اس گناہ کے مباح ہونے کا اعتقاد نہ رکھتا ہو۔''

(تشنیف المَسامع : 767/4)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۴۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا جسم ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اعلیٰ صفات سے متصف ہے، جن کا ذکر قرآن وحدیث میں موجود ہے، اس کی صفات مخلوق کے مشابہ نہیں۔ یہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے جسم کی نفی یا اثبات کرنا درست نہیں، اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ بحث کرنا ہی بدعت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ وہ ذات ہے، جو کتاب وسنت میں ثابت اسماء وصفات سے متصف ہے، کما یلیق بجلالہ وعظمتہ وشانہ۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) جہمیہ وغیرہ کا رد کرتے ہیں:

لَوِ اعْتَصَمُوا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ لَاتَّفَقُوا، كَمَا اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْحَدِيثِ، فَإِنَّ أَئِمَّةَ السُّنَّةِ وَالْحَدِيثِ لَمْ يَخْتَلِفُوا فِي شَيْءٍ مِنْ أُصُولِ دِينِهِمْ، وَلِهٰذَا لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ: إِنَّ اللّٰهَ جِسْمٌ، وَلَا قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِجِسْمٍ، بَلْ أَنْكَرُوا النَّفْيَ لِمَا ابْتَدَعَتْهُ الْجَهْمِيَّةُ، مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ وَغَيْرِهِمْ، وَأَنْكَرُوا مَا نَفَتْهُ الْجَهْمِيَّةُ مِنَ الصِّفَاتِ، مَعَ إِنْكَارِهِمْ عَلٰى مَنْ شَبَّهَ صِفَاتَهٗ بِصِفَاتِ خَلْقِهٖ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَعَ أَنَّ إِنْكَارَهُمْ كَانَ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ الْمُعَطِّلَةِ أَعْظَمُ مِنْهُ عَلَى الْمُشَبِّهَةِ، لِأَنَّ مَرَضَ التَّعْطِيلِ أَعْظَمُ مِنْ مَرَضِ التَّشْبِيهِ .

''اگر وہ (جہمیہ ومعتزلہ وغیرہ) کتاب وسنت سے تمسک اختیار کرتے، تو وہ بھی متفق نظر آتے، جیسا کہ اہل سنت اور محدثین متفق ہیں، کیونکہ ائمہ اہل سنت اور محدثین نے بنیادی عقائد میں سے کسی عقیدہ میں اختلاف نہیں کیا، اسی لیے کسی سنی امام نے یہ نہیں کہا: ''اللہ تعالیٰ کا جسم ہے۔'' نہ یا کہا: ''اللہ تعالیٰ کا جسم نہیں ہے۔'' بلکہ ائمہ اہل سنت نے معتزلہ وغیرہ میں جہمیہ کی اس بدعت کی نفی کی، جو انہوں نے ایجاد کر لی تھی، اسی طرح جہمیہ نے جن صفات کی نفی کی، ائمہ اہل سنت نے اس کا انکار کیا، اسی طرح ائمہ نے ان لوگوں کا بھی رد کیا، جنہیں نے باری تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات کے مشابہ قرار دیا، البتہ ائمہ اہل سنت نے صفات باری تعالیٰ کی تعطیل (کلی طور پر انکار) کرنے والے جہمیہ پر بہ نسبت مشبہہ کے زیادہ رد کیا، کیونکہ تعطیل کی بیماری بہ نسبت تشبیہ کی بیماری کے زیادہ بڑھی ہے۔''

(دَرء تعارض العقل والنّقل : 367/5)

سوال: کھڑے ہو کر جوتا پہننا کیسا ہے؟

جواب: کھڑے ہو کر جوتا پہننا جائز ہے، ممانعت یا کراہت ثابت نہیں، اس بارے میں مروی روایات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں، تفصیل ملاحظہ ہو:

❀ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن أبي داود : 4135)

سند ضعیف ہے۔ ابو الزبیر مکی کا عنعنہ ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ .

''رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن التّرمذي : 1775)

روایت باطل ہے۔ حارث بن نبہان ضعیف، متروک و منکر الحدیث ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيثُ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(سنن التّرمذي، تحت الرقم : 1776)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ .

''یہ حدیث محدثین کے ہاں ثابت نہیں۔''

(سنن التّرمذي، تحت الرقم : 1775)

❀ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا، أَسَانِيدُهَا مَنَاكِيرُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(حارث بن نبہان کی ذکر کردہ) ان ساری کی ساری احادیث پر متابعت نہیں کی گئی، ان کی سندیں منکر ہیں۔''

(الضّعفاء الکبیر :217/1)

❁ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(سنن ابن ماجہ : 3618)

سند ضعیف ہے۔

① اعمش کا عنعنہ ہے۔

② ابو معاویہ ضریر بھی مدلس ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ المعجم الاوسط للطبرانی (٦٥٣١) اور الضعفاء الکبیر للعقیلی (١/ ٢١٧) والی روایت بھی ضعیف ہے۔

① عروہ بن علی سہمی مجہول ہے۔

❁ اسے حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(میزان الاعتدال : 64/3، دیوان الضعفاء، ص 274)

② عروہ بن علی کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

③ سلمہ بن خبیب بھی مجہول ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''مجہول'' قرار دیا ہے۔

(میزان الاعتدال : 64/3، دیوان الضعفاء، ص 274)

❁ معجم ابن الاعرابی (١٥٩) اور مسند الشامیین للطبرانی (٢٧٩٤) والی سند بھی سخت ضعیف ہے۔

① سعید بن بشیر ضعیف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② عمران بن داود قطان ''کثیر الوہم'' ہے۔

③ سیف بن کریب کا کوئی اَتہ پتہ نہیں۔

④ سیف بن کریب کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(شرح السنّة : 76/12)

فائدہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی اس روایت کا مرفوع ہونا خطا ہے، امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کے موقوف ہونے کو راجح قرار دیا ہے۔

(العِلَل : 122/10)

موقوف روایت مصنف ابن ابی شیبہ (۲۴۹۳۶) میں آتی ہے۔

یہ سند بھی ضعیف ہے۔

① ابو معاویہ ضریر کا عنعنہ ہے۔

② اعمش کا عنعنہ ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن ابن ماجه : 3619)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند ضعیف ہے۔سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ .

''رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن التّرمذي : 1776)

سند ضعیف ہے۔

① قتادہ کا عنعنہ ہے۔

② معمر بن راشد کی قتادہ سے روایت میں کلام ہے۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيثُ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(سنن التّرمذي، تحت الرقم : 1776)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ .

''یہ حدیث محدثین کے ہاں ثابت نہیں۔''

(سنن التّرمذي، تحت الرقم : 1775)

❀ نیز فرماتے ہیں:

لَا نَعْرِفُ لِحَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَصْلًا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہم نہیں جانتے کہ اس حدیث میں قتادہ کی انس رضی اللہ عنہ سے کوئی اصل ہو۔''

(سنن التّرمذي، تحت الرقم : 1775)

❀ مسند بزار (۷۴۵۶) والی سند بھی ضعیف ہے۔

روایت منکر و ضعیف ہے۔عنبسہ بن سالم کی توثیق نہیں، نیز اس کی عبیداللہ بن ابی بکر سے روایت میں کلام ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو غریب (منکر) قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 465/6)

❀ امام بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا نَعْلَمُهُ تُوبِعَ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيثِ .

''ہمیں معلوم نہیں کہ اس حدیث پر عنبسہ کی متابعت کی گئی ہو۔''

(مسند البزّار، تحت الرقم : 7456)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَنْتَعِلَ قَائِمًا .

''آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر جوتا پہننے کو مکروہ خیال کرتے تھے۔''

(طَبَقات ابن سعد : 334/4)

سند ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن ابی کثیر مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

تنبیہ:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَعِلُ قَائِمًا .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر جوتا پہن لیتے تھے۔''

(مُسند إسحاق بن راهويه : 1617 ، طَبَقات ابن سعد : 481/1)

روایت ضعیف ہے۔

① عبداللہ بن عطاء اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان انقطاع ہے۔

② محمد بن سعید کا تعین نہیں ہو سکا۔

③ سند میں قلب واضطراب ہے، جیسا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے۔

سوال: ایک صاحب کہہ رہے تھے کہ امام ابو زرعہ رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا:

إِنْ كَانَ مِثْلُ هٰذَا شَيْخَ الْإِسْلَامِ، فَسَلَامٌ عَلٰى هٰذَا الْإِسْلَامِ .

''اگر اس جیسا شخص شیخ الاسلام ہے، تو پھر ایسے اسلام کو سلام ہے۔''

اس قول کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: صریح جھوٹ ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

أَيْنَ اللّٰهُ؟ فَقَالَ : إِنَّ الَّذِي أَيَّنَ الْأَيْنَ لَا يُقَالُ لَهٗ : أَيْنَ ، فَقِيلَ لَهٗ : كَيْفَ اللّٰهُ؟ فَقَالَ : إِنَّ الَّذِي كَيَّفَ الْكَيْفَ ، لَا يُقَالُ لَهٗ : كَيْفَ .

''اللہ کہاں ہے؟ فرمایا: جس نے تمام جہتوں کو متعین کیا ہو، اس کے متعلق یہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہیں پوچھتے کہ وہ کہاں ہے؟ پھر پوچھا گیا: اللہ کیسا ہے؟ فرمایا: جس نے تمام کیفیات کو مقرر کیا ہو، اس کے لیے متعلق یہ نہیں پوچھتے کہ وہ کیسا ہے؟

(التّبصير لأبي المظفر الأسفراييني، ص 162)

جواب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ ہے، اس کی کوئی سند نہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مِنَ الْكَذِبِ عَلٰى عَلِيٍّ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ، لَا إِسْنَادَ لَهٗ .

''یہ روایت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر جھوٹ ہے، اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ اس روایت کی کوئی سند نہیں۔''

(الفتاوی الکبریٰ : 630/6)

❁ یہ روایت مرفوع بھی مروی ہے۔

(درء تعارض العَقل والنَّقل لابن تيمية : 225/5)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهٗ مِنْ أَكْذَبِ الْحَدِيثِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ یہ سب سے بڑی جھوٹی روایت ہے۔''

(درء تعارض العَقل والنَّقل : 225/5)

❁ نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مِمَّا يَعْلَمُ صِبْيَانُ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَنَّهٗ كَذِبٌ مُخْتَلَقٌ وَأَنَّهٗ مُفْتَرًى، وَأَنَّهٗ لَمْ يَرْوِهِ قَطُّ عَالِمٌ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ الْمُقْتَدٰى بِهِمْ فِي الْحَدِيثِ وَلَا دَوَّنُوهُ فِي شَيْءٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْ دَوَاوِينِ الْإِسْلَامِ وَلَا يَسْتَجِيزُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْعَدْلِ مِنْهُمْ أَنْ يُورِدَ مِثْلَ ذٰلِكَ إِلَّا عَلٰى بَيَانٍ أَنَّهٗ كَذِبٌ .

''اس حدیث کے بارے میں محدثین کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ یہ روایت جھوٹی، من گھڑت اورافترا ہے، نیز اسے علماء مسلمین میں کسی ایسے عالم نے روایت نہیں کیا، جسے علم حدیث میں معتبر جانا جاتا ہو، نہ محدثین نے اس روایت کو دواوین اسلام میں درج کیا ہے۔ اہل علم اور عادل لوگ ایسی روایت کو ذکر کرنا جائز نہیں سمجھتے، الا یہ کہ اس کے جھوٹے ہونے کی وضاحت ذکر کردی جائے۔''

(بیان تلبیس الجَهمية : 259/3)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''موضوع'' کہا ہے۔

(تجريد أسماء الصّحابة :261/1)

سوال: ایک صاحب سورت حج (۵۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''شانِ نزول: جب سورت والنجم نازل ہوئی، تو حضور نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی بہت ٹھہر ٹھہر کر، تا کہ لوگ غور کر سکیں، جب ﴿وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى﴾ فرما کر ٹھہرے، تو شیطان نے مشرکین کے کان میں کہہ دیا: تِلْكَ الْغَرَانِيقَ الْعُلٰى وَأَنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْجٰى یعنی یہ بت بہت اونچی شان والے ہیں، ان کی شفاعت کی اُمید ہے، کفار غلطی سے سمجھے کہ حضور نے یہ فرمایا ہے، تو بہت خوش ہو کر سجدہ شکر میں گر گئے، کہ حضور نے ہمارے بتوں کی تعریف کی، تب یہ آیت اُتری۔ یہی روایت درست ہے، اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(تفسیر نور العرفان، ص539)

جواب: یہ منکر اور مضطرب قصہ ہے۔ اکثر علما نے اس پر کلام کیا ہے۔

❀ **امام ابو جعفر نحاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ مُنْقَطِعٌ .

''یہ حدیث منکر اور منقطع ہے۔''

(النّاسخ والمَنسوخ : 67/1)

❀ **حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

قَالَ الْعُلَمَاءُ الْمُحَقِّقُونَ : وَهٰذَا لَا يَصِحُّ .

''محققین علما کہتے ہیں کہ یہ روایت ثابت نہیں۔''

(زاد المَسير : 245/3)

❀ **حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

قَدْ ذَكَرَ كَثِيرٌ مِّنَ الْمُفَسِّرِينَ هَاهُنَا قِصَّةَ الْغَرَانِيقِ ...... وَلٰكِنَّهَا مِنْ طُرُقٍ كُلُّهَا مُرْسَلَةٌ، وَلَمْ أَرَهَا مُسْنَدَةً مِنْ وَجْهٍ صَحِيحٍ .

''یہاں کئی مفسرین نے قصہ غرانیق ذکر کیا ہے۔...... لیکن اس کی ساری کی ساری سندیں مرسل ہیں، میں نے اس کی کوئی بھی متصل صحیح سند نہیں پائی۔''

(تفسیر ابن کثیر : 441/5)

نیز یہ روایت قرآن کریم کے خلاف ہے۔

❀ **اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:**

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى﴾ (النّجم : ٣-٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”وہ (نبی کریم ﷺ اپنی) خواہش سے نہیں بولتے، بلکہ وہی بات کرتے ہیں، جو انہیں وحی کی جاتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں پہلے رسول کریم ﷺ سے ”ہویٰ“ کی نفی کی، بعد میں نطق رسول کو وحی قرار دیا۔ ”ان“ نافیہ ”الا“ کے سیاق میں آیا ہے، اور ھو ضمیر کا مرجع نطق ہے، معنیٰ حصر کا پیدا ہوا، نطق رسول صرف اور صرف وحی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۞ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۞ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ﴾ (الحآقّة : ٤٤-٤٦)

”وہ ہماری طرف کچھ جھوٹ منسوب کر دیتے، تو یقیناً ہم انہیں دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور ان کی رگ جاں کاٹ دیتے۔“

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے:

رَحِمَ اللّٰهُ قُسًّا، إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَبْعَثَهُ اللّٰهُ أُمَّةً وَحْدَهُ.

”اللہ تعالیٰ قس پر رحم کرے! مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اکیلے کو ایک مستقل اُمت بنا کر اٹھائے گا۔“

(دلائل النُّبوة للبيهقي : 105/2)

جواب: اس حدیث کی ساری کی ساری سندیں ضعیف ہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

طُرُقُهُ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اس کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔“

(الإصابة في تمييز الصّحابة : 414/5)

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❀ مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے:

صَلَّى عُمَرُ عَلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ : لَأُصَلِّيَنَّ عَلَيْهَا مِثْلَ آخِرِ صَلَاةٍ صَلَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِثْلِهَا فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا .

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ محترمہ کی نماز جنازہ پڑھائی، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان پر اسی طرح نماز جنازہ پڑھوں گا، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز جنازہ پڑھائی تھی، پھر آپ رضی اللہ عنہا نے نماز جنازہ میں چار تکبیرات کہیں۔“

(سنن الدّارقطني : 1837)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① جابر جعفی ضعیف ومتروک ہے۔

② یحییٰ بن ابی اُنیسہ جزری ضعیف ومتروک ہے۔

③ عبدالرحمٰن بن محمد محاربی مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ علامہ حازمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ .

”اس روایت کی اور بھی کئی سندیں ہیں، ساری کی ساری ضعیف ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الاعتبار، ص 125)

سوال: حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے؟

جواب: حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت متعین نہیں۔ جن روایات میں کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن مدت کا ذکر ہے، وہ ثابت نہیں ہیں۔

❀ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثٌ، وَأَكْثَرُهُ عَشْرٌ.

''ماہواری کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 152/8)

سخت ضعیف ہے۔

① عبدالملک کوفی مجہول ہے۔

② علاء بن کثیر ضعیف ہے۔ اسے امام بخاری، امام نسائی، امام ابوزرعہ رازی، امام ابوحاتم رازی، امام یحییٰ بن معین اور جمہور محدثین نے مجروح قرار دیا ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لِلْعَلَاءِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مَّكْحُولٍ عَنِ الصَّحَابَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ نُسَخٌ، كُلُّهَا غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ، وَهُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

''علاء بن کثیر نے عن مکحول عن الصحابہ عن النبی کی سند سے کئی غیر محفوظ نسخے روایت کیے ہیں، علاء منکر الحدیث ہے۔''

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : 1861/5)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَرْوِي الْمَوْضُوعَاتِ عَنِ الْأَثْبَاتِ .

''ثقہ راویوں سے منسوب من گھڑت روایات بیان کرتا ہے۔''

(كتاب المَجروحين :181/1، 182)

③ راجح قول کے مطابق مکحول نے سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ الْمَلِكِ هٰذَا رَجُلٌ مَّجْهُولٌ، وَالْعَلَاءُ هُوَ ابْنُ كَثِيرٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ، وَمَكْحُولٌ لَّمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي أُمَامَةَ شَيْئًا .

''اس کا راوی عبد الملک مجہول اور علاء بن کثیر ضعیف ہے۔ نیز مکحول نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔''

(سنن الدّارَقُطْنِيّ :218/1، تحت الحديث : 835)

❀ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةُ أَيَّامٍ .

''ماہواری کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔''

(سنن الدّارقُطني :219/1)

سخت ضعیف ہے۔

① حماد بن منہال مجہول ہے۔

② محمد بن احمد بن انس ضعیف ہے۔

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَمَّادُ بْنُ مِنْهَالٍ مَّجْهُولٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَنَسٍ ضَعِيفٌ .

''حماد بن منہال مجہول اور محمد بن احمد بن انس ضعیف ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(سنن الدّارقُطني :219/1، تحت الحديث : 386)

③ مکحول کا سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مکحول نے سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔''

(المَراسيل لابن أبي حاتِم، ص 213)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ مُّتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهَا عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ .

''یہ ساری کی ساری روایات ضعیف ہیں، ان کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اجماع ہے۔''

(المَجموع : 383/2)

❁ علامہ زرکشی رحمہ اللہ (٧٧٢ھ) فرماتے ہیں:

رُوِيَ أَيْضًا عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ، لٰكِنَّ كُلَّهَا ضَعِيفَةٌ، بَلْ فِيهَا مَا قِيلَ : إِنَّهٗ مَوْضُوعٌ .

''یہ روایت بعض صحابہ سے مروی ہے، لیکن اس کی ساری سندیں ضعیف ہیں، بلکہ انہیں ''موضوع'' بھی کہا گیا ہے۔''

(شرح الزّركشي :408/1)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (٢٤١ھ) فرماتے ہیں:

مَا صَحَّ عَنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ فِي الْحَيْضِ : عَشْرَةُ أَيَّامٍ، أَوْ خَمْسَةَ عَشْرَةَ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''نبی کریم ﷺ کے کسی بھی صحابی سے ثابت نہیں کہ انہوں نے حیض (کی زیادہ سے زیادہ) مدت دس دن یا پندرہ دن قرار دی ہو۔''

(شرح الزّركشي :408/1)

سوال: کیا طواف افاضہ سے پہلے صفا ومروہ کی سعی کر سکتے ہیں؟

جواب: طواف افاضہ سے پہلے صفا ومروہ کی سعی نہیں کر سکتے، کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں۔اس بارے میں مروی روایت غیر محفوظ ہے۔

❁ سیدنا اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجًّا، وَكَانَ النَّاسُ يَأْتُونَهُ، فَمِنْ قَائِلٍ يَقُولُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ سَعَيْتُ قَبْلَ أَنْ أَطُوفَ أَوْ أَخَّرْتُ شَيْئًا أَوْ قَدَّمْتُ شَيْئًا، وَكَانَ يَقُولُ لَهُمْ : لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ .

''میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج کے لیے گیا، آپ ﷺ کے پاس لوگ آتے، کوئی کہتا کہ اللہ کے رسول! میں نے طواف (افاضہ) سے پہلے (صفا ومروہ کی) سعی کر لی ہے۔یا (کہتا:) میں نے فلاں کام بعد میں کر لیا اور فلاں کام پہلے کر لیا۔تو رسول اللہ ﷺ سب کو یہی فرماتے: کوئی حرج نہیں، کوئی حرج نہیں۔''

(صحيح ابن خزيمة : 2774)

روایت میں سعی کا ذکر غیر محفوظ ہے۔ان الفاظ کو ذکر کرنے میں جریر منفرد ہے۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قَوْلُهٗ : «سَعَيْتُ قَبْلَ أَنْ أَطُوفَ» فِي هٰذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ .

''اس حدیث میں ''میں نے طواف سے پہلے سعی کر لی۔'' کے الفاظ غیر محفوظ ہیں۔''

(زاد المَعاد : 239/2)

طواف افاضہ سے پہلے صفا و مروہ کی سعی کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں۔

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا أَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ بِهٖ .

''میں نہیں جانتا کہ اس کا کوئی بھی قائل ہو۔''

(إكمال المُعلم : 387/4)

سوال: ابدال کے بارے میں احادیث کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ابدال کے بارے میں کچھ ثابت نہیں۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ شَيْءٌ صَحِيحٌ .

''ان احادیث میں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔''

(المَوضُوعات : 152/3)

❀ علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَثْبُتُ هٰذَا الْحَدِيثُ .

''ابدال کے بارے میں مروی حدیث ثابت نہیں۔''

(فتاوی ابن الصّلاح، ص 184)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تَكَلَّمَ بِهٖ بَعْضُ السَّلَفِ، وَيُرْوٰى فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ .

''اس بارے میں بعض سلف نے کلام کیا ہے۔اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے ایک غیر ثابت حدیث مروی ہے۔''(مجموع الفتاوٰی : 394/4)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اَلْأَشْبَهُ أَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''درست بات یہی ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا کلام نہیں ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی :441/11)

❁ نیز فرماتے ہیں:

كُلُّ حَدِيثٍ يُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِدَّةِ الْأَوْلِيَاءِ وَالْأَبْدَالِ وَالنُّقَبَاءِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَوْتَادِ وَالْأَقْطَابِ، مِثْلُ أَرْبَعَةٍ أَوْ سَبْعَةٍ أَوِ اثْنَيْ عَشَرَ أَوْ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ أَوْ ثَلَاثِمِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ أَوِ الْقُطْبِ الْوَاحِدِ، فَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ شَيْءٌ صَحِيحٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَنْطِقِ السَّلَفُ بِشَيْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْأَلْفَاظِ إِلَّا بِلَفْظِ الْأَبْدَالِ ....

''ہر وہ روایت جو نبی اکرم ﷺ سے اولیاء، ابدال، نقباء، نجباء، اوتاد اور اقطاب کی تعداد مثلاً چار، سات، بارہ، چالیس، ستر، تین سو، تیرہ یا ایک قطب کے بارے میں بیان کی گئی ہے، ان میں سے کوئی بھی نبی اکرم ﷺ سے ثابت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں، نہ سلف نے ایسا کوئی لفظ استعمال کیا ہے، سوائے ابدال کے۔۔۔"

(الفُرقان بين أولياء الرَّحمٰن وأولياء الشّيطان، ص 101)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُ الْأَبْدَالِ وَالْأَقْطَابِ وَالْأَغْوَاثِ وَالنُّقَبَاءِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَوْتَادِ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

"ابدال، اقطاب، اغواث، نقباء، نجباء اور اوتاد کے بارے میں تمام کی تمام احادیث خود گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کے ذمے لگائی گئی ہیں۔"

(المَنار المُنيف، ص 136)

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ الْأَبْدَالِ، لَهٗ طُرُقٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا بِأَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ .

"ابدال کے بارے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث مختلف سندوں میں مختلف الفاظ سے مروی ہے، وہ تمام سندیں ضعیف ہیں۔"

(المَقاصد الحَسَنة، ص 43)

❀ نیز فرماتے ہیں:

بَعْضُهَا أَشَدُّ فِي الضُّعْفِ مِنْ بَعْضٍ .

"(ابدال کے بارے میں مروی) بعض احادیث کا ضعف بعض سے زیادہ شدید ہے۔"

(المَقاصِد الحَسَنة، ص 45)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۴۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اہل علم کے اقوال مختلف ہیں، وجہ یہ ہوئی بعض احادیث وآثار میں شرمگاہ کو ہاتھ لگنے پر وضو کرنے کا حکم ہے اور بعض احادیث وآثار میں ہے کہ وضو کی حاجت نہیں، کیونکہ وہ بھی جسم کا ایک حصہ ہے۔

ذیل میں ہم دونوں طرح کی احادیث وآثار ذکر کرتے ہیں؛

جن احادیث وآثار میں وضو کا حکم ہے:

❀ سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ .

”جو اپنی شرمگاہ کو چھوئے، وہ وضو کرے۔“

(مُسند الحُميدي : 352، مُسند الإمام أحمد : 406/6-407، سنن النَّسائي : 444، المُنتقٰى لابن الجارُود : 16، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدہ بُسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ .

”جب آپ میں سے کوئی اپنی شرمگاہ کو چھوئے، تو وضو کرے۔“

(مُسند الإمام أحمد : 407,406/6، سنن النّسائي : 447، سنن التّرمذي : 82،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سنن ابن ماجه : 479، سنن الدّارقطني :146/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي :72/1، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۷)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۳)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۱۱۳) اور امام بیہقی رحمہ اللہ (الخلافیات:۱/۳۰۵) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَسَّ ذَکَرَہٗ فَلْیَتَوَضَّأْ .

''جو اپنی شرمگاہ کو چھوئے، وہ وضو کرے۔''

(المُنتقٰی لابن الجارُود : 18، صحیح ابن حِبّان : 1114، وسندہٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَیُّمَا رَجُلٍ مَسَّ فَرْجَہٗ فَلْیَتَوَضَّأْ وأَیُّمَا امْرَأَۃٍ مَسَّتْ فَرْجَھَا فَلْتَتَوَضَّأْ .

''جو مرد اپنی شرمگاہ کو چھوئے، وہ وضو کرے اور جو عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے، وہ بھی وضو کرے۔''

(مُسند الإمام أحمد : 223/2، المُنتقٰی لابن الجارُود : 19، سنن الدّارقطني : 147/1، مُسند الشّامیّین للطّبراني :1831، وسندہٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَنْ مَسَّ ذَکَرَہٗ تَوَضَّأَ .

''جس نے شرمگاہ کو چھولیا، وہ وضو کرے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(مُصنّف ابن أبي شَيْبة : 1736، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهٗ، فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ .

”جب کوئی شرمگاہ کو چھو لے، تو اس پر وضو واجب ہے۔“

(موطأ الإمام مالك : 42/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ، فَرَأَيْتُهٗ، بَعْدَ أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، تَوَضَّأَ ثُمَّ صَلّٰى، قَالَ : فَقُلْتُ لَهٗ : إِنَّ هٰذِهِ لَصَلَاةٌ مَا كُنْتَ تُصَلِّيهَا، قَالَ : إِنِّي بَعْدَ أَنْ تَوَضَّأْتُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ مَسِسْتُ فَرْجِي، ثُمَّ نَسِيتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ، فَتَوَضَّأْتُ وَعُدْتُ لِصَلَاتِي .

”میں ایک سفر میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا، میں نے طلوع آفتاب کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی، میں نے عرض کیا: اس وقت آپ نے پہلے کبھی نماز نہیں پڑھی، فرمایا: دراصل میں نے نماز فجر کے لیے وضو کیا تھا، پھر اپنی شرمگاہ کو چھو لیا اور میں (دوبارہ) وضو کرنا بھول گیا، لہٰذا اب میں نے وضو کر کے نماز (فجر) دہرائی ہے۔“

(موطأ الإمام مالك : 43/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام مصعب بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أُمْسِكُ الْمُصْحَفَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَاحْتَكَكْتُ فَقَالَ سَعْدٌ : لَعَلَّكَ مَسِسْتَ ذَكَرَكَ؟ قَالَ : فَقُلْتُ : نَعَمْ، فَقَالَ :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قُمْ، فَتَوَضَّأْ، فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ، ثُمَّ رَجَعْتُ .

''سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس میں مصحف پکڑتا تھا، میں نے خارش کی، تو سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لگتا ہے کہ آپ نے اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: کھڑے ہو جایئے، وضو کیجئے، تو میں کھڑا ہوا اور وضو کیا، پھر واپس آیا۔''

(موطأ الإمام مالك :42/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ مَسَّ ذَكَرَهٗ، فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ .

''جس نے شرمگاہ کو ہاتھ لگایا، اس پر وضو کرنا واجب ہے۔''

(موطأ الإمام مالك :43/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ مَسَّ ذَكَرَهٗ فَعَلَيْهِ الْوَضُوءُ .

''جو اپنی شرمگاہ کو چھوئے، اس پر وضو ہے۔''

(المَطالب العالية لابن حَجَر : 396/2، وسندهٗ حسنٌ)

جن احادیث وآثار سے ثابت ہوتا کہ شرمگاہ چھونے پر وضو نہیں:

❁ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ كَأَنَّهٗ بَدَوِيٌّ، فَقَالَ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا تَرٰى فِي مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهٗ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَهَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ أَوْ قَالَ : بَضْعَةٌ مِنْكَ؟ .

''ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دیہاتی سا آدمی آ کر پوچھنے لگا: اللہ کے نبی! آپ اس آدمی کی بابت کیا فرماتے ہیں، جو دوران نماز اپنی شرمگاہ چھولے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے جسم کا ٹکڑا ہی تو ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 23,22/4، سنن أبي داوٗد : 182، سنن النّسائي : 165، سنن التّرمذي : 85، المُنتقٰی لابن الجارود : 21، وسندہٗ حسنٌ)

حدیث طلق بن علی اور حدیث سبرہ کو کئی ایک محدثین کرام نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ، فَقَالَ : إِنْ كَانَ مِنْكَ نَجِسًا فَاقْطَعْهُ! لَا بَأْسَ بِهٖ .

''سعد بن مالک (ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے شرمگاہ کو چھونے کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا: اگر آپ کے ساتھ کوئی نجس شے لگی ہوئی ہے، تو اسے کاٹ دیں! ہاتھ لگنے پر کوئی حرج نہیں۔''

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 77/1، الخِلافیّات للبَیْهقي : 336/1، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ ہزیل بن شرحبیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ بِأَخِي الْأَرْقَمِ حَكَّةٌ، فَذَهَبَ يَحْتَكُّ، فَمَسَّ ذَكَرَهٗ، فَسَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ : اقْطَعْهُ! أَيْ يُمَازِحُهٗ، ثُمَّ قَالَ : إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِّنْكَ، مَا أُبَالِي مَسِسْتُهٗ أَوْ أُذُنِي .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”میرے بھائی ارقم بن شرحبیل رحمہ اللہ کو خارش تھی، وہ کھجلانے لگے اور شرمگاہ کو چھولیا، پھر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے مزاحاً فرمایا: اسے کاٹ دیں!، پھر فرمایا: یہ بھی آپ کے جسم کا ایک حصہ ہے، میں اسے چھولوں یا کان کو چھولوں میرے لیے برابر ہے۔“

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي :78/1، الخِلافيّات للبَيْهقي :335/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عمیر بن سعید بن ابی یحییٰ النخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ جَالِسًا فِي مَجْلِسٍ فِيهِ عَمَّارٌ، فَذَكَرُوا مَسَّ الذَّكَرِ، فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا بُضْعَةٌ مِّنْكَ وَإِنَّ لِكَفِّهِ مَوْضِعَ غَيْرِهِ.

”میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھا، تو شرمگاہ کو ہاتھ لگانے کا مسئلہ چھڑ گیا، تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آپ کے جسم کا ایک حصہ ہی ہے، یہ ایسے ہی ہے، جیسے ہتھیلی کسی دوسری جگہ لگ جائے۔“

(المَعرِفة والتّاريخ للفَسَوي : 658/2، وسندهٗ صحيحٌ)

راجح مؤقف:

ہمارے مطابق شرمگاہ کو ہاتھ لگ جائے، تو وضو کرنا مستحب ہے، واجب نہیں، یہی راجح مؤقف ہے، واللہ اعلم!

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

أَسْتَحِبُّهٗ وَلَا أُوجِبُهٗ.

”میں شرمگاہ کو چھونے پر وضو کرنا مستحب سمجھتا ہوں، واجب نہیں سمجھتا۔“

(صحيح ابن خُزيمة :22/1، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۞ امام محمد بن یحییٰ ذہلی رحمہ اللہ (۲۵۸ھ) فرماتے ہیں:

أَرَى الْوُضُوءَ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ اسْتِحْبَابًا لَا إِيجَابًا .

''میں سمجھتا ہوں کہ شرمگاہ کو چھونے پر وضو کرنا مستحب ہے، واجب نہیں۔''

(صحيح ابن خُزَيْمة :22/1، مَعْرِفَة عُلوم الحديث للحاكم، ص 74، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

بعض روایات میں یہ ذکر ہے کہ ہاتھ اور شرمگاہ کے درمیان کپڑا حائل ہو، تو شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر کپڑا وغیرہ حائل نہیں، تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر وہ ساری کی ساری روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

۞ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَهَادُوا تَحَابُّوا .

''آپ میں ایک دوسرے کو تحفہ دیا کریں، باہم محبت پیدا ہو گی۔''

(الأدب المُفرَد للبُخاري : 594)

جواب: سند حسن ہے۔

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(بُلوغ المَرام : 942)

۞ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور بدلے میں بھی کوئی شے ہدیہ دیتے تھے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 2585)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ تَهَادُّوا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تَسُلُّ السَّخِيمَةَ .

''انصار کی جماعت! ایک دوسرے کو تحفہ دیا کریں، کیونکہ تحفہ دل کے کینہ وبغض کو کھرچ دیتا ہے۔''

(مُسند البزّار : 7529)

سند ضعیف ہے۔

① حمید بن حماد بن ابی الخوار ''ضعیف'' ہے۔

② عائذ بن شریح بھی کمزور ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(بُلوغ المَرام : 943)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُسَمَّوْنَ الرَّافِضَةَ يَرْفُضُونَ الْإِسْلَامَ وَيَلْفِظُونَهُ، فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُونَ .

''آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی، جسے روافض کہا جائے گا، وہ اسلام کو پس پشت ڈال دیں گے، انہیں قتل کر دینا، کیونکہ وہ مشرک ہوں گے۔''

(مُسند عبد بن حُمَيد : 698، المُعجم الكبير للطَّبراني : 242/12، دلائل النُّبُوة للبَيْهقي : 548/6)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: سند ضعیف ہے۔ حجاج بن تمیم ضعیف ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُوِيَ فِي مَعْنَاهُ مِنْ أَوْجُهٍ أُخَرَ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ .

''اس معنی میں دیگر روایات بھی ہیں، مگر ساری کی ساری ضعیف ہیں۔''

(دلائل النُّبُوة للبَيْهقي : 548/6)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

سیدنا ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؛ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، اَوْ يَرُدَّهٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، اَوْ يَرُدَّهٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهٗ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

''تین شخص اللہ کی مکمل ضمانت میں ہیں: ① اللہ کے رستے کا غازی اللہ کی ضمانت میں ہے، اللہ تعالیٰ اسے شہادت عطا فرما کر جنت میں داخل کر دے گا یا مال غنیمت اور اجر وثواب کے ساتھ (غازی بنا کر) لوٹا دے گا۔ ② مسجد کی طرف جانے والا اللہ کی ضمانت میں ہے، فوت ہو کر جنت میں چلا جائے گا یا اجر وغنائم سمیٹ لے گا۔ ③ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہنے والا بھی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مولیٰ کریم کی ضمانت میں ہے۔''

(سنن أبي داود : 2494؛ عمل اليوم واللَّيلة لابن السُّنِّي : 161، الجهاد لابن أبي عاصم : 51)

جواب: سند صحیح ہے۔

اس روایت کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۹۹) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۷۴/۲) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 8/6)

اس کا ایک شاہد صحیح ابن حبان (۳۷۲) اور المستدرک للحاکم (۲۱۲/۱) میں آتا ہے، اس کی سند حسن ہے۔

سوال: ایک عالم کسی کے ہاں مہمان ٹھہرا، نماز کا وقت ہو گیا، مسجد میں امامت کون کرائے، مقیم امام یا مہمان؟

جواب: بنیادی طور پر امام کا حق دار وہی ہے، جو مسجد کا امام راتب ہے، صحیح احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے، البتہ اگر امام راتب مہمان عالم کو نماز پڑھانے کے لیے کہہ دے، تو مہمان کے لیے امامت کرانا بالکل جائز ہے۔

❁ سیدنا ابو اُسید رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ابو سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، فَكَانَ عِنْدِي لَيْلَةَ زِفَافِ امْرَأَتِي نَفَرٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ أَرَادَ أَبُو ذَرٍّ أَنْ يَّتَقَدَّمَ فَيُصَلِّيَ، فَجَبَذَهٗ حُذَيْفَةُ، وَقَالَ : رَبُّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْبَيْتِ أَحَقُّ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ لِأَبِي مَسْعُودٍ : أَكَذٰلِكَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ : فَتَقَدَّمْتُ، فَصَلَّيْتُ بِهِمْ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ عَبْدٌ، وَأَمَرَانِي إِذَا أَتَيْتُ بِامْرَأَتِي أَنْ أُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَأَنْ تُصَلِّيَ خَلْفِي إِنْ فَعَلَتْ .

''میں نے شادی کی۔ رُخصتی کی رات میرے پاس بہت سے صحابہ موجود تھے۔ نماز کا وقت آیا، تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے امامت کروانا چاہی، لیکن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں کھینچ لیا اور فرمایا: گھر والا نماز پڑھانے کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر انہوں نے ابومسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا ایسے ہی ہے؟ فرمایا: جی ہاں! ابوسعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، حالانکہ میں اس وقت غلام تھا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ جب میں اپنی بیوی کے پاس جاؤں، تو دو رکعت ادا کروں اور اگر اس نے بھی پڑھنی ہوں، تو میرے پیچھے نماز پڑھ لے۔''

(الأوسط لابن المنذر : 156/4، وسندهٗ حسنٌ؛ مصنّف ابن أبي شيبة : 217/2 مختصرًا)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي أَنَّ صَاحِبَ الدَّارِ أَوْلٰى بِالْإِمَامَةِ مِنْهُ .

''اس بارے میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ مہمان کی بہ نسبت گھر والا امامت کا زیادہ حق دار ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : 308/2)

سوال: نسخ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: نسخ اسلام کا ایک اہم اصول ہے۔ مالک ذوالجلال انسانوں کی ذہنی نشوونما کے مطابق مختلف اوقات میں احکام تبدیل کرتا رہتا ہے۔ یہ اس کی حکمتیں ہیں، جن کی بنا پر اس نے کئی احکام دیئے، پھر تبدیل کر دیئے۔ پہلے قبلہ بیت المقدس تھا، پھر اللہ نے بیت المقدس سے تبدیل کر کے کعبۃ اللہ کو قبلہ بنا دیا، پچھلی شریعتوں میں تعظیمی سجدہ روا رکھا گیا، مگر ہماری شریعت میں حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ تو یہ سب نسخ کی صورتیں ہیں، قرآن کی آیات میں بھی نسخ ہوتا رہا ہے۔

احکام شرعیہ میں نسخ ہوا ہے، یہ برحق ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کمال حکمت ہے، اہل سنت والجماعت کا نسخ کے ثبوت پر اتفاق واجماع ہے، قرآن وحدیث میں اس کا ثبوت ہے، بعض اہل بدعت نسخ کا انکار کرتے ہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾

(البقرة : ١٤٤)

”(اے نبی!) تحقیق ہم آپ کے چہرے کو آسمان کی طرف مڑتا دیکھتے ہیں، ہم ضرور بالضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جو آپ چاہتے ہیں۔“

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (٤٦٣ھ) فرماتے ہیں:

فِي ذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ فِي أَحْكَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى نَاسِخًا وَّمَنْسُوخًا، وَهُوَ مَا لَا اخْتِلَافَ فِيهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ الَّذِينَ هُمُ الْحُجَّةُ عَلٰى مَنْ خَالَفَهُمْ .

”اس آیت میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں ناسخ اور منسوخ موجود

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں، اس بارے میں ان اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں، جو اپنے مخالفین پر حجت کی حیثیت رکھتے ہیں۔''

(الاستذکار: 452/2)

سوال: نماز کسوف وخسوف کے لیے اذان اور اقامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز کسوف وخسوف کے لیے اذان اور اقامت مشروع نہیں، احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور آثار سلف میں اس کا ذکر نہیں، لہٰذا یہ بدعت ہے۔ البتہ اس نماز کے لیے اعلان کیا جا سکتا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ مُنَادِيًا بِ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ، وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

''عہد نبوی میں سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص بھیجا جو منادی کر رہا تھا کہ نماز کھڑی ہونے والی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور دو رکعت میں چار رکوع اور چار سجدے فرما کر نماز پڑھائی۔''

(صحيح البخاري: 1066، صحيح مسلم: 901)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نُودِيَ: إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، فَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ، ثُمَّ قَامَ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَجْدَةٍ، ثُمَّ جَلَسَ، ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ .

''دور نبوت میں سورج گرہن ہوا تو منادی کی گئی کہ نماز کھڑی ہونے والی ہے، نبی کریم ﷺ نے ایک رکعت میں دو رکوع کیے، پھر قیام کیا اور ایک رکعت میں دو رکوع کیے، پھر بیٹھ گئے، اتنے میں گرہن ختم ہو گیا۔''

(صحيح البخاري :1051، صحيح مسلم : 910)

✿ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ أَنَّ صَلَاةَ الْكُسُوفِ لَا أَذَانَ لَهَا وَلَا إِقَامَةَ، وَإِنَّمَا يُنَادٰى لَهَا بِالصَّلَاةِ جَامِعَةٌ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، وَكَذٰلِكَ سَائِرُ الصَّلَوَاتِ الْمَسْنُونَاتِ لَا أَذَانَ لَهَا وَلَا إِقَامَةَ، وَإِنَّمَا يُنَادٰى لَهَا : اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، وَلَا خِلَافَ فِي ذٰلِكَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز کسوف کے لیے اذان یا اقامت مشروع نہیں، بلکہ اس کے لیے «اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ» ''نماز کھڑی ہونے والی ہے۔'' کے الفاظ سے مسجد کے دروازے پر منادی کی جائے گی۔ اسی طرح دیگر مسنون نمازوں کے لیے نہ اذان ہے اور نہ اقامت۔ ان کے لیے بھی «اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ» ''نماز کھڑی ہونے والی ہے۔'' کے الفاظ سے مسجد کے دروازے پر منادی کی جائے گی۔ اس بارے میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔''

(شرح صحيح البخاري : 34/3)

سوال: کیا زنا سے پیدا ہونے والے بچے کا نماز جنازہ پڑھا جائے گا؟

جواب: زنا سے پیدا ہونے والے بچے کا نماز جنازہ پڑھا جائے گا، اس پر اہل سنت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

والجماعت کا اجماع ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مَا لَا أَعْلَمُ فِيهِ خِلَافًا بَيْنَ الْعُلَمَاءِ .

''اس بارے میں مجھے اہل علم کے مابین کسی اختلاف کا علم نہیں۔''

(الاستذکار: 52/3)

سوال: کسی عورت کو ایسی چادروں میں کفن دینا، جو کسی مرد کے استعمال میں رہی ہوں، کیسا ہے؟

جواب: کفن کے لیے چادروں کا پاک صاف ہونا ضروری ہے، اگر وہ چادریں پرانی بھی ہوں اور کسی غیر مرد کے استعمال میں بھی رہی ہوں، تب بھی ان چادروں سے کسی خاتون کو کفن دینا جائز ہے، اسی طرح اگر کوئی چادر کسی عورت کے استعمال میں رہی ہو، اس سے کسی مرد کو کفن دینا جائز ہے، بشرطیکہ چادر پاک ہو۔

❁ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ : اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي آخِرِهٖ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنُونِّي ، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقٰى إِلَيْنَا حَقْوَهٗ وَقَالَ : أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ .

''رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم آپ کی بیٹی (زینب) کو غسل دے رہی تھیں، فرمایا: انہیں تین یا پانچ یا اگر ضرورت محسوس کرو، تو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے زائد بار پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینا، آخری مرتبہ کافور یا کافور کی کوئی چیز شامل کر لینا، جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے مطلع کر دینا۔ ہم نے فارغ ہو کر آپ کو اطلاع دی، تو آپ نے اپنا ازار ہمیں دیا اور فرمایا: اسے ان (زینب) کے جسم کے ساتھ لگا دیں۔''

(صحیح البخاري: 1253، صحیح مسلم: 939، المُنتقٰی لابن الجارود: 518)

یہ حدیث دلیل ہے کہ مرد کی استعمال شدہ چادر عورت کے کفن میں دی جا سکتی ہے۔

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّهٗ يَجُوزُ أَنْ تُكَفَّنَ الْمَرْأَةُ فِي ثَوْبِ الرَّجُلِ، وَالرَّجُلُ فِي ثَوْبِ الْمَرْأَةِ.

''اس میں اہل علم کے یہاں کوئی اختلاف نہیں کہ عورت کو مرد کے (استعمال شدہ) کپڑوں میں اور مرد کو عورت کے (استعمال شدہ) کپڑوں میں کفن دینا جائز ہے۔''

(شرح صحیح البخاري: 255/3)

سوال: اگر جماعت میں صرف دو بندے ہوں، تو صف کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: دو بندوں کی جماعت کا طریقہ یہ ہے کہ ایک شخص امام بن جائے اور دوسرا شخص امام کے بالکل دائیں جانب کھڑا ہو جائے، دونوں پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے ہوں، اگر دوران نماز کوئی تیسرا شخص شامل ہو جائے، تو امام کے ساتھ کھڑا شخص پیچھے آ جائے گا اور صف بنا لے گا۔

❀ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، فَجِئْتُ، فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَّمِينِهٖ، فَصَلّٰى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيطَهٗ، أَوْ قَالَ: خَطِيطَهٗ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

”میں نے ایک رات اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر بسر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے اور چار رکعت پڑھ کے سو گئے۔ پھر نماز کا قیام کیا، تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دائیں جانب کر دیا۔ پھر پانچ رکعت پڑھیں، اس کے بعد دو رکعت پڑھیں۔ پھر سو گئے، میں نے خراٹوں کی آواز سنی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے لئے تشریف لے گئے۔“

(صحيح البخاري: 697، صحيح مسلم: 763)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ هٰذِهٖ سُنَّةٌ مَعَ إِمَامٍ وَحْدَهٗ أَنْ يَقُومَ عَنْ يَمِينِهٖ.

”اگر امام کے ساتھ ایک ہی شخص ہو، تو وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہو گا، یہ سنت ہے، اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں۔“

(الاستذكار: 167/2)

سوال: کیا استحاضہ والی عورت مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: استحاضہ ایک بیماری ہے، یہ حیض نہیں، استحاضہ والی عورت کا حکم پاک عورت والا ہے، لہٰذا مستحاضہ مسجد میں اعتکاف کرسکتی ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اِعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِّنْ أَزْوَاجِهٖ مُسْتَحَاضَةٌ، فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ، وَالصُّفْرَةَ، فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا، وَهِيَ تُصَلِّي .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ایک زوجہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اعتکاف کیا ، آپ مستحاضہ تھیں، سرخ اور زرد خون جاری رہتا تھا، بسا اوقات ہم ان کے نیچے طشت رکھ دیتیں اور وہ نماز پڑھتیں۔“

(صحيح البخاري : 2037)

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

حُكْمُ الْمُسْتَحَاضَةِ كَحُكْمِ الطَّاهِرِ، وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي جَوَازِ اعْتِكَافِهَا .

”استحاضہ والی عورت کا حکم پاک عورت کی طرح ہے، مستحاضہ کے اعتکاف کے جواز میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔“

(شرح صحيح البخاري : 174/4)

سوال: عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا کیسا ہے؟

جواب: عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا بالا جماع جائز ہے، سونا پہننے کی حرمت مردوں کے لیے ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ التَّخَتُّمَ بِالذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ جَائِزٌ .

''اس میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔''

(المَسالك شرح موطأ الإمام مالك : 430/7)

سوال: نبی کریم ﷺ کو کس جگہ دفن کیا گیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں فوت ہوئے اور جہاں فوت ہوئے، وہیں آپ ﷺ کی قبر بنائی گئی۔

❀ سیدنا سالم بن عبید رضی اللہ عنہ، جو اصحاب صفہ میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں:

قَالُوا : يَا صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ يُدْفَنُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالُوا : وَأَيْنَ يُدْفَنُ؟ قَالَ : فِي الْمَكَانِ الَّتِي قَبَضَ اللّٰهُ فِيهَا رُوحَهُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَقْبِضْ رُوحَهُ إِلَّا فِي مَكَانٍ طَيِّبَةٍ، قَالَ : فَعَلِمُوا أَنَّهُ كَمَا قَالَ .

صحابہ نے (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے) پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے صحابی! کیا رسول اللہ ﷺ کی تدفین بھی ہوگی؟ فرمایا: جی ہاں۔ صحابہ نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی تدفین کہاں ہوگی؟ فرمایا: جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ کی روح کو اللہ تعالیٰ نے قبض کیا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی روح کو اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ جگہ ہی میں قبض کیا ہے۔ تو لوگوں نے جان لیا کہ صحیح بات یہی ہے۔''

(سنن ابن ماجه : 1234، الشَّمائل المحمّديّة للترمذي : 396، مسند عبد بن حُمَيد : 365،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(المُعجم الكبير للطّبراني : 65/7، دلائل النُّبوّة للبَيْهقي : 299/7، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1514، 1624) نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ، رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ .

''یہ سند صحیح ہے اور اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔''

(مِصباح الزُّجاجة :146/1، ح : 1234)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ، لٰكِنَّهٗ مَوْقُوْفٌ .

''سند صحیح ہے، البتہ یہ قول صحابی ہے۔''

(فتح الباري :523/1)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُفِنَ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ مِنْ بَيْتِهٖ بَيْتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا .

''اس بارے میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اسی جگہ دفن کیا گیا، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوت ہوئی۔''

(الاستذكار : 54/3)

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۴۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ایک شخص کے پاس پچیس بکریاں ہیں اور پچیس بھیڑیں ہیں، دونوں چرنے والی ہیں، اگر ان دونوں کو زکوۃ میں الگ الگ تصور کیا جائے، تو کسی پر زکوۃ نہیں بنتی اور اگر دونوں کو اکھٹا کیا جائے، تو زکوۃ بنتی ہے، کیا حکم ہے؟

جواب: زکوۃ کے متعلق اُصول یہ ہے کہ ایک جنس کی جتنی اقسام ہوں، سب کو جمع کر کے زکوۃ دی جائے گی، کسی نوع (قسم) کو الگ تصور نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً کسی کے پاس پانچ مختلف نسلوں کی دس دس بکریاں ہیں، تو ان سب کو اکھٹا کر کے پچاس بکریوں کی جتنی زکوۃ بنتی ہے، وہ ادا کی جائے گی، اسی طرح گائیوں اور بھینسوں کو بھی جمع کیا جائے گا، کیونکہ یہ دونوں ایک ہی جنس ہیں، یہی حکم اونٹوں کی مختلف اقسام کا ہے۔

البتہ دو مختلف جنسوں کو جمع نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ کسی کے پاس صرف تیس بکریاں ہیں اور پندرہ گائیں ہیں، تو دونوں کو ملا کر نصاب پورا نہیں کیا جائے گا، بلکہ دونوں پر ہی زکوۃ نہیں ہوگی، کیونکہ دونوں کی جنس الگ الگ ہے۔

بکری اور بھیڑ کا حکم بھی ایک ہے، لہٰذا انہیں بھی جمع کر کے زکوۃ ادا کی جائے گی، اس لیے مذکورہ مسئولہ صورت میں پچیس بکریوں اور پچیس بھیڑوں کو جمع کر کے زکوۃ دی جائے گی، کم سے کم چالیس بکریوں پر ایک بکری زکوۃ بنتی ہے اور چالیس سے سو تک ایک بکری ہے، لہٰذا پچاس بھیڑ اور بکریوں پر ایک بکری زکوۃ بنے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۞ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي أَنَّ الضَّأْنَ وَالْمُعْزَ يُجْمَعَانِ وَكَذٰلِكَ الْإِبِلُ كُلُّهَا عَلَى اخْتِلَافِ أَصْنَافِهَا إِذَا كَانَتْ سَائِمَةً وَالْبَقَرُ وَالْجَوَامِيسُ كَذٰلِكَ.

''اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ (زکوۃ کے نصاب میں) بھیڑوں اور بکریوں کو جمع کیا جائے گا، اسی طرح مختلف اقسام کے اونٹوں کو بھی جمع کیا جائے گا، جب وہ چرنے والے ہوں، نیز گائیوں اور بھینسوں کو بھی جمع کیا جائے گا۔''

(الاستذکار: 191/3)

۞ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ فَكَتَبَ لِي هٰذَا الْكِتَابَ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هٰذِهٖ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُولَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى وُجُوهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهٗ فَلَا يُعْطِهٖ ...... وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِّنْ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةً فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا .

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بحرین بھیجا، تو یہ خط لکھ کر دیا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ زکوٰۃ کا فریضہ ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مسلمانوں پر فرض کیا ہے، جس مسلمان سے اس میں مذکور نصاب کے مطابق زکوٰۃ کا مطالبہ کیا جائے، تو وہ ادا کرے اور جس سے اس نصاب سے زائد مطالبہ کیا جائے، تو وہ صاف انکار کردے۔......زکوٰۃ کے ڈر سے الگ الگ چرنے والی بکریوں کو اکٹھا کیا جائے نہ اکٹھی چرنے والیوں کو الگ الگ کیا جائے اور جو جانور دو آدمیوں کے مشترکہ ہوں تو وہ مساوی طور پر زکوٰۃ کا حصہ نکالیں گے، اگر کسی شخص کی چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہو، تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اگر مالک دینا چاہے تو اس کی مرضی۔''

(صحيح البخاري: 1448-1450-1455، المنتقٰى لابن الجارود: 342)

سوال: وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کے متعلق روایات کا کیا حکم ہے؟

جواب: وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کے متعلق جتنی روایات مروی ہیں، ساری کی ساری ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ فِي هٰذَا الْبَابِ حَدِيثًا لَهٗ إِسْنَادٌ جَيِّدٌ .

''میرے علم میں نہیں کہ اس باب میں کوئی جید سند والی بھی حدیث ہو۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث: 25)

❁ امام قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَدْ كَانَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ يَطْعُنُ فِي إِسْنَادِهِمَا .

''بعض محدثین نے ان دونوں احادیث (حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حدیث سعید بن عمرو رضی اللہ عنہ) کی سندوں پر طعن کرتے ہیں۔''

(الطُّهور، ص 144)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي هٰذَا الْبَابِ خَبَرٌ ثَابِتٌ يُوجِبُ إِبْطَالَ وُضُوءِ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَالْاِحْتِيَاطُ أَنْ يُسَمِّيَ اللّٰهَ مَنْ أَرَادَ الْوُضُوءَ وَالْاِغْتِسَالَ وَلَا شَيْءَ عَلٰى مَنْ تَرَكَ ذٰلِكَ .

''اس باب میں کوئی ثابت حدیث نہیں، جس کی بنا پر اس شخص کے وضو کو باطل قرار دیا جائے، جو وضو سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتا۔ بہتر اور محتاط یہی ہے کہ وضو اور غسل سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے، البتہ جو بسم اللہ نہ پڑھے، اس پر کوئی حرج نہیں۔''

(الأوسط :368/1)

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ (۳۲۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَسَانِيدُ فِي هٰذَا الْبَابِ فِيهَا لِينٌ .

''اس باب میں مروی روایات کی سندیں ضعیف ہیں۔''

(الضّعفاء الكبير :177/1)

❁ حافظ ابن قیسرانی رحمہ اللہ (۵۰۷ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْأَسَانِيد غَيْرُ مُسْتَقِيمَةٍ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اس روایت کی سندیں مستقیم نہیں۔''

(ذخيرة الحُفّاظ : 2660/5)

۞ حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ (٦٤٣ھ) فرماتے ہیں:

...... مِنْ وُجُوهٍ فِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهَا نَظَرٌ .

''اس کی کئی سندیں ہیں، کوئی سند کلام سے خالی نہیں۔''

(شرح مشكل الوسيط :149/1)

۞ حافظ منذری رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيثُ لَيْسَتْ أَسَانِيدُهَا مُسْتَقِيمَةً .

''اس باب میں کئی احادیث ہیں، جن کی سندیں مستقیم (ثابت) نہیں۔''

(مختصر سنن أبي داود :48/1، التّرغيب والتّرهيب :88/1)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي التَّسْمِيَةِ فِي الْوُضُوءِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ صَرِيحٌ .

''وضو میں بسم اللہ پڑھنے کے بارے میں کوئی صحیح صریح حدیث نہیں۔''

(الإيجاز في شرح سنن أبي داود، ص 393)

۞ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ (٧٤٤ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَخْلُو كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهَا مِنْ مَّقَالٍ .

''ان احادیث میں سے کوئی بھی حدیث کلام سے خالی نہیں۔''

(تعليقة على العِلَل لابن أبي حاتم، ص 144)

۞ علامہ مغلطائی حنفی رحمہ اللہ (٧٦٢ھ) امام بزار رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

كُلُّ مَا رُوِيَ فِي ذٰلِكَ فَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ الْإِسْنَادِ .

''اس بارے میں جتنی روایات ہیں، ان میں سے کسی کی سند قوی نہیں۔''

(شرح ابن ماجه، ص 255)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ طَعَنَ فِيهِ الْحُفَّاظُ .

''اس حدیث پر حفاظ حدیث نے طعن کیا ہے۔''

(التّوضيح : 81/4)

اب اس بارے میں مروی احادیث کا مختصر تحقیقی جائزہ پیش کیا جاتا ہے؛

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ .

''جو وضو سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھے، اس کا وضو نہیں۔''

(سنن ابن ماجه : 397)

روایت ضعیف ہے۔ کثیر بن زید اسلمی کا تفرد ہے۔ یہ خطا اور وہم کا شکار ہو جاتا تھا۔

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَانِ حَدِيثَانِ لَا يُثْبَتَانِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''یہ دونوں احادیث (جن میں ایک مذکورہ روایت بھی ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں۔''

(العِلَل المُتناهِية :338/1)

❁ سیدنا سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ .

”جو وضو سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھے، اس کا وضو نہیں۔“

(سنن التّرمذي : 25)

سند ضعیف ہے۔

① ابو ثفال ثمامہ بن وائل مری مجہول ہے۔

② رباح بن عبدالرحمٰن بن ابی سفیان مجہول الحال ہے۔

❀ امام ابوحاتم رحمہ اللہ اور امام ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُو ثِفَالٍ مَجْهُولٌ، وَرَبَاحٌ مَجْهُولٌ .

”ابو ثفال اور رباح دونوں مجہول ہیں۔“

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم :1/595)

③ سعید بن عمرو بن نفیل کی بیٹی مجہولہ ہے۔

❀ اس روایت کے متعلق امام ابوحاتم رحمہ اللہ اور امام ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ عِنْدَنَا بِذَاكَ الصَّحِيحِ .

”ہمارے نزدیک یہ روایت ثابت نہیں۔“

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم :1/595)

❀ حافظ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ اس روایت کو ضعیف قرار دے کر فرماتے ہیں:

فِيهِ ثَلَاثَةُ مَجَاهِيلَ .

”اس روایت میں تین مجہول راوی ہیں۔“

(بَيان الوَهم والإيهام : 5/661)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ .

''جو وضو سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھے، اس کا وضو نہیں۔''

(سنن أبي داود : 101، سنن ابن ماجه : 399)

سند ضعیف ہے۔

① سلمہ لیثی ضعیف ہے۔

② سلمہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

③ یعقوب بن سلمہ مجہول ہے۔

④ یعقوب بن سلمہ کا اپنے والد سلمہ سے سماع نہیں۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ لِسَلَمَةَ سَمَاعٌ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَلَا لِيَعْقُوبَ مِنْ أَبِيهِ .

''سلمہ لیثی کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع معروف نہیں اور نہ یعقوب کا اپنے والد سلمہ سے سماع معلوم ہے۔''

(التّاريخ الكبير : 76/4)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَوَضَّئُوا بِسْمِ اللّٰهِ .

''بسم اللہ پڑھ کر وضو کریں۔''

(سنن النّسائي : 78)

سند ضعیف ہے۔ معمر بن راشد کی اہل بصرہ سے روایت ضعیف ہے۔ ثابت بنانی اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قتادہ دونوں بصری ہیں۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ مَا حَدَّثَ بِالْبَصرَةِ فَفِيهِ أَغَالِيطُ .

”معمر بن راشد نے جو بصرہ میں احادیث بیان کی ہیں، ان میں بہت زیادہ غلطیاں ہیں۔“

(الجَرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 257/8)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ وَعَاصِمِ بْنِ أَبِي النُّجُودِ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَعَنْ هٰذَا الضَّرْبِ مُضْطَرِبٌ كَثِيرُ الْأَوْهَامِ .

”معمر بن راشد کی ثابت بنانی، عاصم بن ابی نجود، ہشام بن عروہ اوران جیسے (اہل بصرہ) سے مروی روایات مضطرب ہے، ان میں بہت زیادہ اوہام ہیں۔“

(تاريخ ابن عَساكر : 414/59)

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ رِوَايَةَ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ لَيْسَتْ بِالْقَوِيَّةِ .

”معمر کی قتادہ سے روایت قوی نہیں ہوتی۔“

(فتح الباري :299/1)

علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ (۷۳۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ لَيْسَ صَرِيحًا فِي الْبَابِ .

”یہ روایت اس مسئلہ میں صریح نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(النّفح الشّذي :286/1)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَصْلُهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ بِدُونِ هٰذِهِ اللَّفْظَةِ وَلَا دَلَالَةَ فِيهَا صَرِيحَةٌ لِمَقْصُودِهِمْ.

''ان الفاظ (وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھیں) کے علاوہ اس روایت کی اصل بخاری ومسلم میں ہے، مگر اس میں وضو سے پہلے بسم اللہ کے قائلین کے لیے کوئی صریح دلیل نہیں۔''

(التّلخيص الحبير :257/1)

۞ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، إِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ : بِسْمِ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ؛ فَإِنَّ حَفَظَتَكَ لَا تَسْتَرِيحُ تَكْتُبُ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰى تُحْدِثَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوءِ.

''اے ابو ہریرہ! جب آپ وضو کریں، تو بسم اللہ اور الحمد للہ پڑھا کریں، کیونکہ آپ کے لکھنے والے فرشتے لگاتار آپ کے لیے نیکیاں لکھتے رہتے ہیں، تا آنکہ آپ کا وضو ٹوٹ جائے۔''

(المُعجم الصّغير للطّبراني : 196)

منکر روایت ہے۔

① عمرو بن ابی سلمہ نے ابراہیم بن محمد سے منکر روایات بیان کر رکھی ہیں۔

۞ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَوٰى عَنْهُ عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ وَغَيْرُهٗ مَنَاكِيرَ .

''ابراہیم بن محمد نے عمرو بن ابی سلمہ وغیرہ نے منکر روایات بیان کی ہیں۔''

(الكامل في ضُعفاء الرّجال :425/1)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ذُو مَنَاكِيرَ .

''ابراہیم بن محمد کی منکر روایات ہیں۔''

(ميزان الاعتدال :56/1)

② علی بن ثابت کا تعین وتوثیق مطلوب ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ''مجہول'' کہا ہے۔

(نتائج الأفكار :228/1)

❁ اس روایت کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(لِسان الميزان :98/1)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ وَاهٍ .

''اس کی سند ضعیف ہے۔''

(نَيْل الأوطار :171/1)

❁ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سنن ابن ماجه : 400)

سند سخت ضعیف ہے۔عبدالمہیمن بن عباس ضعیف ومنکر الحدیث ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ فِي الْإِنَاءِ سَمَّى اللّٰهَ، وَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرنے لگتے، تو اپنا ہاتھ برتن میں ڈالتے، بسم اللہ پڑھتے اور سنوار کر وضو فرماتے۔''

(سنن ابن ماجه : 1062)

سند سخت ضعیف ہے۔حارثہ بن ابی الرجال ضعیف ومتروک ہے۔

❀ سبرہ بن حیان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ .

''جو وضو سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھے، اس کا وضو نہیں۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 1115)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عیسیٰ بن سبرہ مجہول ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَرَ فِيهِ تَجْرِيحًا وَّلَا تَعْدِيلًا .

''مجھے اس بارے میں کسی جرح یا تعدیل کا علم نہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

(مُوافقة الخُبر الخَبر : 79/2)

② سبرہ بن حیان کے حالات زندگی نہیں ملے۔

✿ اس کے بارے میں بھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَرَ فِيهِ تَجْرِيحًا وَّلَا تَعْدِيلًا .

”مجھے اس بارے میں کسی جرح یا تعدیل کا علم نہیں۔“

(مُوافقة الخُبر الخَبر : 79/2)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”ضعیف“ کہا ہے۔

(التّلخيص الحبير :256/1)

✿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا تَوَضَّأَ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ .

”جس نے بسم اللہ نہیں پڑھی، اس نے وضو نہیں کیا۔“

(سنن الدّارقُطني : 222)

سند ضعیف ہے۔

① محمود بن محمد ظفری غیر قوی ہے۔

✿ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ بِالْقَوِيِّ .

”یہ قوی نہیں۔“

(العِلَل : 295/14)

② ایوب بن نجار مدلس ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

③ یحییٰ بن ابی کثیر مدلس ہیں۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ .

”جو وضو سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھے، اس کا وضو نہیں۔“

(الكامل لابن عدي : 424/6)

سند جھوٹی ہے۔

① عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر متروک و وضاع ہے۔

② حسن بن محمد بن ابی عاصم کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَّمْ يُسَمِّ اللّٰهَ .

”جو بسم اللہ نہ پڑھے، اس کا وضو نہیں۔“

(البَدر المُنير لابن المُلقِّن : 88/2)

سند ضعیف ہے۔ عبدالملک بن حبیب اندلسی ضعیف ہے۔

فائدہ:

وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے۔

✿ امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

أَنَا مَعَ هٰذَا لَا أَرٰى لِبَشَرٍ أَنْ يَدَعَ اسْمَ اللّٰهِ عِنْدَ طُهُورِهِ، وَلَرُبَّمَا تَرَكْتُهُ سَاهِيًا حَتّٰى يَمْضِيَ بَعْضُ وُضُوئِي، فَأُعِيدُهُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مِنْ أَوَّلِهِ بِالتَّسْمِيَةِ، وَهٰذَا اخْتِيَارٌ مِّنِّي لِنَفْسِي، آخُذُهَا بِهٖ وَأَرَاهُ لِمَنْ قَبِلَ رَأْيِي، مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوجِبَهٗ وَلَا أُفْسِدُ بِتَرْكِهٖ صَلَاةَ رَجُلٍ وَلَا طَهُورَهٗ.

''اس سب کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ وضو کرتے ہوئے بسم اللہ ترک نہیں کرنی چاہیے۔ اگر میں کبھی بسم اللہ پڑھنا بھول جاؤں اور وضو کے بعض اعضا دھو چکا ہوں، تو (یاد آنے پر) میں دوبارہ بسم اللہ پڑھ کر وضو کرتا ہوں۔ یہ میرا ذاتی فعل ہے، جسے میں اپنے لیے اور ہر اس شخص کے لیے پسند کرتا ہوں، جو میری رائے کو قبول کرتا ہے، البتہ میں بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں سمجھتا، نہ بسم اللہ چھوڑنے والے کی نماز یا وضو کو فاسد سمجھتا ہوں۔''

(الطّهور، ص 144)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) کے بارے میں ہے:

قَالَ الْخَلَّالُ: الَّذِي اسْتَقَرَّتِ الرِّوَايَاتُ عَنْهُ أَنَّهٗ لَا بَأْسَ بِهٖ يَعْنِي إِذَا تَرَكَ التَّسْمِيَةَ.

''امام خلال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے منقول روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو (وضو سے پہلے) بسم اللہ ترک کر دے، تو اس پر کوئی حرج نہیں۔''

(المُغني لابن قدامة :76/1)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

اِسْتَحَبَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ لِلْمَرْءِ أَنْ يُسَمِّيَ اللّٰهَ تَعَالٰى إِذَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَرَادَ الْوُضُوءَ كَمَا اسْتَحَبُّوا أَنْ يُسَمِّيَ اللّٰهَ عِنْدَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالنَّوْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ اسْتِحْبَابًا لَا إِيجَابًا، وَقَالَ أَكْثَرُهُمْ : لَا شَيْءَ عَلٰى مَنْ تَرَكَ التَّسْمِيَةَ فِي الْوُضُوءِ عَامِدًا أَوْ سَاهِيًا، هٰذَا قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَأَبِي عُبَيْدٍ وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ .

''بہت سے اہل علم نے وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کو مستحب قرار دیا ہے، بالکل اسی طرح جیسے کھانا کھانے، پانی پینے اور سوتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، یہ مستحب ہے، واجب نہیں۔ اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ جو وضو سے پہلے جان بوجھ کر یا بھول کر بسم اللہ نہ پڑھے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابوعبید قاسم بن سلام اور اہل رائے کا یہی مؤقف ہے۔''

(الأوسط : 367/1)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

مُعْظَمُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ التَّسْمِيَةَ غَيْرُ وَاجِبَةٍ، لَا شَيْءَ عَلٰى تَارِكِهَا لٰكِنَّهَا فَضِيلَةٌ مُسْتَحَبَّةٌ .

''اکثر اہل علم کا مؤقف یہ ہے کہ (وضو سے پہلے) بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں، اسی طرح بسم اللہ ترک کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں، البتہ یہ مستحب اور باعث فضیلت عمل ہے۔''

(إكمال المُعلِم : 29/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

✿ علامہ رافعی قزوینی رحمہ اللہ (٦٢٣ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ سُنَنِ الْوُضُوءِ أَنْ يَقُولَ فِي ابْتِدَائِهِ : بِسْمِ اللّٰهِ، عَلٰى سَبِيلِ التَّبَرُّكِ والتَّيَمُّنِ .

''وضو کی سنتوں میں سے ایک سنت یہ ہے کہ وضو سے پہلے برکت اور خوش بختی کے لیے بسم اللہ پڑھی جائے۔''

(الشّرح الكبير :121/1)

سوال: کیا مرد دو اَن سلی چادروں کے علاوہ کسی لباس کو بطور احرام پہن سکتا ہے؟

جواب: مرد کے لیے ضروری ہے کہ احرام میں دو اَن سلی چادریں ہی پہنے، مرد کے لیے سلائی والا کوئی لباس احرام میں جائز نہیں۔ اس پر صحیح احادیث، اجماع اُمت اور عہد نبوی سے تمام مسلمانوں کا متواتر اور متوارث عمل رہا ہے۔ اس کی مخالفت جائز نہیں۔

✿ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا نَادٰى فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ : لَا يَلْبَسُ السَّرَاوِيلَ وَلَا الْقَمِيصَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا ثَوْبًا مَّسَّهٗ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ وَّلْيُحْرِمْ أَحَدُكُمْ فِي إِزَارٍ وَّرِدَاءٍ وَّنَعْلَيْنِ، فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُونَا إِلَى الْكَعْبَيْنِ .

''ایک آدمی نے بآواز بلند پوچھا: اللہ کے رسول! محرم کون سا لباس نہیں پہن سکتا؟، فرمایا: محرم شلوار، قمیص، ٹوپی (جو سر کے ساتھ چپکی ہو) اور عمامہ نہیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پہن سکتا، نہ ہی ایسا کپڑا پہن سکتا ہے، جسے زعفران یا ورس (ایک قسم کی گھاس جو رنگنے کے کام آتی ہے) سے رنگا گیا ہو، احرام میں تہبند، چادر اور جوتے پہن سکتے ہیں، اگر جوتے میسر نہ ہوں، تو موزوں کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ کر پہن لیں۔"

(صحيح البخاري : 1842، صحيح مسلم : 1177، المُنتقٰى لابن الجارود : 416)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي أَنَّ الْمَخِيطَ كُلَّهُ مِنَ الثِّيَابِ لَا يَجُوزُ لِبَاسُهُ لِلْمُحْرِمِ لِنَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبَاسِ الْقُمُصِ وَالسَّرَاوِيلَاتِ.

"اس بارے میں اہل علم کے یہاں کوئی اختلاف نہیں کہ سلائی کیے ہوئے تمام کپڑے محرم کے لیے پہننا جائز نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے (حالت احرام میں) قمیص اور شلوار پہننے سے منع فرمایا ہے۔"

(الاستذكار : 29/4)

سوال: اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، اگر چہ اونٹ حلال جانور ہے اور حلال جانوروں کا پیشاب وغیرہ ناپاک نہیں، مگر اونٹ شریر جانور ہے اور نماز پڑھتے آدمی کو نقصان پہنچا سکتا ہے، اس لیے اونٹوں کے بارے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اس کراہت کی اہل علم نے کئی اور بھی علتیں بیان کی ہیں۔

❁ علامہ ابو الولید باجی رحمہ اللہ (۴۷۴ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي عَطَنِ الْإِبِلِ .

''اس بارے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔''

(المُنتقٰی شرح الموطإ :302/1)

سوال: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ﴾(البقرة : ٢٠٣)

''ایامِ معدودات میں اللہ کا ذکر کرو۔''

اس آیت کریمہ میں ''ایام معدودات'' سے کون سے ایام مراد ہیں؟

جواب: آیت کریمہ میں ''ایام معدودات'' سے مراد ایام تشریق (ذوالحجہ کی ۱۱،۱۲،۱۳ تاریخ) ہیں۔

❀ مذکورہ آیت کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

هِيَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ . ''یہاں ایام تشریق مراد ہیں۔''

(مَعرِفة السّنن والآثار للبَيْهَقي : 255/4، وسندهٗ صحيحٌ)

اس کی سند کو حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر :٦/٤٣٠) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر :٢/٢٠٨) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (٤٦٣ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنَّهَا أَيَّامُ مِنًى وَأَنَّهَا الْأَيَّامُ الْمَعْدُودَاتُ .

''اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ ایام تشریق سے مراد ایام منیٰ اور ایام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معدودات ہیں۔‘‘

(الاستذکار : 237/4)

سوال: ایک شخص طواف کرتے ہوئے بھول گیا کہ اس نے کتنے چکر لگائے ہیں، اب وہ کیا کرے؟

جواب: طواف میں چکروں کی تعداد بھولنے والے کے لیے بھی وہی حکم ہے، جو نماز میں رکعتوں کی تعداد بھولنے والے کے لیے ہے۔ اسے چاہیے کہ اچھی طرح سوچ بچار کرے، اگر کچھ یاد آجائے، تو اسی کو اصل بنیاد بنائے اور باقی چکر پورے کرلے اور اگر کچھ یاد نہ آئے اور کوئی غالب گمان بھی نہ ہو، تو کم سے کم تعداد، جس پر دل مطمئن ہو، پر بنیاد رکھے اور باقی چکر مکمل کرلے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مَا لَا خِلَافَ فِيهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ مَنْ شَكَّ فِي طَوَافِهٖ يَلْزَمُهُ الْبِنَاءُ فِيهِ عَلَى الْأَقَلِّ فِي نَفْسِهٖ.

’’اس پر اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ جسے طواف میں شک ہو جائے، اس کے لیے کم سے کم تعداد پر بنیاد رکھنا لازم ہے۔‘‘

(الاستذکار : 231/4)

❁❁❁❁❁❁❁

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۴۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اپنی قربانی خود ذبح کرنی ضروری ہے یا کوئی دوسرا بھی ذبح کرسکتا ہے؟

جواب: اپنی قربانی خود بھی ذبح کی جاسکتی ہے اور کسی دوسرے سے بھی ذبح کرائی جا سکتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اگر جانور کو قربان کرنے اور گوشت بنانے میں مہارت ہے، تو خود ہی ذبح کرے اور گوشت بنائے، بہرحال کسی دوسرے سے بھی جانور ذبح کرایا جاسکتا ہے۔

❀ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَحَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثَلَاثًا وَّسِتِّينَ وَأَعْطَى عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهٗ فِي هَدْيِهٖ.

”تریسٹھ جانور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اور باقی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیے، چنانچہ وہ انہوں نے ذبح کیے اور آپ نے ان کو اپنی ہدی میں شریک کیا۔“

(صحیح مسلم: 1218، المُنتقٰی لابن الجارود: 465)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

جَائِزٌ أَنْ يَنْحَرَ الْهَدْيُ وَالضَّحَايَا غَيْرُ صَاحِبِهَا أَلَا تَرٰى أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَحَرَ بَعْضَ هَدْيِ رَسُولِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَمْرٌ لَا خِلَافَ بَيْنِ الْعُلَمَاءِ فِي إِجَازَتِهِ فَأَغْنٰى عَنِ الْكَلَامِ فِيهِ .

''ایسا بھی جائز ہے کہ ہدی اور قربانیوں کو وہ شخص ذبح کر دے، جو ان کا مالک نہیں ہے، کیا آپ جانتے نہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے بعض اونٹ نحر کیے۔ یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس کے جواز میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں، لہٰذا اس بارے میں مزید گفتگو کی ضرورت ہی نہیں۔''

(التّمهيد : 107/2)

سوال: اہل حق پر مصائب نازل ہوں، تو کیا وہ ان کے حق میں بہتر ہیں؟

جواب: فساق و فجار پر جو مصائب نازل ہوتی ہیں، وہ ان کے گناہوں کا نتیجہ ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر عذاب ہوتا ہے، ان کے حق میں یہ مصائب کسی طرح بھی باعث خیر نہیں ہوتیں، البتہ اہل حق اور سچے مسلمانوں پر جو مصائب و آلام آتی ہیں، وہ یا تو ان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں یا اجر و ثواب اور بلندی درجات کا سبب بنتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں پر بھی مصائب بھیجتا ہے، یہ مصائب ان کے لیے رب تعالیٰ کے غضب کا نتیجہ یا عذاب نہیں ہوتیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلائی اور خیر کا باعث بنتی ہیں، کیونکہ ان مصائب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ .

''اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے آزمائش دے دیتا ہے۔''

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 5645)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا يَقْتَضِي الْمَصَائِبَ فِي الْمَالِ وَفِي الْجِسْمِ أَيْضًا وَكُلُّ ذٰلِكَ أَجْرٌ وَّمَحَطَّةٌ لِلْوِزْرِ وَهٰذَا مَا لَا خِلَافَ فِيهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا .

”اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مصائب مال میں بھی آ سکتی ہیں اور جسم میں بھی۔ ہر صورت میں اجر وثواب اور گناہوں کی معافی کا باعث ہیں۔ اس میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔“

(الاستذکار : 408/8)

سوال: کیا نماز میں سورت فاتحہ سے پہلے تعوذ پڑھنا ثابت ہے؟

جواب: یقیناً سورت فاتحہ قرآن کریم ہے اور قرآن کی قرأت سے پہلے تعوذ کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾

(النّحل : ۹۸)

”جب آپ قرآن کریم کی قرأت کرنے لگیں، شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کریں۔“

البتہ تعوذ کے الفاظ قرآن کریم میں بیان نہیں ہوئے، اس کا ذکر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل میں موجود ہے۔ سورت فاتحہ کی قرأت سے پہلے تعوذ پڑھنا نبی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

کریم ﷺ اور صحابہ سے ثابت ہے۔

❁ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الصَّلَاةَ قَالَ: «اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا» ثَلَاثًا «وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ»، قَالَ عَمْرٌو: نَفْخُهُ الْكِبْرُ، وَهَمْزُهُ الْمُوتَةُ، وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ.

''رسول اللہ ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے، تو تین مرتبہ پڑھتے: «اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا» (اللہ سب سے بڑا ہے۔اس کے لیے بہت زیادہ تعریفیں ہیں۔) اور «وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ» (میں صبح وشام اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں، میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، شیطان مردود سے اس کی پھونک سے اس کی تھوک سے اور اس کے چوکے سے) عمرو کہتے ہیں: ''نفخ'' سے مراد تکبر، ''ھمز'' سے مراد موت اور ''نفث'' سے مراد شعر ہیں۔''

(مسند عليّ بن الجَعد : 105، مسند الإمام أحمد : 81,80/4، سنن أبي داوٗد : 764، سنن ابن ماجه : 708، المُنتقٰى لابن الجارُود : 180، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۷۹، ۱۷۸۰) نے

www.KitaboSunnat.com

''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۲۳۵) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر: ۳/ ۵۳۴) نے ''صحیح'' اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (نتائج الافکار: ۱/ ۴۱۲) نے ''حسن'' کہا ہے۔

❁ ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانُوا يُسِرُّونَ الْبَسْمَلَةَ وَالتَّعَوُّذَ فِي الصَّلَاةِ .

''لوگ (صحابہ وتابعین) نماز میں تعوذ وتسمیہ آہستہ آواز میں پڑھتے تھے۔''

(نَصب الرّاية للزّيلعي :358/1، وسندہٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ، ثُمَّ يَقُولُ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرَكَ، ثُمَّ يَقُولُ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَقُولُ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا ثَلَاثًا، أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهٖ، وَنَفْخِهٖ، وَنَفْثِهٖ، ثُمَّ يَقْرَأُ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو قیام کے لیے کھڑے ہوتے، تو اللہ اکبر کہتے، پھر «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرَكَ» پڑھتے، پھر تین دفعہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا پڑھتے، اس کے بعد تین دفعہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھتے، پھر پڑھتے: أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهٖ، وَنَفْخِهٖ، وَنَفْثِهٖ اس کے بعد (سورت فاتحہ کی) قرأت کرتے۔''

(سنن أبي داود : 775)

روایت ضعیف ہے۔ علل حدیث کے ماہرین نے اس روایت پر کلام کیا ہے۔

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيثُ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 242)

❀ امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ، يَقُولُونَ هُوَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ، عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا، اَلْوَهْمُ مِنْ جَعْفَرٍ .

''اس حدیث کے بارے میں محدثین کہتے ہیں کہ یہ علی بن علی عن الحسن کی سند سے مرسل ہے۔ اس حدیث میں جعفر (بن سلیمان) کو وہم ہوا ہے (اور انہوں نے اسے علی بن علی عن ابی المتوکل عن ابی سعید خدری عن النبی ﷺ کی سند سے نقل کر دیا)۔''

(سنن أبي داود، تحت الحديث : 775)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ تُكُلِّمَ فِي إِسْنَادِ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ .

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند میں (محدثین کی طرف سے)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کلام کیا گیا ہے۔“

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 242)

❀ حافظ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّهُمْ يُرْسِلُونَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”یقیناً محدثین اسے علی بن علی عن ابی المتوکل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند سے مرسل بیان کرتے ہیں۔“

(الأحكام الوُسطى :1/372)

❀ سیدنا ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ : أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ.

”اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو تین دفعہ اللہ اکبر کہتے، پھر تین دفعہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھتے، پھر تین دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہتے، پھر پڑھتے: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ۔“

(مسند الإمام أحمد : 5/253)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سند ضعیف ہے۔رجل مبہم ہے۔

(سوال): ایک یتیم بچے نے کسی کے حق میں اپنے مال کی وصیت کر دی، کیا وصیت نافذ ہوگی؟

(جواب): جو بچہ سن تمیز کو نہیں پہنچا، اس کی وصیت معتبر نہیں، وہ اپنے اچھے برے کی تمیز کی اہلیت نہیں رکھتا، لہٰذا اس کی وصیت کا کوئی اعتبار نہیں۔

❁ علامہ ابوالولید باجی رحمہ اللہ (۴۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الصَّغِيرُ الَّذِي لَا يُمَيِّزُ فَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي أَنَّهُ لَا يَجُوزُ وَصِيَّتُهُ.

''وہ چھوٹا بچہ، جو سن تمیز کو نہیں پہنچا، اس کی وصیت جائز نہیں، اس بارے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں۔''

(المُنتقٰی : 154/6)

(سوال): کیا عزل کے لیے بیوی کی اجازت ضروری ہے؟

(جواب): حمل کے ڈر سے مادہ تولید کو باہر خارج کرنا عزل کہلاتا ہے۔عزل ایک مباح اور جائز عمل ہے، بشرطیکہ خاوند کے ساتھ ساتھ بیوی بھی راضی ہو، کیونکہ جماع جس طرح شوہر کا حق ہے، اسی طرح بیوی کا بھی حق ہے، عزل جماع کی تکمیل کے منافی ہے، لہٰذا عزل کے لیے شوہر اور بیوی کی باہم رضامندی ضروری ہے، اگر بیوی یا شوہر میں سے کوئی راضی نہیں، تو عزل نہیں کرنا چاہیے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَيْضًا فِي أَنَّ الْحُرَّةَ لَا يُعْزَلُ عَنْهَا إِلَّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِإِذْنِهَا لِأَنَّ الْجِمَاعَ مِنْ حَقِّهَا وَلَهَا الْمُطَالَبَةُ بِهِ .

''اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ آزاد عورت (بیوی) سے عزل اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں، کیونکہ جماع عورت کے حقوق میں سے ہے اور وہ اس کا مطالبہ بھی کرسکتی ہے۔''

(التّمهيد : 148/3)

سوال: کیا جانوروں کو بلاوجہ تنگ کرنا گناہ ہے؟

جواب: مویشیوں پر احسان کرنا، ان کی دیکھ بھال کرنا، ان کی بھوک پیاس کا دیہان رکھنا اور انہیں گرمی سردی سے بچانا نیکی اور کارِ ثواب ہے۔ اس کے برعکس انہیں تنگ کرنا، انہیں تکلیف پہنچانا اور ان پر ظلم کرنا گناہ اور ناجائز ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا، فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ، يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ : لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ بِي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهٗ ثُمَّ أَمْسَكَهٗ بِفِيهِ، فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ ، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ فَقَالَ : نَعَمْ، فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ .

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص راستے میں جا رہا تھا، اسے سخت پیاس لگی، تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے ایک کنواں ملا، وہ کنوئیں میں اترا اور پانی پیا، باہر آیا، تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے تری چاٹ رہا ہے، آدمی نے سوچا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس لگی ہوئی ہے، جس طرح مجھے لگی تھی۔ تو وہ کنوئیں میں اترا، اپنے موزے میں پانی بھرا، پھر اسے منہ سے پکڑا (اور باہر لایا) اس نے کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس (کے عمل کی) قدر دانی کی اور اسے بخش دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا چوپائیوں (سے نیکی کرنے) میں بھی ہمارے لیے اجر وثواب ہے؟ فرمایا: جی ہاں، ہر تر جگر والے (جان دار) سے اچھا برتاؤ کرنے پر اجر ہے۔''

(صحيح البخاري: 6009، صحيح مسلم: 2244)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْإِسَاءَ ةَ إِلَى الْبَهَائِمِ وَالْحَيَوَانِ لَا يَجُوزُ وَلَا يَحِلُّ وَأَنَّ فَاعِلَهَا يَأْثَمُ فِيهَا لِأَنَّ النَّصَّ إِذَا وَرَدَ بِأَنَّ فِي الْإِحْسَانِ إِلَيْهِنَّ أَجْرًا وَحَسَنَاتٍ قَامَ الدَّلِيلُ بِأَنَّ فِي الْإِسَاءَ ةِ إِلَيْهِنَّ وِزْرًا وَذُنُوبًا وَاللّٰهُ يَعْصِمُ مَنْ يَشَاءُ وَهٰذَا مَا لَا شَكَّ فِيهِ وَلَا مَدْفَعَ لَهٗ ...... وَهُوَ أَمْرٌ لَا تَنَازُعَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِيهِ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ چوپائیوں اور حیوانوں کو تکلیف پہنچانا جائز اور حلال نہیں، نیز ایسا کرنے والا گناہ گار ہوگا، کیونکہ نص میں جب یہ وارد ہوا ہے کہ حیوانات سے نیکی کرنا اجر اور ثواب کا کام ہے، تو اس پر بھی دلیل قائم ہے کہ انہیں تکلیف پہنچانا گناہ ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے کہ (گناہوں وغیرہ سے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محفوظ رکھتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اور اس کا کوئی جواب نہیں۔...... یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس بارے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں۔''

(الاستذکار: 9/22)

سوال: مخلوق کے لیے ''عالم'' اور ''قادر'' نام رکھنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے ذاتی ناموں پر بندوں کے نام نہیں رکھے جا سکتے، مثلاً کسی کا نام ''اللہ'' یا ''الرحمٰن'' وغیرہ رکھنا ممنوع ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے دیگر نام یا دیگر صفات پر مخلوق کے نام رکھنا جائز ہے، مگر اللہ کے نام اور صفات کے معنی وہ ہوں گے، جو اس کی شایان شان ہے اور مخلوق کے ناموں کے معنی وہ ہوں گے، جو مخلوق کے لائق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو ہر اچھی صف میں کمال حاصل ہے، جبکہ مخلوق کے لیے ایسا نہیں، مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے ''الحی، العلیم، السمیع'' وغیرہ کے نام استعمال ہوئے ہیں، جبکہ یہی نام مخلوق کے لیے بھی استعمال ہوئے ہیں، تو معنی یہ ہوگا کہ جہاں یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوئے ہیں، وہاں ان کے معنی وہ ہیں، جو خالق کے شایان شان ہیں، یعنی صفتِ حیات، علم اور سمع وغیرہ باری تعالیٰ کے لیے صفاتِ کمال ہے کہ وہ ہمیشہ سے ان صفات سے متصف ہے اور ہمیشہ رہے گا، ان میں ذرا بھر بھی تعطیل نہیں۔

البتہ جہاں یہ الفاظ مخلوق کے لیے استعمال ہوئے ہیں، وہاں ان کا وہ معنی مراد ہے، جو مخلوق کے شایان شان ہے، یعنی مخلوق بھی ''حی، علیم اور سمیع'' وغیرہ ہے، مگر وہ نہ ہمیشہ سے ان صفات سے متصف تھی اور نہ ہمیشہ رہے گی، جبکہ خالق باری تعالیٰ کے لیے ایسا نہیں ہے، وہ ان صفات سے ہمیشہ سے متصف ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ لہٰذا خالق کیلئے صفات کمال ہیں، جبکہ مخلوق کے لیے یہ صفات کمال نہیں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گویا اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات دو طرح کے ہیں؛ ① جو باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، یہ نام اور صفات مخلوق کے لیے ثابت نہیں کی جا سکتیں۔ ② جن ناموں اور صفات کا استعمال مخلوق کے لیے بھی ہے اور خالق کے لیے بھی، تو ان میں مخلوق کی صفات ان کی شایان شان ہوں گی اور خالق کی صفات اس کے شایان شان، باری تعالیٰ کے اسماء وصفات صفت کمال سے متصف ہیں، جبکہ مخلوق کے لیے کمال نہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

الْأَسْمَاءُ وَالصِّفَاتُ نَوْعَانِ؛ نَوْعٌ يَخْتَصُّ بِهِ الرَّبُّ، مِثْلُ الْإِلٰهِ وَرَبِّ الْعَالَمِينَ وَنَحْوِ ذٰلِكَ، فَهٰذَا لَا يَثْبُتُ لِلْعَبْدِ بِحَالٍ، وَمِنْ هُنَا ضَلَّ الْمُشْرِكُونَ الَّذِينَ جَعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا، وَالثَّانِي : مَا يُوصَفُ بِهِ الْعَبْدُ فِي الْجُمْلَةِ، كَالْحَيِّ وَالْعَالِمِ وَالْقَادِرِ، فَهٰذَا لَا يَجُوزُ أَنْ يَثْبُتَ لِلْعَبْدِ مِثْلُ مَا يَثْبُتُ لِلرَّبِّ أَصْلًا، فَإِنَّهٗ لَوْ ثَبَتَ لَهٗ مِثْلُ مَا يَثْبُتُ لَهٗ لَلَزِمَ أَنْ يَجُوزَ عَلٰى أَحَدِهِمَا مَا يَجُوزُ عَلَى الْآخَرِ، وَيَجِبُ لَهٗ مَا يَجِبُ لَهٗ وَيَمْتَنِعُ عَلَيْهِ مَا يَمْتَنِعُ عَلَيْهِ، وَذٰلِكَ يَسْتَلْزِمُ اجْتِمَاعَ النَّقِيضَيْنِ .

''(باری تعالیٰ کے) اسماء وصفات کی دو قسمیں ہیں؛ ① وہ قسم، جو صرف رب تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، مثلاً الٰہ، رب العالمین وغیرہ، یہ قسم کسی طرح بھی مخلوق کے لیے ثابت نہیں۔ اسی وجہ سے مشرکین گمراہ ہو گئے، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے۔ ② وہ قسم، جن کے ساتھ مجموعی طور پر (اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے) بندے کو بھی متصف کیا گیا ہے، جیسے صفت حی، عالم، قادر۔ تو ان اسماء وصفات کو بندے کے حق اس طرح ثابت کرنا بالکل بھی جائز نہیں، جس طرح وہ رب تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں، کیونکہ اگر بندے کے لیے اسی طرح ثابت کی جائے، جس طرح اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے، تو یہ لازم آئے گا کہ بندے کے لیے وہ جائز ہے، جو رب کے لیے جائز ہے، بندے کے لیے وہ واجب ہے، جو رب تعالیٰ کے لیے واجب ہے اور بندے کے لیے وہ ممتنع ہے، جو رب تعالیٰ کے لیے ممتنع ہے۔ اس سے اجتماع نقیضین لازم آئے گا۔''

(مِنھاج السُّنة : 596/2)

سوال: کیا مدینہ طیبہ دیگر شہروں سے افضل ہے؟

جواب: مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کی افضلیت کے بارے میں اہل علم کا اختلاف معروف ہے، راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ سے افضل ہے، البتہ اس میں تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ مدینہ طیبہ کو مکہ کے علاوہ دیگر تمام شہروں مثلاً یمن، عراق اور شام وغیرہ پر افضلیت حاصل ہے۔ مدینہ طیبہ میں سکونت اختیار کرنے کی فضیلت کئی احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

اہل علم نے مدینہ طیبہ کی فضیلت پر کتابیں تصنیف کی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی صحیح بخاری میں ایک کتاب بنام ''کتاب فضائل المدینہ'' درج کی ہے اور اس میں کئی احادیث نقل کی ہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَأْوَاءِ الْمَدِينَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي، إِلَّا كُنْتُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْ شَهِيدًا .

''میری اُمت میں سے جو شخص بھی مدینہ کی تنگ دستی اور مشقت پر صبر کرے گا (اور وہیں فوت ہو جائے گا، تو) میں روز قیامت اس کے لیے سفارش کروں گا یا (فرمایا:) اس کے حق میں گواہی دوں گا۔''

(صحيح مسلم : 1378)

❀ سیدنا سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تُفْتَحُ الْيَمَنُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ، فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، وَتُفْتَحُ الشَّأْمُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ، فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ، فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ .

''یمن فتح ہوگا، تو کچھ لوگ اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں اور جو لوگ ان کی بات مان لیں گے، کو سوار کر کے (مدینہ سے یمن کی طرف) لے جائیں گے، حالانکہ اگر وہ جان لیں، تو ان کے لیے مدینہ بہتر ہو گا۔ پھر جب شام فتح ہوگا، تو کچھ لوگ اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں اور جو لوگ ان کی بات مان لیں گے، کو سوار کر کے (مدینہ سے شام کی طرف) لے جائیں گے، حالانکہ اگر انہیں معلوم ہو جائے، تو ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے مدینہ بہتر ہوگا۔ پھر جب عراق فتح ہوگا، تو کچھ لوگ اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں اور جو لوگ ان کی بات مان لیں گے، کو سوار کر کے (مدینہ سے عراق کی طرف) لے جائیں گے، حالانکہ اگر انہیں معلوم ہو جائے، تو ان کے لیے مدینہ بہتر ہوگا۔''

(صحيح البخاري : 1875، صحيح مسلم : 1388)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَضْلُ الْمَدِينَةِ عَلَى الْيَمَنِ وَعَلَى الشَّامِ وَعَلَى الْعِرَاقِ وَهُوَ أَمْرٌ مُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِيهِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ مدینہ کو یمن، شام اور عراق پر فضیلت حاصل ہے۔ یہ اجماعی بات ہے، اس میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔''

(التّمهيد : 224/22)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی شرعی حکم نازل ہو سکتا ہے؟

جواب: شرعی احکام کا ثبوت وحی پر موقوف ہے اور نبی کریم ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے، اب نہ کوئی نیا نبی پیدا ہو گیا اور نہ وحی آئے گی۔ قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع اُمت اس پر بین دلیل ہیں۔

❀ علامہ ابن الوزیر رحمہ اللہ (۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأُمَّةَ أَجْمَعَتْ عَلَى انْقِطَاعِ الْوَحْيِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهٗ لَا طَرِيقَ لِأَحَدٍ مِّنْ بَّعْدِهٖ إِلٰى مُعَارَضَةِ مَا جَاءَ بِهٖ فَمَنِ ادَّعٰى ذٰلِكَ وَجَوَّزَ تَغْيِيرَ شَيْءٍ مِّنَ الشَّرِيعَةِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِذٰلِكَ، فَكَافِرٌ بِالْإِجْمَاعِ .

”امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور آپ ﷺ کی شریعت سے معارضہ کی گنجائش باقی نہیں رہی، اب جو اس قسم کا دعوی کرتا ہے یا شریعت کے کسی جز میں تغیر وتبدل کی بات کرتا ہے، تو وہ بالاجماع کافر ہے۔“

(إيثار الحق، ص 72)

سوال: زہریلی شے کے ڈسنے پر دم جائز ہے؟

جواب: زہریلی شے کے ڈسنے پر دَم کرنا جائز ہے، بشرطیکہ شرعی نقطہ نظر سے وہ کلمات جائز ہوں، شرکیہ یا بدعی کلمات نہ ہوں۔ کتاب وسنت میں دَم کا جواز مشہور ومعروف ہے، نیز اس پر اُمت کا اجماع ہے۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَّنَا فَنَزَلْنَا، فَجَاءَ تْ جَارِيَةٌ، فَقَالَتْ : إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ، وَإِنَّ نَفَرَنَا غَيْبٌ، فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ؟ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَّا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ، فَرَقَاهُ فَبَرَأَ، فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِيْنَ شَاةً، وَسَقَانَا لَبَنًا، فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ : أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً أَوْ كُنْتَ تَرْقِي؟ قَالَ : لَا، مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ، قُلْنَا : لَا تُحْدِثُوْا شَيْئًا حَتّٰى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : وَمَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كَانَ يُدْرِيْهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟ اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ .

’’کسی سفر کے دوران ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، تو ایک بچی آ کر کہنے لگی: اس قبیلے کے سردار کو بچھو وغیرہ نے کاٹ لیا ہے اور ہمارے معالج غائب ہیں۔ کیا آپ میں کوئی دم کرنا جانتا ہے؟ ایک صحابی اس کے ساتھ چل دیئے۔ ہم نے انہیں کبھی دم کرتے نہیں دیکھا تھا، لیکن انہوں نے دم کیا اور وہ سردار صحت یاب ہو گیا۔ سردار نے انہیں تیس بکریاں دیں اور ہمیں دودھ بھی پلایا، وہ بکریاں لے کر آ گئے، تو ہم نے پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ دم کیسے کیا جاتا ہے؟ کہنے لگے: نہیں، میں نے تو بس سورت فاتحہ پڑھی اور دم کر دیا۔ بکریوں کے بارے میں ہم نے طے کیا، کہ اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کریں گے، جب تک رسول اللہ ﷺ سے پوچھ نہ لیں۔ پھر ہم مدینہ منورہ پہنچے تو نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ سورت فاتحہ سے دم کیا جاتا ہے؟ بکریوں کو آپس میں تقسیم کر لیں اور میرا حصہ بھی رکھیے گا۔‘‘

(صحيح البخاري: 5007، صحيح مسلم: 2201)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

’’نبی کریم ﷺ رات سونے کے لئے بستر پر تشریف لے جاتے، تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے، ان میں پھونک مارتے، سورت الاخلاص، سورت الناس اور سورت الفلق پڑھتے۔ پھر اپنے جسم مبارک پر جہاں تک ہو سکتا، دونوں ہتھیلیاں پھیرتے۔ پہلے سر پر ہاتھ پھیرتے، پھر چہرہ مبارک اور سامنے کے بدن پر پھیرتے، یہ عمل تین دفعہ دہراتے۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 5017)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے، تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدت اختیار کر گئی، تو میں معوذات پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھونکتی اور برکت کے لیے آپ کا دست مبارک آپ کے جسم اطہر پر پھیرتی۔''

(صحيح البخاري : 5016؛ صحيح مسلم : 2192)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کسی کو پھوڑا یا پھنسی کی شکایت ہوتی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انگلی اس طرح رکھتے (یہاں راوی نے انگلی زمین پر رکھ کر دکھائی) اور فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفٰى سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا .

''اللہ کے نام کی بدولت، ہماری زمین کی مٹی اور ہمارے کسی فرد کے لعاب دہن کے ساتھ، ہمارا مریض اللہ کے اذن سے شفا پائے۔''

(صحيح البخاري : 574؛ صحيح مسلم : 2194)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمارے اہل خانہ سے کوئی بیمار ہو جاتا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تعوذ کہتے اور دایاں ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے:

أَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَاسَ، اشْفِهٖ وَأَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا .

''اللہ! اے انسانوں کے خالق و مالک اور مدبر! یہ تکلیف دور فرما! تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا نہیں دے سکتا، ایسی شفا عطا کر، جس کے بعد بیماری بالکل نہ رہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 5743؛ صحيح مسلم :2191)

❁ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ان الفاظ کے ساتھ دم کرتے :

اِمْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، بِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا اَنْتَ .

''انسانوں کے رب! تیرے ہاتھ میں شفا ہے، یہ تکلیف تیرے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا۔''

(صحيح البخاري : 5744)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا اور فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کا دم ہے:

اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ الْبَاسِ، اشْفِ اَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا اَنْتَ، شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا .

''پرودگار عالم! اے تکلیف دور کرنے والے! شفا دے، تو شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا نہیں دے سکتا، ایسی شفا دے کہ اس کے بعد بیماری نہ رہے۔''

(صحيح البخاري : 5742)

❁ سیدنا عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جسم میں تکلیف ہے، فرمایا:

''جسم کے جس حصے میں تکلیف محسوس ہو، اس جگہ ہاتھ رکھیں، تین مرتبہ بسم اللہ پڑھیں اور سات مرتبہ یہ کلمات پڑھیں:

اَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ .

''مجھے جو تکلیف لاحق ہے، اس کے شر سے اللہ اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحیح مسلم : 2202)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي جَوَازِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ أَوِ الْحُمَةِ وَهِيَ لَدْغَةُ الْعَقْرَبِ وَمَا كَانَ مِثْلَهَا إِذَا كَانَتِ الرُّقْيَةُ بِأَسْمَاءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِمَّا يَجُوزُ الرَّقْيُ بِهٖ وَكَانَ ذٰلِكَ بَعْدَ نُزُولِ الْوَجَعِ وَالْبَلَاءِ وَظُهُورِ الْعِلَّةِ وَالدَّاءِ .

''اس بارے میں مجھے اہل علم کے مابین کسی اختلاف کا علم نہیں کہ نظر، بچھو کے ڈسنے یا اس جیسے عارضے کی وجہ سے دَم کرنا جائز ہے، بشرطیکہ دَم اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ یا جائز کلمات کے ساتھ ہو اور بیماری وآزمائش کے نازل اور ظاہر ہونے کے بعد کیا جائے۔''

(الاستذکار : 405/8)

درست بات یہی ہے کہ بیماری کے نازل ہونے سے پہلے بھی جسم کو دَم کیا جا سکتا ہے، نبی کریم ﷺ سے ایسے وظائف واوراد ثابت ہیں، جن کو پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے، تا کہ فلاں فلاں مصیبت نازل نہ ہو یا کوئی زہریلی شے کے ڈسنے سے نقصان نہ ہو، وغیرہ۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۴۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا کھیرا بکرا کی قربانی جائز ہے؟

جواب: کھیرے بکرے کی قربانی جائز نہیں، احادیث صحیحہ اور اجماع اُمت اسی پر دلالت کرتے ہیں۔ قربانی کے بکرے، گائے اور اونٹ کا کم سے کم دوندا ہونا ضروری ہے۔ البتہ اگر دوندا جانور ملنا مشکل ہو، تو بھیڑ کی نسل سے کھیرا جانور ذبح کیا جاسکتا ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ .

”دوندا جانور ہی ذبح کریں، تنگی کی صورت میں بھیڑ کی نسل سے جذعہ ذبح کرلیں۔“

(صحيح مسلم : 1963)

اس حدیث میں مذکورہ حکم عام ہے اور ہر جانور کو شامل ہے، وہ بکری کی جنس ہو یا بھیڑ کی، گائے کی جنس ہو یا اونٹ کی، سب کا دوندا ہونا ضروری ہے، وہ صحیح احادیث جن میں بھیڑ کے جَذَعَةٌ کی قربانی کا جواز ہے، وہ تنگی پر محمول ہیں، یعنی دوندا جانور نہ ملے، تو ایک سال کا دنبہ یا بھیڑ ذبح کی جاسکتی ہے، اس طرح تمام احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

تنگی کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

① دوندا جانور دستیاب نہ ہونا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

② قوت خرید سے باہر ہونا۔

❀ سیدنا ابو بردہ بن دینار انصاری رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے ہی قربانی کر لی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا، عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے پاس کھیرا بکرا ہے، جو دوندا سے بہتر ہے۔ فرمایا:

اِذْبَحْهَا، وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ .

''آپ اسی کی قربانی کر سکتے ہیں، لیکن کسی اور کے لیے کھیرا بکرا کفایت نہیں کرے گا۔''

(صحيح البخاري : 968، صحيح مسلم :1961)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ خِلَافًا أَنَّ الْجَذَعَ مِنَ الْمَعزِ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُضَحّٰى بِهٖ غَيْرَ الضَّأْنِ لَا يَجُوزُ وَإِنَّمَا يَجُوزُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ الثَّنِيُّ فَصَاعِدًا .

''اس بارے میں مجھے کسی اختلاف کا علم نہیں کہ چھترے کے علاوہ بکرے اور دیگر جن جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے، ان میں کھیرے جانور کی قربانی جائز نہیں، ان سب میں دوندے یا اس سے بڑے عمر کا جانور جائز ہے۔''

(التّمهيد : 188/23)

سوال: کیا بغیر حق مہر کے کسی عورت سے نکاح کیا جا سکتا ہے؟

جواب: نکاح کے صحیح ہونے کے لیے حق مہر کا ہونا ضروری ہے، اگر کوئی بغیر مہر نکاح کر لے، تو وہ نکاح باطل ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۞ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِي هٰذَا بَيْنَ الْعُلَمَاءِ .

”(بغیر حق مہر کے کوئی عورت کسی مرد کو اپنا آپ ہبہ نہیں کر سکتی، یہ صرف نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے، بلکہ نکاح کے لیے حق مہر ہونا ضروری ہے۔) اس میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔“

(شرح صحيح البخاري : 220/7)

سوال: ایک شخص کی دو بیویاں ہیں، وہ ہر بیوی کے پاس ایک ایک دن ٹھہرتا ہے، اسے ایک بیوی سے ضروری کام ہے، مگر وہ دن اس بیوی کا نہیں، تو کیا وہ ضروری کام کے لیے بیوی کے گھر جا سکتا ہے؟

جواب: ضروری کام کے لیے کسی بھی بیوی کے گھر جا سکتا ہے، خواہ وہ اس کا دن ہو یا نہ ہو، اس میں کوئی حرج نہیں۔

۞ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَ دُخُولُهٗ عَلَى امْرَأَتِهٖ فِي غَيْرِ يَوْمِهَا دُخُولًا خَفِيفًا فِي حَاجَةٍ يَقْضِيهَا فَلَا أَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي جَوَازِ ذٰلِكَ .

”اگر کوئی شخص اپنے بیوی کے پاس اس کی باری کے علاوہ کسی دن تھوڑی دیر ضروری کام کرنے کے لیے جائے، تو اہل علم کے مابین اس کے جواز میں مجھے کسی اختلاف کا علم نہیں۔“

(شرح صحيح البخاري : 343/7)

بلکہ اگر ضرورت نہ بھی ہو، تب بھی تمام بیویوں کے گھروں میں جایا جا سکتا ہے، البتہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طویل نشست اسی بیوی کے گھر میں ہونی چاہیے، جس کے یہاں اس دن باری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی ہر بیوی کی باری مقرر کی تھی، مگر اس کے باوجود ہر بیوی کے گھر چلے جاتے تھے۔ کئی احادیث میں اس کا ثبوت ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ أَجَازَ عَلٰى نِسَائِهٖ فَيَدْنُو مِنْهُنَّ .

''نبی کریم ﷺ عصر کی نماز کے بعد اپنی تمام بیویوں کے یہاں چکر لگاتے اور ان کے پاس بیٹھتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 6972، صحيح مسلم : 1474)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلٰى نِسَائِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ، وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ .

''نبی کریم ﷺ نے ایک ہی رات میں اپنی تمام بیویوں سے ازدواج قائم کیا۔ ان دنوں نبی کریم ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔''

(صحيح البخاري : 5215، صحيح مسلم : 309)

سوال: بغیر عذر فرض نماز بیٹھ کر پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جس شخص کو کوئی عذر نہ ہو، اس کے لیے فرض نماز کے قیام میں کھڑے ہونا فرض اور واجب ہے۔ جانتے بوجھتے بغیر عذر بیٹھ کر فرض نماز پڑھنا گناہ ہے اور ایسی نماز کا اعادہ ضروری ہے، یہی حکم رکوع اور سجود کا ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ مَنْ صَلَّى جَالِسًا فَرِيضَةً وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى الْقِيَامِ أَنَّ ذٰلِكَ لَا يُجْزِيهِ وَأَنَّ الْقِيَامَ فَرْضٌ عَلٰى كُلِّ مَنْ قَدَرَ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ الرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ .

”اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ جس نے فرض نماز بیٹھ کر پڑھی، جبکہ وہ کھڑے ہونے کی استطاعت رکھتا تھا، تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔ نیز (نماز میں) کھڑا ہونا ہر اس شخص پر فرض ہے، جو کھڑے ہونے کی استطاعت رکھتا ہے۔ یہی حکم رکوع اور سجود کا ہے۔“

(التّمهيد : 189/10)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْفَرْضُ فَإِنَّ الصَّلَاةَ قَاعِدًا مَعَ قُدْرَتِهٖ عَلَى الْقِيَامِ لَمْ يَصِحَّ فَلَا يَكُونُ فِيهِ ثَوَابٌ بَلْ يَأْثَمُ بِهٖ قَالَ أَصْحَابُنَا : وَإِنِ اسْتَحَلَّهٗ كَفَرَ وَجَرَتْ عَلَيْهِ أَحْكَامُ الْمُرْتَدِّينَ كَمَا لَوِ اسْتَحَلَّ الزِّنٰى وَالرِّبَا أَوْ غَيْرَهٗ مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ الشَّائِعَةِ التَّحْرِيمِ .

”کھڑے ہونے کی استطاعت ہے، مگر اس کے باوجود فرض نماز بیٹھ پڑھے، تو وہ نماز صحیح نہیں، نہ اس میں ثواب ہے، بلکہ وہ گناہ گار ہو گا، ہمارے شوافع اصحاب تو کہتے ہیں کہ اگر وہ ایسا کرنے کو حلال سمجھے، تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس پر مرتدین کے احکام جاری ہوں گے، یہ ایسے ہی ہے، جیسے کوئی شخص زنا، سود یا کسی مشہور حرام کام کو حلال قرار دے۔“

(شرح مسلم : 14/6)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: نبی کریم ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا گیا، آپ ﷺ نہ اس سے منع فرمایا اور نہ اس کی ترغیب دی، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے سامنے کوئی عمل کیا جائے اور آپ ﷺ اس پر نکیر نہ فرمائیں یا اس پر کراہت کا اظہار نہ فرمائیں، تو وہ عمل لازمی طور پر جائز اور مباح ہوگا، اسے حدیث تقریر کہتے ہیں۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کسی ناجائز اور حرام کام پر خاموش نہیں رہتے، بلکہ آپ ﷺ لازمی نکیر فرماتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے سامنے کیے اُن کاموں کو بطور جواز پیش کرتے تھے، جن پر نبی کریم ﷺ نے نکیر نہیں فرمائی ہوتی تھی۔

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

تَرْكُ النَّكِيرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةٌ وَسُنَّةٌ يَلْزَمُ أُمَّتَهُ الْعَمَلُ بِهَا لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي ذٰلِكَ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجُوزُ أَنْ يَرٰى أَحَدًا مِّنْ أُمَّتِهٖ يَقُولُ قَوْلًا أَوْ يَفْعَلُ فِعْلًا مَحْظُورًا فَيُقِرُّهٗ عَلَيْهِ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَرَضَ عَلَيْهِ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ، فَإِذَا كَانَ كَذٰلِكَ عُلِمَ أَنَّهٗ لَا يَرٰى أَحَدًا عَمِلَ شَيْئًا فَيُقِرُّهٗ عَلَيْهِ إِلَّا وَهُوَ مُبَاحٌ لَّهٗ .

''نبی کریم ﷺ کی طرف سے (کسی کام پر) نکیر نہ کرنا، حجت اور سنت ہے، امت کے لیے اس پر عمل کرنا لازم (مباح یا سنت) ہے۔ اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کے حق میں ایسا جائز نہیں کہ وہ اُمت کے کسی فرد کو کوئی حرام بات کرتے یا حرام کام کرتے دیکھیں، مگر اسے اس عمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر قائم رکھیں (اور منع نہ کریں)، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر منکر کاموں سے منع کرنا فرض کیا ہے۔ لہٰذا جب بات ایسے ہے، تو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ جس شخص کو بھی کوئی کام کرتا دیکھیں اور اس عمل پر قائم رہنے دیں (منع نہ کریں،) تو وہ عمل اس کے لیے مباح ہوگا۔''

(شرح صحيح البخاري : 10/386)

مثال کے طور پر عزل کے جواز پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی دلیل پیش کی ہے کہ ہم عہد نبوی میں عزل کرتے تھے، مگر نہ قرآن نے ہمیں منع کیا اور نہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں منع کیا، لہٰذا نبی کریم ﷺ کا منع نہ کرنا اس کے جواز کی دلیل ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ .

''ہم عہد نبوی میں عزل کیا کرتے تھے اور قرآن نازل ہوتا تھا۔''

(صحيح البخاري : 5209، صحيح مسلم : 1440)

❁ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

لَوْ كَانَ شَيْئًا يُنْهٰى عَنْهُ لَنَهَانَا عَنْهُ .

''اگر کوئی قابل ممانعت چیز ہوتی، تو رسول اللہ ﷺ ہمیں اس سے منع کر دیتے۔''

❁ یہ الفاظ بھی ہیں:

فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَنْهَنَا .

''یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی، تو آپ نے اس سے منع نہیں کیا۔''

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سانڈے کے گوشت کی حلت پر بھی یہی دلیل پیش کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ سانڈا نبی کریم ﷺ کے سامنے کھایا گیا اور آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا، اگر سانڈ احرام ہوتا، تو ضرور بالضرور اسے کھانے سے منع فرما دیتے۔

❁ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ، فَأَهْوٰى إِلَيْهِ لِيَأْكُلَ، فَقِيلَ لَهٗ : إِنَّهٗ ضَبٌّ، فَأَمْسَكَ يَدَهٗ، فَقَالَ خَالِدٌ : أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ : لَا، وَلٰكِنَّهٗ لَا يَكُونُ بِأَرْضِ قَوْمِي، فَأَجِدُنِي أَعَافُهٗ فَأَكَلَ خَالِدٌ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ .

’’نبی کریم ﷺ کے پاس بھنا ہوا سانڈے کا گوشت لایا گیا، نبی کریم ﷺ کھانے کے لیے بڑھے، تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ سانڈے کا گوشت ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ روک لیا، خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: نہیں، مگر یہ میرے علاقے میں نہیں ہوتا، اس لیے میں اس سے پرہیز کرتا ہوں۔ تو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ (وہ سانڈا) کھانے لگے اور رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔‘‘

(صحیح البخاري : 5400، صحیح مسلم : 1946)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

تَرَكَ الضَّبَّ تَقَذُّرًا، وَأُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا، مَا أُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ نے سانڈے کو ناپسندیدگی کی وجہ سے ترک کیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان پر سانڈا کھایا گیا، اگر یہ حرام ہوتا، تو رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان پر نہ کھایا جاتا۔“

(صحيح البخاري : 2575، صحيح مسلم : 1947)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی یہی سمجھتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کا کسی عمل کو دیکھ کر اس سے منع نہ کرنا اس عمل کے جواز کی دلیل ہے۔ اسی کو ”تقریری حدیث“ کہتے ہیں۔

سوال: عیدین کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا ممنوع اور حرام ہے۔ اس دن کسی قسم کا روزہ نہیں رکھا جا سکتا، نہ فرض، نہ نفل اور نہ ہی نذر کا روزہ۔ اگر کوئی عیدین کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانے، تو یہ نذر معصیت ہے، اسے پورا کرنا جائز نہیں۔

❁ زیاد بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ : نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ كُلَّ يَوْمِ ثَلَاثَاءَ أَوْ أَرْبِعَاءَ مَا عِشْتُ، فَوَافَقْتُ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ : أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ، وَنُهِينَا أَنْ نَصُومَ يَوْمَ النَّحْرِ .

”میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے سوال کیا: میں نے نذر مانی ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا ہر منگل یا بدھ کے دن روزہ رکھوں گا، اب یہ دن عید الاضحیٰ کو آ گیا ہے (میں کیا کروں؟) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نذریں پوری کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن ہمیں عید الاضحیٰ کو روزہ رکھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحیح البخاري : 6706، صحیح مسلم : 1139)

❁ علامہ ابومطرف قنازعی رحمہ اللہ (۴۱۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يُصَامُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کو روزہ نہیں رکھا جائے گا۔''

(تفسیر الموطأ : 218/2)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

صِيَامُ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّهٗ لَا يَجُوزُ عَلٰى حَالٍ مِّنَ الْأَحْوَالِ لَا لِمُتَطَوِّعٍ وَلَا لِنَاذِرٍ وَلَا لِقَاضٍ فَرْضًا وَلَا لِمُتَمَتِّعٍ لَا يَجِدُ هَدْيًا وَلَا لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ كُلِّهِمْ أَنْ يُصُومَهُمَا، وَهُوَ إِجْمَاعٌ لَا تَنَازُعَ فِيهِ فَارْتَفَعَ الْقَوْلُ فِي ذٰلِكَ وَهُمَا يَوْمَانِ حَرَامٌ صِيَامُهُمَا فَمَنْ نَذَرَ صِيَامَ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فَقَدْ نَذَرَ مَعْصِيَةً .

''اس میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ عیدین کے دن روزہ رکھنا کسی صورت بھی جائز نہیں، نہ نفل والے کے لیے، نہ نذر والے کے لیے، نہ کسی فرض روزے کی قضا دینے والے کے لیے، نہ حج تمتع کرنے والے ایسے شخص کے لیے، جس کے پاس ہدی نہ ہو، نہ کسی بھی دوسرے شخص کے لیے۔ اس پر اجماع ہے، کوئی اختلاف نہیں، لہٰذا اس میں بحث کرنے نے گنجائش نہیں۔ یہ دو دن ایسے ہیں کہ ان میں روزہ رکھنا حرام ہے، لہٰذا جس نے ان دونوں میں سے کسی دن بھی روزہ رکھنے کی نذر مانی، تو یقیناً اس نے معصیت کی نذر مانی۔''

(التّمهيد : 26/13)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

معصیت اور حرام کام کی نذر ماننا بھی حرام ہے اور اسے پورا کرنا بالکل جائز نہیں، بلکہ اس کا کفارہ ادا کیا جائے گا۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَذَرَ أَنْ يُّطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهٖ .

''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانی ہے، وہ اس کی اطاعت کرے (یعنی نذر پوری کرے) اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی ہے، وہ نافرمانی نہ کرے (یعنی نذر پوری نہ کرے)۔''

(صحيح البخاري : 6696، 6700، موطأ الإمام مالك : 476/2)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَكَفَّارَتُهُ الْوَفَاءُ بِهٖ، وَمَا كَانَ لِلشَّيْطَانِ فَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ .

''نذر دو طرح کی ہوتی ہے، جو نذر اللہ کے لیے ہوتی ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے پورا کیا جائے اور جو نذر شیطان کے لیے ہوتی ہے، اسے پورا کرنا درست نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 72/10، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۳۵) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نَحْنُ وُقُوفٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ عَلٰى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةً وَعَتِيرَةً .

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ میدان عرفات میں وقوف کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! یقیناً ہر گھر والے پر ہر سال ایک قربانی اور ایک عتیرہ لازم ہے۔''

(سنن أبي داود : 2788، سنن النّسائي : 4224، سنن التّرمذي : 1518، سنن ابن ماجه : 3125)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ابو رملہ مجہول ہے۔

❁ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(مصنّف عبد الرزّاق : 8001، 8159، المُعجم الكبير للطّبراني : 311/20، معرفة الصّحابة لأبي نعيم : 2176)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عبد الکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے۔

② حبیب بن مخنف مجہول ہے۔

تنبیہ:

مسند احمد (۷٦/۵) کی سند ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ مرسل بھی ہے، حبیب بن مخنف مجہول تابعی ہیں۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفُ الْمَخْرَجِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔''

(مَعالِم السّنن : 226/2)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا حُجَّةَ فِيهِ؛ لِضَعْفِهِ .

''ضعیف ہونے کی وجہ سے یہ حدیث نا قابل حجت ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : 378/5)

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ضَعِيفُ الْإِسْنَادِ .

''یہ حدیث غریب (منکر) اور ضعیف الاسناد ہے۔''

(شرح السّنّة : 350/4)

❁ حافظ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِيثِ ضَعِيفٌ .

''اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔''

(الأحكام الوُسطٰى : 126/4)

❁ حافظ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(بَيان الوَهم والإيهام : 577/3)

❁ حافظ ابن دحیہ کلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(أداء ما وَجَب، ص 40)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(الدّراية : 213/2)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ عَلٰى مِنْبَرِي فَاقْتُلُوهُ .

''جب آپ معاویہ کو میرے منبر پر دیکھیں، تو اسے قتل کر دیں۔''

(الكامل لابن عدي : 491/2)

جواب: سند باطل ہے۔

① حکم بن ظہیر متروک و کذاب اور وضاع ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَامَّةُ أَحَادِيثِهِ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ .

''اس کی اکثر احادیث غیر محفوظ ہیں۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 495/2)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَشْتُمُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِي عَنِ الثِّقَاتِ الْأَشْيَاءَ الْمَوْضُوعَاتِ .

''یہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا تھا، اس نے ثقہ راویوں سے منسوب من گھڑت روایات بیان کر رکھی ہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(كتاب المَجروحين :250/1)

② عباد بن یعقوب رواجنی رافضی ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَافِضِيًّا دَاعِيَةً إِلَى الرَّفْضِ وَمَعَ ذٰلِكَ يَرْوِي الْمَنَاكِيرَ عَنْ أَقْوَامٍ مَشَاهِيرَ فَاسْتَحَقَّ التَّرْكَ .

''یہ رافضی تھا اور رافضیت کی طرف دعوت دیتا تھا، اس کے ساتھ ساتھ اس نے مشہور راویوں سے منسوب منکر روایات بیان کر رکھی ہیں لہٰذا یہ متروک ہونے کا مستحق ہے۔''

(كتاب المَجروحين : 172/2)

❀ اس روایت کو امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''موضوع'' قرار دیا ہے۔

(كتاب المَجروحين :250/1)

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس روایت کو من گھڑت قرار دیا ہے۔

(اللآلي المَصنوعة :388/1)

تنبیہ:

انساب الاشراف للبلاذری (۱۳۰/۵) میں حکم بن ظہیر اور عباد بن یعقوب رواجنی کی متابعت ہوئی ہے۔مگر بلاذری کی نقل معتبر نہیں۔

① یہ کتاب بے سند ہے۔

② صاحب کتاب کی معتبر توثیق نہیں۔

لہٰذا یہ متابعت مفید نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ عَلٰى مِنْبَرِي فَاقْتُلُوهُ .

''جب آپ معاویہ کو میرے منبر پر دیکھیں، تو اسے قتل کر دیں۔''

(الكامل لابن عدي : 382/2)

سند ضعیف ہے۔علی بن زید بن جدعان ضعیف و مدلس ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَهِمُ فِي الْأَخْبَارِ وَيُخْطِئُ فِي الْآثَارِ حَتّٰى كَثُرَ ذٰلِكَ فِي أَخْبَارِهٖ وَتَبَيَّنَ فِيهَا الْمَنَاكِيرُ الَّتِي يَرْوِيهَا عَنِ الْمَشَاهِيرِ فَاسْتَحَقَّ تَرْكَ الْاِحْتِجَاجِ بِهٖ .

''علی بن جدعان احادیث میں وہم کا شکار ہو جاتا تھا اور آثار میں غلطیاں کرتا تھا، حتیٰ کہ اس کی روایات میں غلطیاں بہت زیادہ ہو گئیں اور ان میں منکر روایات ظاہر ہوئیں، جنہیں اس نے مشہور راویان حدیث سے منسوب کر رکھا ہے، لہٰذا یہ مستحق ہے کہ اس سے حجت نہ پکڑی جائے۔''

(كتاب المَجروحين : 103/2)

❁ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(الكامل لابن عدي : 168/8)

سند ضعیف ہے۔مجالد بن سعید ضعیف وسیء الحفظ ہے۔

❁ کتاب المجروحین لابن حبان (۱/ ۱۵۷) والی سند بھی جھوٹی ہے۔

① احمد بن محمد بن عمرو بن مصعب بن بشر کذاب و وضاع ہے۔

www.KitaboSunnat.com

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضَعُ الْحَدِيثَ .

''یہ حدیثیں گھڑتا تھا۔''

(الضّعفاء والمتروكون : 60)

② اس کے باپ اور چچا کا کوئی علم نہیں۔

حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَاقْتُلُوهُ .

''جب آپ معاویہ کو میرے منبر پر دیکھیں، تو اسے قتل کر دیں۔''

(الكامل لابن عدي : 176/6، تاريخ بغداد للخطيب : 77/14)

جھوٹی اور مرسل روایت ہے۔

① عمرو بن عبید بن باب متروک وکذاب ہے۔

② حسن بصری رحمہ اللہ کی مرسل ہے۔

اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(أنساب الأشراف للبلاذُري : 128/5)

سند باطل ہے۔

① حسن بصری رحمہ اللہ کی مرسل ہے۔

② انساب الاشراف بے سند کتاب ہے۔

③ صاحب کتاب علامہ بلاذری کی معتبر توثیق نہیں۔

④ اسماعیل بن ابی خالد اور اعمش دونوں مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۞ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تَصِحُّ فِي هٰذِهِ الْمُتُونِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَيْءٌ مِنْ وَجْهٍ يَثْبُتُ.

''یہ الفاظ نبی کریم ﷺ سے کسی ثابت سند کے ساتھ منقول نہیں۔''

(الضّعفاء الکبیر: 114/1)

۞ علامہ جورقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ بَاطِلٌ، لَا أَصْلَ لَهٗ فِي الْأَحَادِيثِ.

''یہ حدیث من گھڑت اور باطل ہے، احادیث میں اس کی کوئی اصل نہیں۔''

(الأباطیل والمَناکیر: 351/1)

۞ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْأَسَانِيدُ كُلُّهَا فِيهَا مَقَالٌ.

''ان تمام سندوں میں ضعف ہے۔''

(تاریخ دِمَشق: 157/59)

۞ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔''

(المَوضوعات: 266/2)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ عِنْدَ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيثِ كَذِبٌ مَوْضُوعٌ مُخْتَلَقٌ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''علم حدیث کے ماہرین (محدثین) کے نزدیک یہ روایت جھوٹی اور من گھڑت ہے، اسے گھڑ کر نبی کریم ﷺ سے منسوب کر دیا گیا۔''

(مِنھاج السّنة : 380/4)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ كَذِبٌ بِلَا شَكٍّ وَلَوْ كَانَ صَحِيحًا لَبَادَرَ الصَّحَابَةُ إِلٰى فِعْلِ ذٰلِكَ لِأَنَّهُمْ كَانُوا لَا تَأْخُذُهُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ .

''بے شک یہ حدیث جھوٹی ہے، اگر یہ حدیث ثابت ہوتی، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے بڑھ کر اس حکم کی تعمیل کرتے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ (کے حکم کی تعمیل) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔''

(البداية والنّهاية : 135/8)

سوال: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ خطبہ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ شریک بن ارطاۃ عامری سے مروی ہے:

أُتِيَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقِيلَ : إِنَّ هَاهُنَا قَوْمًا عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ رَبُّهُمْ، فَدَعَاهُمْ فَقَالَ لَهُمْ : وَيْلَكُمْ مَا تَقُولُونَ؟ قَالُوا : رَبُّنَا وَخَالِقُنَا وَرَازِقُنَا، فَقَالَ : وَيْلَكُمْ، إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ مِّثْلُكُمْ، آكُلُ الطَّعَامَ كَمَا تَأْكُلُونَ، وَأَشْرَبُ كَمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَشْرَبُونَ، إِنْ أَطَعْتُهُ أَثَابَنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَإِنْ عَصَيْتُهُ خَشِيتُ أَنْ يُعَذِّبَنِي ....

''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی شخص آیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا: وہاں مسجد کے دروازے کے پاس ایک قوم ہے، وہ کہتے ہیں کہ آپ ان کے رب ہیں، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو بلایا اور انہیں فرمایا: تمہاری بربادی ہو! تم کیا کہتے ہو؟ کہنے لگے: (آپ) ہمارے رب، خالق اور رازق ہیں۔ فرمایا: تمہاری بربادی ہو! میں تو تمہارے ہی طرح کا ایک بندہ ہوں، تمہاری طرح کھانا کھاتا ہوں، تمہاری طرح پانی پیتا ہوں۔ اگر میں (اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی) اطاعت کروں، تو ان شاءاللہ، اللہ مجھے اجر و ثواب دے گا اور اگر میں اس کی نافرمانی کروں، تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے عذاب دے گا......۔''

(المُخلِّصِيات لأبي الطّاهر المُخَلِّص : 546)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① شریک بن ارطاۃ عامری مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۴/۳۶۱'' میں ذکر کیا ہے۔

② عبداللہ بن زبیر اسدی والد ابی احمد زبیری کوفی ضعیف ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۵۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): بعض روایات میں آیا ہے کہ قرب قیامت خراسان سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوں گے، ان میں امیر مہدی رحمہ اللہ بھی ہوں گے۔ ان روایات کا کیا حکم ہے؟

(جواب): امیر مہدی رحمہ اللہ کا خروج برحق ہے، اس پر کئی صحیح احادیث دلالت کناں ہیں، مگر جن روایات میں یہ ذکر ہے کہ خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈوں والا لشکر نمودار ہو گا اور ان میں امیر مہدی رحمہ اللہ بھی ہوں گے، تو وہ روایات اُصول محدثین کی روشنی میں پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں، ان کے احوال ملاحظہ ہوں؛

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَقْبَلَتِ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ خُرَاسَانَ فَأْتُوهَا، فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللّٰهِ الْمَهْدِيَ .

”جب خراسان سے سیاہ جھنڈوں آئیں، تو ان سے مل جانا، کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔“

(المَوضوعات لابن الجوزي : 288/2)

سند ضعیف ہے۔

① ابوالفتح ازدی متکلم فیہ ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ضَعَّفَهٗ كَثِيرٌ مِّنْ حُفَّاظِ زَمَانِهٖ .

''اس کے دور کے کثیر حفاظ حدیث نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(البِداية والنّهاية : 419/15)

② حنان بن سدیر صیر فی مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۲۱۹/۸'' میں ذکر کیا ہے۔

③ عمرو بن قیس ملائی کا حسن بصری رحمہ اللہ سے سماع معلوم نہیں۔

④ حسن بصری مدلس ہیں، ان کا عبیدہ بن عمرو سے سماع معلوم نہیں۔

❁ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(الضُّعفاء الكبير للعُقَيْلي : 380/4)

یہ سند ضعیف ہے۔

① یزید بن ابی زیاد ضعیف و مدلس ہے۔

② ابراہیم نخعی مدلس ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ اس حدیث کے بارے میں امام وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ .

''یہ سند کچھ نہیں ہے۔''

(الضعفاء الكبير للعقيلي : 379/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ .

''یہ سند کچھ نہیں ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(الضعفاء الكبير للعقيلي : 379/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَخْرُجُ مِنْ خُرَاسَانَ رَايَاتٌ سُودٌ لَا يَرُدُّهَا شَيْءٌ حَتَّى تُنْصَبَ بِإِيلِيَاءَ .

''خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلے گے، انہیں کوئی شے روک نہیں سکے گی، یہاں تک کہ وہ جھنڈے ایلیاء مقام پر نصب کر دیے جائیں گے۔''

(سنن التّرمذي : 2269)

سند ضعیف ہے۔

① رشدین بن سعد ضعیف ہے۔

② زہری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّودَ قَدْ جَاءَ تْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ، فَأْتُوهَا؛ فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللّٰهِ الْمَهْدِيَّ .

''جب آپ دیکھیں کہ خراسان سے سیاہ جھنڈے آرہے ہیں، تو ان سے مل جانا، کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔''

(مسند الإمام أحمد : 277/5)

سند ضعیف ہے۔

① شریک بن عبد اللہ قاضی سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، نیز مدلس ہے۔

② علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن روایات میں ان دونوں کی متابعت ہوئی ہے، وہ سفیان ثوری کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

③ ابو قلابہ کا سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔ دونوں کے درمیان ابو اسماء عمرو بن مرثد کا واسطہ ہے، جیسا کہ دیگر طرق میں آیا ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو "منکر" کہا ہے۔

(میزان الاعتدال : 128/3)

فائدہ:

یہ روایت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے موقوف ثابت ہے۔

(المُستدرك للحاكم :8531، وسندہٗ حسنٌ)

تنبیہ:

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَقْبَلَتِ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَإِنَّ أَوَّلَهَا فِتْنَةٌ وَأَوْسَطُهَا هَرْجٌ، وَآخِرُهَا ضَلَالَةٌ .

"جب مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے آئیں گے، تو ان میں پہلے جھنڈے فتنہ ہوں گے، درمیانے جھنڈے "ہرج" (قتل وغارت) ہوں گے اور آخر والے جھنڈے گمراہی ہوں گے۔"

(تاریخ بغداد للخطیب : 203/4)

جھوٹی سند ہے۔

① داود بن عبد الجبار متروک و کذاب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② ابوشراعہ مجہول ہے۔

❀ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اسے ''مجہول'' کہا ہے۔

(تاریخ بغداد : 203/4)

سوال: وضو میں داڑھی کے خلال کے متعلق روایات کا کیا حکم ہے؟

جواب: وضو میں داڑھی کے خلاف کے متعلق مروی ساری کی ساری مرفوع روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔ کئی ائمہ حدیث نے ان روایات پر کلام کیا ہے۔

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ فِيهِ أَحَادِيثُ، لَيْسَ يَثْبُتُ فِيهِ حَدِيثٌ، يَعْنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''وضو میں داڑھی کے خلاف کے متعلق کئی احادیث مروی ہیں، مگر ان میں سے کوئی حدیث بھی نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔''

(مسائل أبي داود، ص 13)

❀ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَثْبُتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ حَدِيثٌ .

''نبی کریم ﷺ سے داڑھی کے خلال کے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں۔''

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتِم :553/1)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَخْبَارُ الَّتِي رُوِيَتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَلَّلَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

لِحْيَتَهٗ قَدْ تُكُلِّمَ فِي أَسَانِيدِهَا .

''وہ تمام روایات، جن میں ہے کہ نبی کریم ﷺ (وضو میں) داڑھی کا خلال کرتے تھے، ان سب کی سندوں میں کلام ہے۔''

(الأوسط: 385/1)

امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ أَحَادِيثُ لَيِّنَةُ الْأَسَانِيدِ .

''داڑھی کے خلال کے متعلق مروی ساری کی ساری (مرفوع) احادیث کی سندیں ضعیف ہیں۔''

(الضّعفاء الكبير: 3/2)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا كُلُّهٗ لَا يَصِحُّ مِنْهُ شَيْءٌ .

(داڑھی کے خلال کے متعلق مروی) ان روایات میں سے کوئی ثابت نہیں۔''

(المُحلّٰی بالآثار: 284/1)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ خَلَّلَ لِحْيَتَهٗ فِي وُضُوئِهٖ مِنْ وُجُوهٍ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ .

''جن مرفوع روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ وضو میں داڑھی کا خلال کرتے تھے، وہ ساری کی ساری روایات جمیع سندوں سے ضعیف ہیں۔''

(التّمهيد: 120/20)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ، أَخَذَ كَفًّا مِّنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهٖ فَخَلَّلَ بِهٖ لِحْيَتَهُ، وَقَالَ : هٰكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ .

''یقیناً رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے، تو پانی کا ایک چُلو لے کر اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے اور اس سے داڑھی کا خلال کرتے، نیز فرماتے: میرے رب عزوجل نے مجھے اسی طرح حکم دیا ہے۔''

(سنن أبي داود : 145)

سند ضعیف ہے۔

① ولید بن زروان (زوران) مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۵۵۰/۷'' میں ذکر کیا ہے۔

❁ حافظ ابن القطان فاسی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ نے ''مجہول الحال'' کہا ہے۔

(بَيان الوهم والإيهام : 17/5، التّلخيص الحبير :274/1)

② ولید بن زروان کا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کے کئی سندیں ہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَهٗ طُرُقٌ أُخْرٰى ضَعِيفَةٌ .

''حدیث انس رضی اللہ عنہ کی دیگر ضعیف سندیں بھی ہیں۔''

(التّلخيص الحبير :275/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهٗ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (وضو میں) داڑھی کا خلال کرتے تھے۔''

(سنن التّرمذي : 31، سنن ابن ماجه : 430)

سند ضعیف ہے۔ عامر بن شقیق اسدی ضعیف ہے۔

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة : 187/3)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

تَكَلَّمَ فِيهِ بِشَيْءٍ .

''آپ رحمہ اللہ نے اس پر کچھ جرح کی۔''

(سؤالات المروذي : 99)

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِقَوِيٍّ .

''یہ بالکل بھی قوی نہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 322/6)

❁ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(مُسند الشّاميين للطّبراني : 2402)

جھوٹی سند ہے۔

① محمد بن معاویہ نیشاپوری ''متروک وکذاب'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② شعیب بن زریق کی عطاء خراسانی سے روایت غیر معتبر ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُعْتَبَرُ حَدِيثُهٗ مِنْ غَيْرِ رِوَايَتِهٖ عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ .

''اس کی وہ روایات معتبر ہیں، جو اس نے عطاء خراسانی کے علاوہ کسی اور سے بیان کی ہیں۔''

(الثّقات : 308/8)

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جَمِيعُ مَنْ يَرْوِيهِ عَنْ عَطَاءٍ ضَعِيفٌ لَا يُمْكِنُ الْحُكْمُ بِقَوْلِهٖ .

''(شعیب بن رزیق، غیاث بن ابراہیم، عثمان بن عطاء میں سے) جو بھی عطاء خراسانی سے روایت کرے، وہ ضعیف ہے، اس روایت کا کوئی اعتبار نہیں۔''

(العِلَل : 117/7)

فائدہ:

وضو میں داڑھی کا خلال کرنا مستحب ہے، صحابہ وتابعین سے داڑھی کا خلال ثابت ہے۔

❀ ابوحمزہ اسدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهٗ إِذَا تَوَضَّأَ .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ نے وضو میں داڑھی کا خلال کیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 12/1، الطّهور لأبي عبيد : 333، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

إِنَّهٗ كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهٗ .

''آپ رضی اللہ عنہ (وضو میں) داڑھی کا خلال کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 12/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ زید بن معلیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ تَوَضَّأَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهٗ .

''میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ داڑھی کا خلال کررہے تھے۔''

(الثّقات لابن حبّان: 250/4)

❀ ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَآنِي ابْنُ عُمَرَ أَتَوَضَّأُ فَقَالَ: يَا ضَحَّاكُ خَلِّلْ قَالَ: فَخَلَّلْتُ أَصَابِعِي فَقَالَ: يَا ضَحَّاكُ خَلِّلْ هٰكَذَا، وَأَشَارَ إِسْحَاقُ إِلٰى لِحْيَتِهٖ فَخَلَّلَهَا مِنْ تَحْتِ ذَقْنِهٖ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے وضو کرتے دیکھا، تو فرمایا: ضحاک! خلال بھی کیجئے، تو میں نے اپنی انگلیوں کے درمیان خلال کرلیا، پھر فرمایا: ضحاک! اس طرح خلال کیجئے۔ (سند کے راوی) اسحاق بن سلیمان رازی رحمہ اللہ نے اپنی داڑھی کی طرف اشارہ کیا اور ٹھوڑی کے نیچے سے داڑھی کا خلال کرکے دکھایا۔''

(الطّهور لأبي عبيد: 318، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ عبداللہ بن عون ابوعون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أَنَسًا يُخَلِّلُ لِحْيَتَهٗ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”میں نے انس بن سیرین رحمہ اللہ کو داڑھی کا خلال کرتے دیکھا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :12/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ابواسحاق سبیعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ تَوَضَّأَ وَخَلَّلَ لِحْيَتَهٗ .

”میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو وضو کرتے دیکھا، آپ رحمہ اللہ داڑھی کا خلال کر رہے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :12/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام مجاہد رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهٗ إِذَا تَوَضَّأَ .

”آپ رحمہ اللہ جب وضو کرتے، تو داڑھی کا خلال کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :12/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ خالد بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ سِيرِينَ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهٗ .

”میں نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ کو وضو کرتے دیکھا، تو آپ رحمہ اللہ نے داڑھی کا خلال کیا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :12/1، التّاريخ الكبير للبخاري :230/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ تَوَضَّأَ وَخَلَّلَ لِحْيَتَهٗ .

”آپ رحمہ اللہ نے وضو کیا اور داڑھی کا خلال کیا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : 12/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ ابن خویز منداد رحمہ اللہ (۳۹۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْفُقَهَاءَ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّ تَخْلِيلَ اللِّحْيَةِ لَيْسَ بِوَاجِبٍ فِي الْوُضُوءِ.

''فقہائے کرام (مالکیہ وغیرہ) کا اتفاق ہے کہ وضو میں داڑھی کا خلال کرنا واجب نہیں ہے۔''

(التّمهيد لابن عبد البر : 120/20)

سوال: امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں ایسے راویوں کی احادیث نقل کیوں کیں ہیں، جن پر ائمہ نے جرح کی ہے؟

جواب: صحیح بخاری کے بعض راویوں پر جروح ہیں، اس سے صحیح بخاری کی احادیث کی صحت پر کچھ حرج نہیں آئے گا، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ علل حدیث کے ماہر اور ناقد حدیث تھے، آپ نے نہ ہر ثقہ راوی کی روایت لی ہے اور نہ ہر کمزور راوی کی روایت ترک کی ہے، بلکہ تنقیح کر کے صحیح احادیث کا مجموعہ مرتب کیا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَقَرَّرَ أَنَّ الْبُخَارِيَّ حَيْثُ يُخَرِّجُ لِبَعْضِ مَنْ فِيهِ مَقَالٌ لَا يُخَرِّجُ شَيْئًا مِمَّا أُنْكِرَ عَلَيْهِ.

''یقیناً یہ طے شدہ بات ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جن بعض متکلم فیہ راویوں کی روایات نقل کیں ہیں، تو ان کی کوئی منکر روایت نقل نہیں کی۔''

(النُّكَت على صحيح البخاري : 180/2)

سوال: کبار اہل علم سے خطا وارد ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: کبار علمائے حق زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں، دین کے محافظ اور مددگار ہیں، اصلاح معاشرہ میں ان کا اہم کردار ہوتا ہے، یہ علم نبوت کے وارث اور امین ہیں، دین کے داعی اور علم بردار ہیں، ان کی حسنات بہت زیادہ ہیں، اُمت کے بڑے محسن ہیں۔ یقیناً ہر انسان سے خطا سرزد ہو سکتی ہے، خطا سے کوئی مبرا نہیں، البتہ ایک ایسا عالم جو صحیح العقیدہ ہو اور اہل سنت والجماعت کے منہج ومسلک پر ہو، اس سے اگر اجتہادی خطا سرزد ہو جاتی ہے، یا گناہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے، تو اس کی حسنات کو دیکھتے ہوئے اسے بدنام نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس کے عیوب پر پردہ ڈالا جائے گا، اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے گی، نیز اس کے حق میں دعا کی جائے گی، کیونکہ علمائے اُمت کی بدنامی درحقیقت اسلام کی بدنامی ہے۔

۞ میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ مَثَلَ الْعَالِمِ فِي الْبَلَدِ كَمَثَلِ عَيْنٍ عَذْبَةٍ فِي الْبَلَدِ .

”کسی علاقے میں عالم کا ہونا ایسے ہی (مفید) ہے، جیسے کسی علاقے میں میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو۔“

(جامع بَيان العِلم وفَضْلِهٖ لابن عبد البر : 265، وسندهٗ صحيحٌ)

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَالِمٌ عَامِلٌ مُعَلِّمٌ يُدْعٰى كَبِيرًا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوَاتِ .

”عالم اپنے علم پر عمل کرنے والا ہو اور اس کی تعلیم دینے والا ہو، تو وہ آسمانوں کی بلندیوں میں ”کبیر الشان انسان“ ہونے کی شہرت پاتا ہے۔“

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 2685، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ امام ابوقلابہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَثَلُ الْعُلَمَاءِ كَمَثَلِ النُّجُومِ وَالْأَعْلَامِ الَّتِي يَقْتَدِي بِهَا النَّاسُ، فَإِذَا تَوَارَتْ تَرَدَّدُوا فِي الْحِيرَةِ.

''علما ستاروں اور نشانات کی مانند ہوتے ہیں، جن سے لوگ راہنمائی لیتے ہیں، جب ستارے ڈوب جائیں، تو لوگ بھٹکتے پھرتے ہیں۔''

(جزء حنبل بن إسحاق : 45، وسندهٗ صحيحٌ)

اس کا یہ بھی مطلب نہیں کہ ہر عالم کی ہر بات کو صحیح قرار دیا جائے اور اس کے لیے باطل تاویلات کی جائیں، جیسا کہ بعض مقلدین اپنے ائمہ کے متعلق کرتے ہیں، اسی طرح بعض شاگرد اپنے استاذ کے متعلق کرتے ہیں۔ ہر عالم سے غلطی کا امکان بہرحال موجود رہتا ہے، ہمارا مقصد یہ ہے کہ ان سے سرزد ہونے والی غلطیوں کو اچھالنے سے گریز کیا جائے اور ان کے محاسن کو نظر انداز نہ کیا جائے، نیز ہر صورت غلو و تقصیر سے اجتناب کیا جائے۔

❁ ایک مرتبہ سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ اور صحابہ کے مابین طے شدہ معاملہ کی خبر اہل مکہ کو دینا چاہی اور بعض راز کی باتیں لکھیں اور ایک عورت کو دے کر مکہ کی طرف بھیجا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی خبر ہوگئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا مقداد بن اسود اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم کو مقام روضہ خاخ کی طرف بھیجا اور عورت سے وہ خط لے کر آنے کو کہا، صحابہ نے وہ خط لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لا کر دیا، وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مشرکین مکہ کو بھیجا گیا تھا، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشا کیا گیا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: حاطب! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے متعلق جلدی فیصلہ نہ سنائیے گا، میں بتاتا ہوں کہ کیوں میں نے یہ خط مشرکین کو بھیجا۔ دراصل میں قریشی ہوں، لیکن اہل مکہ میں سے نہیں ہوں۔ آپ کے دیگر مہاجرین ساتھیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اہل مکہ کے ساتھ رشتہ داریاں ہیں، جس بنا پر اہل مکہ ان کے اہل خانہ اور اموال کا لحاظ کرتے ہیں، میں نے چاہا کہ جب میرا کوئی نسبی تعلق نہیں ہے، تو میں ان کے ساتھ کوئی احسان کرلوں، جس سے وہ میری قرابت کا لحاظ کریں گے۔ میں نے کافر یا مرتد ہو کر ایسا نہیں کیا اور نہ ہی میں کفر پر راضی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حاطب نے سچی بات کی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے، میں اس منافق کی گردن اتار دوں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو غزوہ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور آپ نہیں جانتے کہ اہل بدر کی طرف اللہ تعالیٰ نے جانک کر دیکھا اور فرمایا: تم جو مرضی کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

(صحيح البخاري : 3007، صحيح مسلم : 2494)

نبی کریم ﷺ نے سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا گناہ اس لیے معاف کر دیا کہ وہ بدری صحابی تھے اور اس معاملہ میں سچے تھے، منافق نہ تھے، پھر انھوں نے اپنا قصور مان لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بدری ہونے کا شرف تھا، جو ان کی خطا کی معافی کا سبب بنا۔

اگرچہ یہ صحابہ کا معاملہ ہے، جو عام انسانوں سے مختلف ہے، مگر اس کے باوجود یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ جو عالم اپنے دامن میں کئی حسنات اور خدمات اسلام سمیٹے ہوئے ہو اور وہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ مخلص بھی ہو، تو ان شاء اللہ اس کی اجتہادی غلطی یا بتقضائے بشریت سرزد ہونے والے گناہ معاف کر دیے جائے گا اور مسلمانوں کو چاہیے کہ اس عالم کی حسنات کو ذکر کریں، غلطیوں کو مت اچھالیں، خاص طور پر جب وہ عالم فوت ہو جائے، تو اس کے حق میں زبان بندی چاہیے اور استغفار کرنی چاہیے۔ یہی علم اور اہل علم کا وقار ہے۔

❁ سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهٖ حَتّٰى أَبْدٰى عَنْ رُكْبَتِهٖ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ فَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنِّي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِي فَأَبٰى عَلَيَّ، فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ، فَقَالَ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ، فَأَتٰى مَنْزِلَ أَبِي بَكْرٍ، فَسَأَلَ: أَثَّمَ أَبُو بَكْرٍ؟ فَقَالُوا: لَا، فَأَتٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ، فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَعَّرُ، حَتّٰى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ، مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ، وَوَاسَانِي بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي مَرَّتَيْنِ، فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا.

’’میں رسولِ اکرم ﷺ کی پاس بیٹھا تھا، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، کپڑے کا ایک پہلو تھام رکھا تھا، گھٹنا کھلا تھا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لگتا ہے کہ آپ کا ساتھی کسی سے جھگڑ کر آیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور کہا: میرے اور عمر کے درمیان کچھ نزاع تھا، میں نے ان سے کچھ تلخ کلامی کی، پھر میں نادم ہوا اور ان سے معافی چاہی، لیکن وہ معاف کرنے پہ تیار نہیں، اسی لئے آپ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے پاس آ گیا ہوں۔تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر! اللہ آپ کو معاف کرے۔سیدنا عمر کو فعل پر پشیمانی ہوئی،تو جناب صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر چلے آئے، پوچھا: ابوبکر ہیں؟ گھر والوں نے کہا: نہیں ہیں۔وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور سلام کہا، نبی اکرم ﷺ کا چہرۂ مبارک متغیر ہونے لگا، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا،تو مارے شفقت کے گھٹنوں کے بل گر گئے،دو مرتبہ عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! قصور میرا زیادہ تھا۔نبی اکرم ﷺ نے دو مرتبہ جناب عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ نے مجھے آپ کی طرف مبعوث کیا،آپ نے مجھے جھٹلایا،لیکن ابوبکر نے تصدیق کی تھی اور اپنی جان و مال کے ساتھ میری غمخواری کی تھی۔آپ میری خاطر میرے ساتھی سے درگزر نہیں کرتے؟ اس دن کے بعد کبھی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تکلیف نہیں دی گئی۔‘‘

(صحیح البخاري :3661)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آپ میری خاطر میرے ساتھی سے درگزر نہیں کرتے، کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نامہ اعمال میں سبقت اسلام اور لازوال خدمات اسلام تھیں، جو نبی کریم ﷺ کی محبت کا باعث بنیں،تب آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بات فرمائی۔ مطلب یہ کہ چھوٹی موٹی اخطا معاف ہونی چاہییں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

نُحِبُّ الْعَالِمَ عَلٰی مَا فِیهِ مِنَ الِاتِّبَاعِ وَالصِّفَاتِ الْحَمِیدَةِ، وَلَا نُحِبُّ مَا ابْتَدَعَ فِیهِ بِتَأْوِیلٍ سَائِغٍ، وَإِنَّمَا الْعِبرَةُ بِکَثْرَةِ الْمَحَاسِنِ.

’’ہم عالم نے اس وجہ سے محبت کرتے ہیں کہ متبع سنت اور صفات حمیدہ کا حامل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس وجہ سے محبت نہیں کرتے کہ جو ان سے جائز تاویل کی بنا پر بدعت سرزد ہوگئی ہے، کیونکہ اعتبار زیادہ محاسن کا ہی ہوتا ہے۔‘‘

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 46/20)

❀ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ الْكَبِيْرَ مِنْ أَئِمَّةِ الْعِلْمِ إِذَا كَثُرَ صَوَابُهُ، وَعُلِمَ تَحَرِّيهِ لِلْحقِّ، وَاتَّسَعَ عِلْمُهُ، وَظَهَرَ ذَكَاؤُهُ، وَعُرِفَ صَلَاحُهُ وَوَرَعُهُ وَاتِّبَاعُهُ، يُغْفَرُ لَهُ زَلَلُهُ، وَلَا نُضِلِّلُهُ وَنطْرَحُهُ وَنَنْسٰى مَحَاسِنَهُ، نَعَم، وَلَا نَقتَدِي بِهٖ فِي بِدعَتِهٖ وَخَطَئِهٖ، وَنَرجُو لَهُ التَّوبَةَ مِنْ ذٰلِكَ .

’’ائمہ علم میں سے ایک بڑا عالم، جب اس کی اچھائیاں بکثرت ہوں، اس کا حق کے لیے کوشش کرنا معلوم ہو، اس کا علم وسیع ہو، اس کی ذہانت عیاں ہو اور اس کا صالح، متقی اور متبع سنت ہونا معروف ہو، تو اس کی لغزشیں معاف کر دی جائیں گی، ہم اسے گمراہ قرار نہیں دیں گے، نہ اسے کلی طور پر ترک کر دیں گے اور نہ اس کے محاسن کو بھلا دیں گے۔ ہاں، یہ ضرور ہے کہ اس کی بدعت اور خطا میں ہم اس کی پیروی نہیں کریں گے اور اُمید کریں گے کہ اس نے اس خطا سے توبہ کر لی ہوگی۔‘‘

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 271/5)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لٰكِنَّ مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرْعِ وَالْحِكْمَةِ أَيْضًا أَنَّ مَنْ كَثُرَتْ حَسَنَاتُهُ وَعَظُمَتْ، وَكَانَ لَهُ فِي الْإِسْلَامِ تَأْثِيرٌ ظَاهِرٌ، فَإِنَّهُ يُحْتَمَلُ لَهُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَا لَا يُحْتَمَلُ لِغَيْرِهٖ، وَيُعْفٰى عَنْهُ مَا لَا يُعْفٰى عَنْ غَيْرِهٖ.

''شرعی اور حکمت کے اُصولوں میں سے ہے کہ جس کی نیکیاں بکثرت ہوں اور بڑی بڑی حسنات ہوں، نیز اس کی اسلام میں واضح خدمات ہوں، تو ایسے شخص کی وہ غلطیاں درگزر کر دی جائیں گے، جو دوسرے عام لوگوں سے درگزر نہیں کی جاتیں اور اس کی وہ خطائیں معاف کر دی جائیں گی، جو دوسرے عام لوگوں سے معاف نہیں کی جاتیں۔''

(مِفتاح دار السّعادة: 504/1)

✿ نیز فرماتے ہیں:

مَنْ لَهٗ عِلْمٌ بِالشَّرْعِ وَالْوَاقِعِ يَعْلَمُ قَطْعًا أَنَّ الرَّجُلَ الْجَلِيلَ الَّذِي لَهٗ فِي الْإِسْلَامِ قَدَمٌ صَالِحٌ وَآثَارٌ حَسَنَةٌ وَهُوَ مِنَ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهٖ بِمَكَانٍ قَدْ تَكُونُ مِنْهُ الْهَفْوَةُ وَالزَّلَّةُ هُوَ فِيهَا مَعْذُورٌ بَلْ وَمَأْجُورٌ لِاجْتِهَادِهٖ؛ فَلَا يَجُوزُ أَنْ يُتْبَعَ فِيهَا، وَلَا يَجُوزُ أَنْ تُهْدَرَ مَكَانَتُهٗ وَإِمَامَتُهٗ وَمَنْزِلَتُهٗ مِنْ قُلُوبِ الْمُسْلِمِينَ.

''جس شخص کو علم شریعت اور حقائق کا علم ہو، وہ قطعی طور پر جان لے گا کہ وہ عظیم الشان انسان، جس کی اسلام میں خدمات اور حسنات ہوں اور اس کا اسلام اور مسلمانوں کے ہاں ایک مقام مرتبہ ہو، تو کبھی ایسے شخص سے بھی لغزش اور غلطی ہو جاتی ہے، وہ اس غلطی میں معذور ہو گا، بلکہ اسے اجتہاد کی وجہ سے اجر بھی ملے گا، لہٰذا اس غلطی میں اس کا اتباع کرنا جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے اس عظیم انسان کا مقام، امامت اور مرتبہ گرا دیا جائے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(إعلام الموقعين : 283/2)

۞ مزید فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَ كُلُّ مَنْ أَخْطَأَ أَوْ غَلِطَ تُرِكَ جُمْلَةً، وَأُهْدِرَتْ مَحَاسِنُهُ، لَفَسَدَتِ الْعُلُومُ وَالصِّنَاعَاتُ، وَالْحُكْمُ، وَتَعَطَّلَتْ مَعَالِمُهَا .

''اگر ہر خطا کرنے والے اور غلطی کھانے والے کو بالکل ترک کر دیا جائے اور اس کے محاسن کو نظر انداز کر دیا جائے، تو علوم وفنون اور فہم وفراست سب کچھ تباہ ہو جائے گا اور ان کے نشانات تک مٹ جائیں گے۔''

(مَدارج السّالکین : 40/2)

۞ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

الْمُنْصِفُ مَنْ اغْتَفَرَ قَلِيلَ خَطَأِ الْمَرْءِ فِي كَثِيرِ صَوَابِهِ .

''منصف مزاج وہ ہے، جو انسان کی زیادہ درستیوں کی وجہ سے اس کی قلیل خطا کو معاف کر دے۔''

(القواعد، ص 3)

❁❁❁❁❁❁❁

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''